

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝  
اور اللہ کے لئے اُن لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہیں

# دیاری

از

لسان الحسن مولانا الحاج ضیاء القادری البدریونی مدظلہ العالی

۱۹۵۰ء  
۱۳۶۹ھ

مکتبہ ارباب اردو لاہور و کراچی

(طبع اول) مقام اشاعت: حویلی کابلی مل - لاہور (قیمت ٹٹے)

DATA ENTERED



۲۹۶۳۹۹۱  
۷۵۳  
۲۹۷۱

۲۹۶۳۹۹۱  
۷۵۳  
۲۹۷۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
فہرست

صفحہ	عنوان	شمارہ	صفحہ	عنوان	شمارہ
۱۸	اجمیر سے واپسی	۱۲		تقریبات	
۱۹	تخلیق و سائل	۱۳		گنہگار	
۲۰	اسباب ملاقات	۱۴		حصہ اول	
۲۱	فاروقی سے ملاقات	۱۵		تیاری اور سفر بدایوں تا کراچی	
۲۲	جریدہ آستانہ دہلی	۱۶	۱	حمد باری	۱
۲۳	تحریک سفر حرمین	۱۷	۲	نعت حضور سرور کائنات م	۲
۲۳	نیت حج	۱۸	۴	اظہار حقیقت	۳
۲۴	جان عزیز تشکیل بدایونی	۱۹	۶	آغاز جنوں	۴
۲۴	آفت ابو جہد	۲۰	۷	معروضہ غلام بھنور خیر الانام م	۵
۲۵	تدابیر سفر	۲۱	۸	سلام بدر بار حضور تا حیدر م	۶
۲۷	اہتمام روانگی	۲۲	۱۰	تجدید آرزو	۷
۲۷	جذبات عقیدت	۲۳	۱۱	غریب بھکاری آستانہ غریب زہر	۸
۲۸	کراچی سے بموقع عرس	۲۴	۱۵	دربار خواجہ میں نذرانہ عقیدت جعفری	۹
۲۸	والدین اور اہل خاندان کے مزارات پر	۲۵	۱۶	رخصتی	۱۰
۲۹	آستانہ عالیہ قادریہ پر	۲۶	۱۷	معروضہ دیگر	۱۱



صفحہ	عنوان	شمارہ	صفحہ	عنوان	شمارہ
۶۱	غزل (جہاز چلا)	۴۳	۳۱	آستانہ حضرت شاہ ولایت پر	۲۷
۶۲	احساسِ تنہائی	۴۴	۳۳	کراچی سے بموقع عرس	۲۸
۶۳	مناجات	۴۵	۳۴	آستانہ حضرت میراں ملہم شہید	۲۹
۶۴	جہاز میں دوسرا دن	۴۶	۳۵	مزار حضرت خواجہ عرب پر	۳۰
۶۷	اظہارِ آرزو	۴۷	۳۷	سامانِ سفر	۳۱
۶۸	خوف ورجا	۴۸	۳۸	ترانہ عقیدت	۳۲
۷۶	جہاز اور سمتِ نماز	۴۹	۴۰	نغمہ سرور	۳۳
۷۷	جہاز کا کھانا	۵۰	۴۱	مکان سے رخصت	۳۴
۷۸	بٹی گھر	۵۱	۴۲	بدایوں تا آگرہ	۳۵
۷۹	اضطرابِ حضوری	۵۲	۴۵	آگرہ تا کراچی	۳۶
۸۰	واقعاتِ جہاز	۵۳	۴۷	پھلیرہ سے روانگی	۳۷
۸۲	نظارہ جہاز دیگر	۵۴	۴۹	شوقِ حرم	۳۸
۸۲	سمندر میں پہاڑ	۵۵		حصہ دوم	
۸۳	پُرسش بے محل	۵۶		کراچی سے مکہ معظمہ تک	
۸۵	مناظرِ کامران	۵۷	۵۳	روانگی بندرگاہ	۳۹
۸۷	التجائے تقربِ حرم	۵۸	۵۵	کراچی کا بندرگاہ	۴۰
۸۹	احرامِ پوشی	۵۹	۵۸	جہاز پر سوار ہونے کا منظر	۴۱
۹۲	یلم کا خیر مقدم	۶۰	۶۰	روانگی جہاز	۴۲



صفحہ	عنوان	شمارہ	صفحہ	عنوان	شمارہ
۱۲۰	طواف	۷۹	۹۲	احرام	۶۱
۱۲۲	سعی صفا و مروہ	۸۰	۹۳	شورش جذبات	۶۲
۱۲۴	صفا و مروہ	۸۱	۹۵	احرام بندی و تلبیہ خوانی	۶۳
۱۲۵	بازار مسعی	۸۲	۹۶	اعلان جنون محبت	۶۴
۱۲۶	حرم محترم کی نمازیں	۸۳	۹۷	آداب حرم	۶۵
۱۲۹	نمازیں و دعائیں	۸۴	۹۹	جذہ کی آمد	۶۶
۱۳۰	عام حالات	۸۵	۱۰۱	جذہ	۶۷
۱۳۳	عمارت حرم	۸۶	۱۰۳	شہر جذہ	۶۸
۱۳۶	مقام ابراہیم	۸۷	۱۰۴	حجاج کی حالت	۶۹
۱۳۷	حطیم کعبہ	۸۸	۱۰۶	آپ بیتی	۷۰
۱۳۹	حرم شریف کے دروازے	۸۹	۱۰۷	احباب بدایوں سے ملاقات	۷۱
۱۴۲	حضرت مولانا شیخ محمد اسماعیل بخش	۹۰	۱۰۸	جذہ اور نماز جمعہ	۷۲
۱۴۶	منی شریف کو روانگی	۹۱	۱۱۰	روانگی مکہ معظمہ	۷۳
۱۴۷	روانگی کا منظر	۹۲	۱۱۴	کعبہ	۷۴
۱۵۰	داخلہ منی شریف	۹۳	۱۱۵	بیت اسماعیل	۷۵
۱۵۰	حاضری منی	۹۴	۱۱۶	طواف قدوم و سعی صفا	۷۶
۱۵۲	مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات	۹۵	۱۱۸	بیت اللہ	۷۷
۱۵۴	فضائل منی شریف	۹۶	۱۱۹	طواف قدوم	۷۸



صفحہ	عنوان	شمارہ	صفحہ	عنوان	شمارہ
۱۸۲	طواف زیارت	۱۱۶	۱۵۶	عرفات شریف	۹۷
۱۸۵	مکہ میں داخلہ	۱۱۷	۱۵۷	عرفات شریف کو روانگی	۹۸
۱۸۶	انہار عقیدت	۱۱۸	۱۵۹	روانگی حجاج کا منظر	۹۹
۱۸۸	واپسی منہا	۱۱۹	۱۶۱	منظر عرفات	۱۰۰
۱۹۰	مکہ معظمہ کو واپسی	۱۲۰	۱۶۲	عرفات کا میلہ	۱۰۱
۱۹۷	عمرہ	۱۲۱	۱۶۳	خیمہ گاہ	۱۰۲
۱۹۸	مکہ کا قیام	۱۲۲	۱۶۶	جبل رحمت	۱۰۳
۱۹۹	سلسلہ ملاقات	۱۲۳	۱۶۸	واپسی مزدلفہ	۱۰۴
۲۰۹	داخلی کعبہ (۲۰۸) طہیم کعبہ	۱۲۴	۱۶۹	مزدلفہ	۱۰۵
۲۱۰	کعبہ میں مدینہ کی یاد	۱۲۵	۱۷۱	مشعر حرام	۱۰۶
۲۱۲	لذت طواف	۱۲۶	۱۷۲	لذت دید	۱۰۷
۲۱۴	دعا کے خاص	۱۲۷	۱۷۳	مظاہر جنوں	۱۰۸
۲۱۵	طواف رخصت	۱۲۸	۱۷۴	ملاقات ۱۷۵ - داخلہ منی	۱۰۹
۲۱۷	مناجات بحضور رب کعبہ	۱۲۹	۱۷۸	جستجوئے کاروان	۱۱۰
۲۲۳	طواف وداع	۱۳۰	۱۷۹	قربانی	۱۱۱
۲۲۴	رخصتی نالے	۱۳۱	۱۸۰	بدایوں کیمپ	۱۱۲
۲۲۵	کعبہ سے رخصت	۱۳۲	۱۸۱	تلاش معلم سراج سلطان	۱۱۳
		۱۳۳	۱۸۲	تفصیل مناسک حج	۱۱۴
					۱۱۵



# تقریظ

از الحاج حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد صاحب قادری البدایونی  
صدر جمعیت علمائے پاکستان، کراچی

حضرت مولانا محمد یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری بدایوں کے کہنہ مشق شاعر و ادیب و  
مصنف کتب کثیرہ ہیں۔ شاعری میں نعت نبویہ اور منقبت غوثیہ ان کی زندگی کی سب سے بڑی  
خدمت جلیلہ ہے۔ وہ محض شاعر ہی نہیں۔ بلکہ غلامی بارگاہ رسالت اور عشق سرکار ابد قرار  
ان کے قلب، دماغ، زبان و قلم کا جزو لاینفک رہے ہیں۔ ان کے دل کی گہرائیوں میں حضور  
مدنی تاجدار، محبوب پروردگار کی الفت و محبت موجزن رہی ہے۔ وہ جس وقت نعت  
پاک مرتب کر کے پڑھتے ہیں، تو خود ان پر عشق و محبت کی ایک والہانہ کیفیت پیدا ہوتی  
ہے۔ یہی وہ کیفیت ہے جو سامعین پر بغیر اثر کئے نہیں رہتی۔ ہمارے خاندان عالیہ و تادریہ  
مقتدر یہ فجد دیہ (جس سے مولانا کا تعلق طریقت و ابستہ ہے) کے معمولات عرس و غم میں  
شاید ہی کوئی ایسا ہو جو مولانا ضیاء کی نعت و منقبت ہمارے یہاں کے نعت پڑھنے والوں  
کی زبان پر نہ آئے۔ بلکہ یوں کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ ان کے اشعار ہمارے معمولات طریقت  
کی رونق بزم ہیں۔

مولانا کا تیس چالیس دور ملازمت میں گذرا۔ وہ جہاں رہے، مجالس نعت پاک منعقد کرتے  
رہے۔ اور عرصہ تک ان کے کلام میں بارگاہ رسالت میں حاضری آستانہ مقدس کی تمنا اور حضوری



آرزو شامل رہی۔

۱۹۴۶ء میں جبکہ میں تیسری بار مدینہ طیبہ کی زیارت کے لئے روانہ ہو رہا تھا۔ تو مولانا ضیاء نے اپنے مخصوص جذبات کرب و درد میں ایک سلام مرتب کر کے دیا اور وہ لیا کہ اسے حضور کے آستانہ مبارک پر ہر روز نذر کروں۔ چنانچہ اس سفر مبارک میں مولانا ضیاء کا سلام ہر روز پیش کیا گیا اور جماعت کی جماعت پر کیفیات پیدا ہوئیں۔ واپسی پر میں نے مولانا سے عرض کر دیا۔ سلام قبول ہو چکا ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی طلبی ہوگی اور انشاء اللہ المقتدر اب جو سفر ہوگا تو میں اور آپ دونوں حاضر ہوں گے۔

الحمد للہ کہ آستانہ شریفہ سے ہم دونوں کی طلبی آگئی۔ مولانا ضیاء مجھ سے پہلے بذریعہ جہاز بحری گئے اور میں بذریعہ طیارہ ان کے ایک ہفتہ بعد کراچی سے چلا اور ان کا جدہ پر استقبال کیا۔ یہ سفر کیا تھا۔ برکات نبویہ سے ہزار مالامال تھا۔ مولانا ضیاء پر جذبہ محبت رسالت کا هجوم تھا اور وہ ہر قدم پر سرکار کی رحمت نبویہ سے مالا مال ہو کر سفر شریفہ کا ہر حصہ منظوم کرتے جاتے تھے۔

مقام مسرت ہے کہ مولانا ضیاء کا منظوم سفر نامہ جو بدایوں سے تا مدینہ منورہ اور از مدینہ منورہ تا کراچی مرتب ہو گیا اور اتنا دلچسپ ہے کہ جس کا ہر عنوان دلکش و مؤثر ہے۔ نثر میں سفر نامے بہت سے لکھے گئے مگر یہ منظوم سفر نامہ اپنی جگہ ایک بے مثال شاہکار ہے۔ خدائے برتر اور اس کے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سفر نامہ کو حجاج و زائرین اور جملہ مسلمانوں کے لئے مشعل راہ بنائے اور مولانا ضیاء کو برکات دنیا و روحانی سے ہمہ وقت سرفراز فرمائے۔ آمین

فقیر محمد عبد الحمید القادری البدایونی  
۱۵۔ رمضان المبارک



# تعارف

حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ شاعری دراصل ساحری ہے اور اس شاعر پر حریف ہے جو قومی زندگی کے مشکلات و امتحانات میں دلنہیری کی شان پیدا کرنے کی بجائے فرسودگی و انحطاط کو صحت و قوت کی تصویر بنا کر دکھائے۔ اور اس طور پر اپنی قوم کو ہلاکت کی طرف لے جائے۔ اُس کا تو فرض یہ ہے کہ قدرت کی لازوال دولتوں سے زندگی اور قوت کا جو حصہ اُسے دیا گیا ہے، اس میں اوروں کو بھی شریک کرے۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو لستان الحسنان مولانا ضیاء القادری بدایونی مدظلہ (مقیم کراچی) کا شمار پاک و ہند کے اُن نیک نفس، قادر الکلام مشاہیر شعراء میں ہوتا ہے۔ جن کے زندگی بخش شاعرانہ کمالات سے ملک اور قوم کو بے حد فائدہ پہنچا ہے۔ وہ نعت گوئی اور نظم نویسی میں یدِ طولی رکھتے ہیں۔ اور اس وقت اس میدان میں کوئی شخص اُن کا حریف نہیں۔ ان کا کلام خلوص و عقیدت، درد و محبت اور سوز و گداز کا مرقع ہے اس میں رفعت بیان اور ادب و احترام کے پاکیزہ جذبات بھی موجود ہیں اور زبان و ادب اور فن کی خوبیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ آپ مدت سے زاہرین گنبد خضرا کو سلام لکھ لکھ کر دیتے تھے کہ بوقتِ حاضری روضہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام بصد عجز و نیاز



پیش کئے جائیں۔ آخر آپ کی آرزو پوری ہوئی اور دربار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو بلاوا آگیا۔ آپ ۱۹۴۸ء کو موسم حج میں حرمین الشریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آپ نے وہ جمال اپنی آنکھوں سے دیکھا جس کے لئے مدت سے آپ بے قرار رہے تھے۔

آپ نے اپنی روانگی سے واپسی تک جو کچھ مشاہدہ کیا۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے رحمت بار جلووں سے جواثر قبول کیا، اس کی لذت میں دوسروں کو شریک کرنے کے لئے اسے اپنی زبان میں نظم کر دیا۔ آج وہی تاثرات ”دیار نبی“ کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہو رہے ہیں۔ راستے کے دلکش مناظر کا حال، مقدس فریضہ کی ادائیگی کا نقشہ، اللہ اور اس کے حبیب کی نشانیوں کی کیفیت ایک عاشق رسولؐ سے بہتر کون بیان کر سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وجد آفرین جذبات کا ایک متواج سمندر موجیں مارتا چلا جاتا ہے۔ توقع ہے کہ پاک و ہند کے علمی ادبی حلقوں میں یہ نادر تحفہ رنگ قبول حاصل کرے گا۔

محمد عبدالعزیز قریشی بی اے  
مدیر حقیقت اسلام۔ لاہور



حصہ اول

مؤلف کے جذبات

اور

سفرِ بدایوں تا کراچی



# گزارش

منظور ہے گزارش احوال واقعی اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

محترم حضرات! یہ فقیر دس سال کی عمر سے نعت و مناقب کا دلدادہ ہے۔ جو کچھ کہا وہ عشق محبوب خدا اور محبت خاصان کبریا کی دھن میں کہا۔ مدتوں مکہ مدینہ کی حاضری کے لئے دعائیں کیں۔ ناداری نے تمناؤں کی تضحیک کی، یاس نے دامن جھٹکا۔ آخر رحمت باری نے دعاؤں التجاؤں کو توبہ قبولیت دی۔ وقت آیا اور یہ بے نوا شرف حضوری سے نوازا گیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ!

کئی سال گزرے دہلی کے ایک مشہور محترم رئیس نے اس فقیر کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ آپ جب حج کو جائیں تو تمام حالات سفر منظوم فرمائیں۔ اس عہد واثق کی تجدید انہوں نے کراچی میں دوبارہ بھی اپنے مشہور کارخانہ میں فرمائی۔ چنانچہ ان کی فرمائش پر یہ حالات نظم کئے اور تاریخی نام اصل سفر نامہ ضیا رکھا۔

اس کے تین جزو کئے۔ پہلے جزو میں اپنے جذبات کی ترجمانی اور بدایوں سے کراچی تک کی روانگی ورج کی۔ دوسرے حصہ میں کراچی سے اختتام حج تک کے حالات قلم برداشتہ لکھے تیسرے حصہ میں مکہ سے روانگی اور مدینہ طیبہ کی حاضری کے کوائف ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو اشاعرانہ رنگینیوں اور تصنیعات سے اعراض کیا گیا ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ یہ اعتقادی و ادبی جذبات ارباب نقد و نظر کے لئے جاذب نظر ہوں اور دربار عرش و قار حضور سید ابراہیم میں شرف قبولیت پائیں۔ آمین!

ارباب بصیرت اغلاط و اسقام سے چشم پوشی فرمائیں۔

فقیر ضیاء القادری البدایونی غفرلہ  
کراچی، ۶۔ شوال ۱۳۶۸ھ ہجری



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 حمد و نعتی سے لے رسول اکرم

## حمد پاری

تری اس شان کے قُرْبَانِ یا غفارِ یا اللہ!  
 مجھے انیسائیں بنایا عقل و فکر و آبرو و بخشش  
 مجھے بخشا گیا اسلام کا ایمان کا جذبہ  
 ظہورِ نور و وحدت سے فروغِ علم و عرفان سے  
 گدائے کُتبِ اطہر کو الفت دی مدینے کی  
 ترے فضل و کرم نے کی میری عزت افزائی  
 دیا حمد و ثنا کا ذوق طبعِ متقیّت خواں کو  
 شعورِ شاعری۔ شغلِ شنائے مُصطفیٰ بخشا  
 مجھے تُو نے دیا عشقِ شبہ ابرارِ یا اللہ!  
 عنایت کی متاعِ دانش و پندارِ یا اللہ!  
 کیا مجھ پر کرم کا اپنے یوں اظہارِ یا اللہ!  
 بنایا دل کو میرے مطہرِ انوارِ یا اللہ!  
 برُھایا اقصا رابر بندہ ناچارِ یا اللہ!  
 بنایا مجھ کو مداحِ شبہ ابرارِ یا اللہ!  
 کیا بخشیم مقدر کو ہرگزے بیدارِ یا اللہ!  
 عطا فرمائی مجھ کو قوتِ گفتارِ یا اللہ!



تری بخشش ہے یہ شوق طوافِ کعبہ ہے مجھ کو  
 تری شانِ کریمی پر تصدق جان و دل میرے  
 جسے چاہے اُسے تو دمِ زدن میں کیا سے کیا کر دے  
 سنی سرِ یاد ذوقِ التجا کی آبر و رکھ لی  
 ادائے شکرِ انعام و عطا یا غیبِ ممکن ہے  
 ولائے ساقی تسنیم و کوثرِ رحمت کر دے  
 فضائے گنبدِ خضرا دکھا، کعبہ دکھا مجھ کو  
 گناہوں سے مرے جرم و خطا سے درگزر فرما  
 محمد مصطفیٰ کا واسطہ بکس ضیا کو آب  
 ہے تو واقف کہ میں ہوں مفلس و نادار یا اللہ!  
 دکھا کعبہ بکھٹ اپنا مجھے دربار یا اللہ!  
 ہے تو بیشک قدیر و قادر و مختار یا اللہ!  
 کیا کعبے کے جانے کو مجھے تیار یا اللہ!  
 ادا ہو لاکھ تیرا شکر، لاکھوں بار یا اللہ!  
 منے حُبِ نبی سے رکھ مجھے سرشار یا اللہ!  
 بنا مجھ کو غلامِ احمدِ مختار یا اللہ!  
 ہے تو غفارِ مطلق، میں ہوں عصیان کار یا اللہ!  
 بلا سوئے حرم یا ایزدِ عفو یا اللہ!

## نعت حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

زہد سے صورتِ لا جواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہیں سلطانِ خوابِ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 ہجومِ سینانِ بزمِ ازل میں  
 خدا نے کیا انتخاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 حسین و جمیل انبیاء ہیں لیکن  
 حیدرِ خدا ہے خطاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم



مہ و مہر کی چاند سی طلعتوں میں

ازل تا ابد بزم کون و مکان میں

جہاں کے لئے ہے جو شمع ہدایت

وہ عالم کو بیداریوں کی بشارت

براق حسین عرش کو سہے روانہ

ظہور جہاں سے ہیں مخمور آنکھیں

جہاں میں ہیں داخل مدینے کے نائز

نصیبے مہ و مہر کے جگمگائے

سیر حشر سیراب ہر شہ لب ہے

ازل میں کیا سب نے عہد اطاعت

نظر ہر گنہگار پر حشر میں ہے

غلاموں کی بخشش کی خاطر وہ سجدے

صراحی اٹھا دے نہ کوثر کے پھینٹے

تھے لرزہ براندام شاہان عالم

ہے ضو آفریں آب و تاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نہ تھا اور نہ ہوگا جواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے قرآن وہ روشن کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے منشائے تعبیر خواب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں روح الامیں ہر کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے ان سناغروں میں شراب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے جنت در آغوش باب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جو دیکھا رخ بے نقاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے تسنیم افشاں سحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں نبی انبیاء فیضیاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

زہے رحمت بے حساب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سیر حشر وہ اضطراب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پہلا محمد کو رضوان شراب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تھا یہ عالم رعب و داسب محمد صلی اللہ علیہ وسلم



غمِ حشر و اندیشہٴ مغفرت کیوں ہے کافی مجھے انتساب محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
فضیلا ہے یہ ارماں مدینے پہنچ کر ہو واصل بحق نزدِ باب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

## اظہارِ حقیقت

تری شانِ کریمی کے الہ العالمین صدقے عطا یا پر تری جانِ دل و ایمان دین صدقے  
مجھے بندہ بنایا، جذبہٴ ایمان دیا تو نے مجھے اسلام کا احساس بے پایاں دیا تو نے  
مجھے روزی عطا کی، رزقِ بخشا، زندگانی دی زبان کو راست گوئی دی طبیعت کو روانی دی  
مجھے کی مرحمت اپنی محبت اپنی رحمت سے کیا سینہ منور نورِ خورشیدِ نبوت سے  
بنایا عہدِ طفلی سے مجھے مدارِ پیغمبر پلائی مجھ کو صہبائے ولائے ساتی کو شر  
رہی لذت کش حمد و ثنا طبع رواں میری بحرِ نعتِ نبیؐ آئی نظر ساکت زبان میری  
کبھی پیدا ہوا جذبہ نہ شہرت کا طبیعت میں گذاری عمر ساری نعتِ سلطانِ رسالت میں  
رہا عہدِ شباب آلودہ کسبِ معاش اپنا کیا آسودگی نے رازِ خود داری نہ فاش اپنا  
جوانی کا زمانہ عیش و اطمینان سے گزرا بالطافِ خدا ہر دن نہایت شان سے گزرا  
شائے صاحبِ محراج کی یوں بے جھجک میں نے کئے رہی کے جلسے آگیا وں سال تک میں نے



ہزاروں خامیاں تھیں گو جنوں عشقِ کامل میں  
 اسیرِ خلدِ مسکن میرے اُستاد و مُرتی تھے  
 ولی با خدا تھے عالم و درویش و صوفی تھے  
 مبارکباد کہئے اُن کے اس فرخِ قرینے کو  
 مجھے بھی لوگ تھے ہمراہ لے جانے کو آمادہ  
 رہا محروم میں اُس وقت لیکن اس سعادت سے  
 اسیرِ با خدا کعبہ سے جب پہنچے مدینے میں  
 مدینے سے جدا ہو کر مزا کیا خاکِ جینے میں  
 دُعا بابِ اجابت تک پہنچنے کا یقین آیا  
 الجھ کر رہ گیا میں وادیِ طیبہ کے خاروں میں  
 دمِ آخر رسائی ہو گئی محبوبِ یزداں تک  
 مدینے میں ہوئے واصل بحقِ القصۃ مولانا

غلامی شہِ بطحا کا جذبہ تھا مگر دل میں  
 فنا فی العشق تھے شیدائے محبوب الہی تھے  
 صفِ اہل صفا میں قادری و نقشبندی تھے  
 ستر سال کی سن میں گئے مکے مدینے کو  
 مدینہ کا میں تھا اُس وقت بھی اتنا ہی لداؤ  
 یہ دولت وقت پر ملتی ہے ربارِ رسالت سے  
 بطحہ حق ہوا جذبہ یہ پیدا اُن کے سینے میں  
 دُعا مانگی کہ یارب موت آجائے مدینے میں  
 باندا ز جنوں احباب سے یہ شعر فرمایا  
 مجھے اب خاک اُڑانے دو حرم کی رنگزاروں میں  
 مجھے پہنچا دیا اس ضعفِ تن نے منزلِ جات تک  
 بنے حجتِ مکیں آقا سے پا کر حصہ مولانا

۱۵ الحاج حضرت مولانا شاہ علی احمد خاں صاحبِ اسیرِ قادری نقشبندی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۔ محرم ۱۳۶۶ھ ہجری

۱۶ یہ شعر مولانا اسیرِ محروم کا ہے

الجھ کر رہ گیا میں وادیِ بطحا کے خاروں میں  
 مجھے پہنچا دیا اس ضعفِ تن نے منزلِ جات تک



اسیرِ عشق کی اللہ اکبر عزت انسانی  
بقیع پاک یعنی باغِ جنت میں جگہ پائی

## آغازِ جنوں

مدینہ کی محبت کا جنوں پیدا ہوا دل میں  
ارادہ تھا کہ جب پابندی سرکار سے چھوٹے  
یا زادی دیارِ صاحبِ لولاک دیکھیں گے  
رہائی جب ہوئی دنیا کی حالت اور ہی کچھ تھی  
خزاں تھی ہر طرف چھائی ہوئی گلزارِ عالم میں  
گرانی کا ہلاکت آفریں منظرِ قیامت تھا  
نہ تھا اول تو اپنے پاس کوئی خاص سرمایہ  
تہیہ دستی و ناداری نے ہمت توڑ دی ساری  
یہ عالم تھا کہ مال و زر سے دونوں ہاتھ خالی تھے  
ہمہ اوقات امنِ عافیت کی تھیں مناجاتیں  
پئے حج و زیارت مستقل برسوں عائیں کیں  
مدینہ بن گیا سینہ، مدینہ بس گیا دل میں  
اسیرِ حرصِ قیدِ معصیت آثار سے چھوٹے  
فضائے گنبدِ خضراتہ افلاک دیکھیں گے  
شبابِ جنگ تھا گلشن کی رنگت اور ہی کچھ تھی  
چمن اُجڑے ہوئے تھے پھول تھے مروتِ ماتم میں  
غریب انساں کا مستقبل ایسے تو یہ مصیبت تھا  
جو کچھ موجود تھا آخر وہی اُس وقت کام آیا  
ہوئی معلوم جانِ ناتواں کو زندگی بھاری  
پس پردہ در شاہِ رُسل کے ہم سواری تھے  
دُعاؤں میں گزر جاتی تھیں اپنی بیشتر راتیں  
مدینہ کے لئے محبوبِ رب کے التجائیں کیں



لکھیں بعد اسیر عشق نظمیں جس قدر میں نے ہر اک میں یہ گزارش کی بعنوان دیگر میں نے  
 اللہ العالمیں! سوئے مدینہ مجھ کو پہنچا دے متاع حج کعبہ رحمت اک بار فرما دے

## معروضہ غلام مجبور خیر الانام

مجھے ہے اعتراف الفت حامد میاں کرنا خصوصی واقعہ اس ضمن میں ہے اک بنیاں کرنا  
 گئے تھے سن چھیالیس میں وہ جب حج و زیارت انہوں نے مدتوں دیکھا تھا میرے دل کی حالت کو  
 دم رخصت بلطف ناصت نہائی میں فرمایا تمہیں اس مرتبہ میں نے نہایت مضطرب پایا  
 لکھو معروضہ اک منظوم اپنی سبوت راری کا ادب لیکن رہے ملحوظ سب دربار داری کا  
 دُعا ہم بھی کرینگے تم بھی لکھ دو حال دل اپنا ہمیں پسینے کو دو کوئی سلام مستقل اپنا  
 ادب سے نہیں نے معروضہ حضور شاہ میں لکھا سلام تازہ دربار رسول اللہ میں لکھا

سلام اس بینوا کا روضہ سلطان لا پر

سُنایا آج اکرم نے گیارہ روز تک پڑھ کر

الحمد للہ مولانا شاہ عبدالحمید صاحب قادری بدایونی دامت برکاتہم جو ۱۹۴۲ء میں دوسری بار سلسلہ وقفہ مسلم لیگ  
 مع مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب میرٹھی دام مجید ہم تشریف لے گئے۔



# بداویں ۸۔ اکتوبر ۱۳۶۶ء سلام بدر بار حضور تاجدار

سلام اے مرے آقا مرے حضور سلام  
 سلام سید ابرار یا رسول اللہ!  
 سلام ہادی اسلام یا بنی اللہ!  
 سلام صاحب قوسین یا حبیب اللہ  
 جیب خالق کون و مکان! سلام علیک  
 سلام اے تہ تابان اورج عرش! سلام  
 سلام لیجئے ہم بیکسوں غریبوں کا  
 مبین عرش معے سلام لومسیرا  
 حضور ابتداء مسکین و یتیموں میں  
 گناہگار ہوں بیشک گناہگار ہوں میں  
 حضور رحمت عالم شفیع امت ہیں  
 گناہگار طلبگار لطف و رحمت ہیں  
 حضور اپنے بڑوں کو تباہ لیتے ہیں  
 سلام اے مرے سلطان بزم نور سلام  
 سلام خلق کے سردار یا رسول اللہ!  
 سلام مونس خدام یا رسول اللہ!  
 سلام سرور کونین یا حبیب اللہ  
 محبت ہر ملک و افس و جاں سلام علیک  
 سلام شافع آسودگان فرش سلام  
 سلام لیجئے تاکام غم نصیبوں کا  
 حسین گنبد خضر اسلام لومسیرا  
 در حضور سے ہوں دور اک گدا ہوں میں  
 مگر نگاہ کرم کا امیدوار ہوں میں  
 گناہگار طلبگار لطف و رحمت ہیں  
 حضور اپنے بڑوں کو تباہ لیتے ہیں



غلام خاص ہوں سرکار جانِ تبار ہوں یہ  
 مرے کریم اکرم کی نگاہ ہو مجھ پر  
 غلام عمر رسیدہ کی انتخاب سن لو  
 حضوری در پر نور چاہتا ہوں میں  
 طواف گنبدِ خضر کی دل میں حسرت ہے  
 تمام عمر سے ہے آرزو مدینے کی  
 فقیر و مفلس نادار ہوں غریبوں میں  
 متاعِ دمال سے غالی ہوں زوامن ہے  
 شکستہ دل مرے ارماں مدام رہتے ہیں  
 میں ضبط کرنے کا جذبہ نہاں اپنا  
 حضور! لاج غلام حقیر کی رکھنا  
 تڑپ رہا ہے دل بیقرار سینے میں  
 ہو اس غلامِ دل افکار کا سلام قبول  
 درِ حضور پہ حامدِ میاں سلامی ہوں  
 خطا معاف کہ عصیاں سے شرمسا ہوں میں  
 عطائے خاص مرے بادشاہ! ہو مجھ پر  
 ہے ایک عرضِ خُدارا اسے راسن لو  
 علاجِ خاطر مجبور چاہتا ہوں میں  
 سب کینہ در شائقِ زیارت ہے  
 نگاہِ شوق کو ہے جستجو مدینے کی  
 ہوں زاوِ راہ سے مجبور بد نصیب بن میں  
 حضور پر مری حالت تمام روشن ہے  
 مجھے حضور کا مذاح لوگ کہتے ہیں  
 کیا ہے شوقِ حرمِ نظم میں بیاں اپنا  
 خبر اس اپنے ثنا خواں فقیر کی رکھنا  
 بس اب حضور مبرا لو مجھے مدینے میں  
 کریں حضور گنگار کا سلام قبول  
 مرے وکیل ہیں شاہِ مرے پیامی ہیں



غلام کا سر دربار ہو قبول سلام

تھی غریب کا سرکار ہو قبول سلام

## تجدیدِ آرزو

کیا تھا اس گدا نے یہ سلام اپنا رقم جس دن

ہجومِ آرزو موجود پاتا تھا میں سینے میں

تمناؤں کی اک دُنیا نئی آباد تھی دل میں

یقین تھا قلب کو مقبول ہو گا یہ سلام اپنا

صدائے سنتے ہیں اپنے فقیروں کی مینے سے

رہا یہ مینو اب کچھ دن پریشاں خاطر و مضطر

نفوسِ اہلِ باطن سے مجھے حسنِ عقیدت ہے

بدایوں ہے مدینہِ اولیائے باکرامت کا

معینی قادری ہے آستانہ میرے پیروں کا

مجھے ملتا ہے موقعِ حاضری کا ان مزاروں پر

نظر آنے لگی تھی غیر ممکن بات بھی ممکن

تصورے کئے دل کو روز جاتا تھا مدینے میں

ہم آغوشِ مسرت خاطرِ ناشاد تھی دل میں

سُنیں گے یہ عرضِ لطف سے خیرِ الا نام اپنا

علی قدر مراتب بھیک ملتی ہے خزینے سے

ہوئے ظاہر نہ آثارِ قبولِ اصلاً مگر مجھ پر

قبورِ اولیاءِ پرفاتحہ خوانی کی عادت ہے

مزاروں پر یہاں رہتا ہے جھمکٹا اہلِ حاجت کا

جہاں رہتا ہے مجمعِ غوثِ اعظم کے فقیروں کا

نشاطِ روح ہے موقوفِ سوحانی اشعار و تر



ملا مشردہ مجھے یہ روضہ شاہِ ولایت سے بنے گا کام میرا سبھی خواجہ کی رحمت سے

## غریب بھکاری آستانہ غریب نواز پر

حضورِ مقتدرؑ میں یہ بشارت پیش کی میں نے  
 بہت مدت سے دل مشتاق تھا اجمیر جانے کا  
 بدایوں اور دہلی میں تھے جتنے خاندان والے  
 ہر اک خرد و کلام مدت سے تھا اس کا تمنائی  
 غرض خویش واقارب ہو گئے چلنے کو آمادہ  
 بدایوں سے چلے مارہرہ ہو کر آئے دہلی میں  
 مہینہ گیا رھویں کا تھا سترھویں کا زمانہ تھا  
 شریک عرس سلطان المشائخؒ سب ہو کر  
 در خواجہ پہ جانے کی اجازت مانگ لی میں نے  
 تصویرِ قلب میں تھا اُس مبارک آستانے کا  
 تھے سب شیدائی خواجہ یہاں والے ہاں والے  
 کسی صورت در خواجہ کی حاصل ہو جہیں سائی  
 مبارک تھا سفریہ، کاروان خواجہ کا دلدادہ  
 ملے باہم گر آکر سب اہل الرائے دہلی میں  
 زباں پر سب کی محبوبؑ الہی کا ترانہ تھا  
 خوشی حاصل ہوئی لنگر کی تازہ روٹیاں کھا کر

۱۔ حضرت خواجہ ابوبکر سیدنا بدر الدین مولے ناب نہروردی چشتی شاہِ ولایت بدایونی رحمۃ اللہ علیہ برادر و مرید و خلیفہ حضرت  
 سلطان العارفین خواجہ حسن شاخ شاہی اس ناب بدایونی و خلیفہ حضرت قطب قطاب خواجہ قطب الدین نجیب راکاکی دہلوی رحمہما اللہ تعالیٰ  
 ۲۔ حضرت پیر و مرشد مولانا شاہ محبوب حق مطیع رسول محمد عبدالمقتدر القادری العثماني البدایونی رحمۃ اللہ علیہ -  
 ۳۔ بڑی سترھویں شریف - ۴۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الہی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ -



مزارِ قطبِ اعظم پر سلامی کے لئے آئے  
 اجازت دونوں سرکاروں کی اجیر جانے کی  
 چلا اجیر کو دہلی سے پورا کارواں اپنا  
 قریب پاشت یکشنبہ کے دن اجیر ہم پہنچے  
 نظر سامان اسٹیشن پہ آئے پیشوائی کے  
 بکثرت لوگ تھے موجود عرشی کی قیادت میں  
 ہر اک نے ہار پھولوں کے ہمیں الفت سے پہنائے  
 انیس<sup>۳</sup> ابن حنیف اک پیرزادہ بادشاہت میں  
 انہوں نے اپنے گھر پر ہم کو ٹھیرایا محبت سے  
 مجھے مرزا نذیر خادی کی یاد آتی ہے  
 محبت سے ہے مصروف ہر وقت خدمت میں  
 معزز برگزیدہ ہر جماعت نعت خوانوں کی

تمام آداب دربارِ معنی کے بجالائے  
 سند ہاتھ آئی خواجہ کے مبارک آستانے کی  
 سفر طے ہو گیا اک رات میں یہ بیگیاں اپنا  
 دیارِ خواجہ دین میں طلبِ کارِ کرم پہنچے  
 یہاں جاتا دیدہ تھے شائقِ رونمائی کے  
 جسے دیکھا نظر ڈوبا ہوا آیا محبت میں  
 مکان تک پایادہ چل کے اسٹیشن سے ہم آئے  
 ہوا خواہ شکیل و شاعر پاکیزہ خصلت میں  
 رہے چھ روز ہم ان کے مکان پر عیش و راحت سے  
 جدائی ان کی اکثر دل کو تڑپاتی ستاتی ہے  
 کمی کوئی اٹھار کھی نہ اظہارِ محبت میں  
 رہی مصروفِ بخوبی میں اپنے میہمانوں کی

۱۔ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ - ۲۔ لواء الملک عرشی اجیری -

۳۔ صاحبزادہ انیس نیازی - ۴۔ شاعر ہند فرزندِ عزیز شکیل بدایونی -

۵۔ مرزا نذیر بخش خادی مشہور نعت خوان اجیر -



نگاہِ لطیفِ خواجہ مائل بندہ نوازی تھی  
 مسلسل روضہ پر نور پردی حاضری میں نے  
 عجب سبج و حج نظر آئی مبارک آستانے کی  
 حیرم بارگاہِ خواجہ صحنِ قصرِ حُبّت ہے  
 یہاں روزانہ منہ مانگی مرادیں لوگ پاتے ہیں  
 ملا میں بشیرِ اجمیر کے اعیانِ ملت سے  
 مکمل پر منقہ کی بزمِ میلادِ نبی میں نے  
 پڑھی اس خوشنوائی سے یہ محفلِ نعت خوانوں نے  
 دماغِ اہلِ سماع کے موطر ہوتے جاتے تھے  
 تبرکِ مرحبا خواجہ کے دربارِ بہایوں کے  
 ہوئی اس بزم میں یہ میرے رمانوں کی پامالی  
 کہاں نعت خوانی تھا دکھانا نعت خوانوں کو  
 کسی تھیں مہرج خواجہ میں غزلیں ہیں نے روزِ آ  
 مری تنبیہ پر ہر نعت خواں نے عذرِ خواہی کی

گدائے در کو حاصل ہر قدم پر سرفرازی تھی  
 دُعا مکہ مدینہ کے لئے ہر بار کی میں نے  
 بدل جاتے ہوئے دیکھی یہاں قسمت زمانے کی  
 سحر سے شام تک آئینہ برکتِ شانِ حمیت ہے  
 بھکاری چھولیاں بھر بھر کے اس ٹوڑھی جاتے ہیں  
 مجھے دیوانِ صاحب نے نوازا خاص شفقت سے  
 بہت عوتِ شرکت بہت لوگوں کو دی میں نے  
 مسلسل کی درودوں کی چھاورِ قدر دانوں نے  
 نظر محفل میں آثارِ اجابت صاف آتے تھے  
 ہوئے تقسیمِ اہلِ بزم کو پیرے بدایوں کے  
 رہی محفلِ شنائے خواجہ اجمیر سے خالی  
 شعورِ منقبتِ خوانی نہ تھا ان نوجوانوں کو  
 یہ ہے پڑھنے سے قاصر ان کو بھی یہ اہلِ منیخانہ  
 کہا جس روز ہوگی حاضری دربارِ شاہی کی

حضورِ خواجہ بین غزلیں پڑھیں گے آپ کی ماکر  
 ملا تھا حکم یہ ہم کو ہمارے پیر زادہ کا  
 ہمیشہ خشنیہ کو نیاز و نذر ہوتی ہے  
 یہ ارشاد وکیل اس امر کی گویا وضاحت تھی  
 نیاز و نذر سے فارغ ہوئے ہم خشنیہ کو  
 گزائے یہ مبارک دن بآرام و خوشی ہم نے  
 نمازِ جمعہ پڑھ کر بیگی دالان کے اندر  
 ہزاروں حاضرین بزمِ پراک کیف طاری تھا  
 عجب دلکش سمان تھا تھی عجب یہ بزمِ لاشانی

یہ بزمِ منقبت بعد نمازِ جمعہ سے بہتر  
 ہے یہ جمیر میں مہول چشتی خانوادہ کا  
 نیازِ خواجہ گردنا امیدی ل سے صوفی ہے  
 ہمیں چھ روز تک جمیر رہنے کی اجازت تھی  
 ہوا طاری لوں پر خود بخود غم خشنیہ کو  
 کیا بعد نمازِ جمعہ عزمِ واپسی ہم نے  
 ہوئے صرف ثنائے خواجہ سب مدارح پیغمبر  
 کوئی مدہوش و بخود کوئی صرف اشکباری تھا  
 رہیگی یاد مجھ کو عمر بھر یہ منقبتِ خوانی

پڑھیں غزلیں و اس مینوائی طرح خوانوں نے

ستائش کی باندازِ عقیدت قدر والوں نے



## دربارِ خواجہ میں نذرانہ عقیدتِ حاضری

جہاں برکت ہے دستِ آرزو دربارِ خواجہ میں  
گداٹے خواجہ حاضر آج ہے سکرِ خواجہ میں  
نظر آئیں حرم کی تابشیں دربارِ خواجہ میں  
نگاہیں جذب ہو کر رہ گئیں انوارِ خواجہ میں  
فنائے روضہ خلد آستان میں محو ہو ہو کر  
ہے پیدا جذبہ نو طالبِ یدارِ خواجہ میں  
کھلے جاتے ہیں سب چشتی بہشتی، حقیقت ہے  
ہیں حجت کے مناظر آئینہ دربارِ خواجہ میں  
ظہورِ خلد سے ہر جرعہ کنش مخمور رہتا ہے  
وہ کیفِ معرفت ہے ساغرِ شرابِ خواجہ میں  
بہشت آثار ہے اجیر کے پھولوں کی شادابی  
بہارِ جاوداں کا رنگ ہے گلزارِ خواجہ میں  
خدا والے ہیں یہ انجمن کیا پاک محفل ہے  
ہے مجمعِ خواجگانِ چشت کا دربارِ خواجہ میں  
ہیں خود محبوب، محبوبِ الہی ان پہ قرباں ہیں  
حسین بدر کی تنویر ہے رخسارِ خواجہ میں  
نظر میں ساقیِ نریم ازل کی جذب ہے تابش  
ہے برستی مئے وحدت کی ہر میخوارِ خواجہ میں

۱۔ اس غزل کو بتاریخ ۲۰ مارچ ۱۳۸۷ء بعد نماز جمعہ اجیر شریف کی مشہور منتخب جماعتِ نعت خوانان نے جس میں مولانا عرشی، مرزا نذیر بخش، مولانا عظیم بخش، حافظ عبدالرحمن، منشی رمضان خان صاحبان مع تمام افرادِ جماعت شریک تھے، مشترکاً پڑھا۔ بیگم دالان میں موصوفہ مزار حضورِ غریب نواز ہزاروں مسلمانوں نے بحالتِ قیام سنا۔ ہر شخص متاثر و لطف اندوز تھا۔ ایک گھنٹہ تک مجلس گرم رہی۔

کمال بخودی ہے یا ہے یہ حراج خود داری  
ولائے غوثِ اعظم حضرت منزل خود ہوئی آخر  
بھکاری آئے ہیں بابِ کرم پر بھیک لینے کو  
مرادیں پا رہے ہیں سب مرادیں مانگنے والے  
رداں جمیر سے سوئے مدینہ کاش ہوا ک دن  
ہے صرف سجدہ ریزی ہر جبیں یارِ خواجہ میں  
میترا بار یا بی ہو گئی دربارِ خواجہ میں  
ہے جنبش دامن فیض ابد آثارِ خواجہ میں  
بڑھائے بنیاد دستِ طلب گارِ خواجہ میں  
یہ حسرت لیکے آیا ہے ضیا دربارِ خواجہ میں

## رخصتی

واپسی کی بابِ رحمت سے اجازت دیجئے  
لیجئے ہم بے نواؤں کا سلام رخصتی  
ہم غریب زار ہیں خواجہ ہو تم سلطانِ مہند  
اہلِ حاجت کے مقاصد سامنے ہیں آپ کے  
بابِ رحمت سے کوئی سائل تہی امن نہ جائے  
یوسفِ اصغر کو اولاد و وقار و رزق مال  
زارِ ان در کو خواجہ اذن رخصت دیجئے  
دستِ رحمت سے ترکِ وقت رخصت دیجئے  
بھیک منگتا کو بقدرِ لطفِ رحمت دیجئے  
سب کو منہ مانگی مرادیں غم و بدولت دیجئے  
کیجئے داد و دہش دادِ سخاوت دیجئے  
دیجئے خواجہ! بعنوانِ کرامت دیجئے

لے یہ غزل رخصتی بھی سابقہ غزل کے بعد تمام نعت خالوں نے مل کر پڑھی۔



لیجئے اپنے ضیائے دل شکستہ کا سلام چلتے چلتے اس کو طیبہ کی بشارت دیجئے

## معروضہ دیگر

محبت تری رنگ لائی ہے خواجہ  
ترے آستان پر ترے دم قدم سے  
خدا والے! تو وہ حبیب خدا ہے  
مدینے کے سینے میں پائے ہیں جلوے  
جہاں محو حیرت ہیں اللہ والے  
قسم ہے خدا کی اشاروں سے تو نے  
ہے باب التبی کا اُسے قرب حاصل  
بدایوں سے اجمیر تک اس گدا کو  
مُرادوں سے بھرے بھکاری کا دامن  
مدینے کی دُھن میں گداے حرم نے  
ترے در پہ حاضر خدائی ہے خواجہ!  
مدینے کی تنویر چھائی ہے خواجہ!  
جہاں بھر میں تیری خدائی ہے خواجہ!  
تری یاد جہاں میں آئی ہے خواجہ!  
وہاں تیری جلوہ نمائی ہے خواجہ!  
خدائی کی بگڑی بنائی ہے خواجہ!  
جسے تیرے رتک سائی ہے خواجہ!  
محبت تری لے کے آئی ہے خواجہ!  
کہ رسوا مری بے نوائی ہے خواجہ!  
ترے در پہ دھونی رمانی ہے خواجہ!

۱۷ یہ غزل نقیر ضیاء نے ۱۸ مارچ ۱۳۵۷ بروز شنبہ بعد نماز عصر جنتی دروازہ کے اندر خود پڑھی۔

باندازہ جو داد و دہش ہو      دہائی ہے تیری دہائی ہے خواجہ!  
ترے در پہ تیرے صبیائے حزیں کو      مدینہ کی اُمّیہ لائی ہے خواجہ!

## اجمیر سے واپسی

ہوئے بعدِ مناقبے بت خواجہ پہ ہم حاضر      سلامِ رخصتی کے واسطے با چشمِ ہم حاضر  
دیرِ قدس کو چوما گھر پہ آئے آستانے سے      بلا جو کچھ بلا لے آئے خواجہ کے خزانے سے  
قریبِ عصرِ سٹیشن پہ سارا قافلہ پہنچا      ہجومِ عیش و راحت میں ہمارا قافلہ پہنچا  
نمازِ عصرِ سٹیشن کی مسجد میں پڑھی ہم نے      درِ مسجد پہ دیکھی بھڑخاں احباب کی ہم نے  
ہر اک کے لب پہ اک نگیں محبت کا فسانہ تھا      کرم کی تھی نمائش چائے نوشی کا بہانہ تھا  
تھے اسٹیشن کے اندر مونسِ احباب کثرت کے      مٹھائی پھول پھل لائے تھے اخلاصِ محبت کے  
گلوں میں رُڈالے جا رہے تھے شادمانی سے      مری آنکھوں کے حلقے پر تھے اشکوں کی روانی سے  
عجب پر کیف تھا جوشِ مسرت کا یہ نظارا      مرے خواجہ کا تھا در پردہ مجھ پر یہ کرم سارا  
بالآخر شور و غل کے ساتھ اسٹیشن پہ لائی      ہوئے اجمیر سے رخصتِ خواجہ کے شیدائی  
سحر کو دوسرے دن اگرہ سب گراواں پہنچا      یہاں یہ قافلہ محمود متھراوی کے گھر ٹھہرا



گئے دہلی کو اہل کارواں کچھ ساتھ یوسف کے  
بدایوں آگئے اکثر اعزہ ساتھ میں میرے  
بخیر و عافیت اجیر سے ہم تمام کاں پہنچے  
خدا کا شکر منزل تک سب اہل کارواں پہنچے

## تخلیق وسائل

نہیں ہوتا کوئی راز ترقی بے سبب پیدا  
خدا خود غیب کے سامان کر دیتا ہے سب پیدا  
مہینہ بھر نہ گزرا تھا کہ پھر دہلی ہوا جانا  
خدا کی مصلحت کو کون سمجھا کس نے پہچانا  
ہر معمول دیرینہ تھا دہلی جب میں آتا تھا  
قبور اولیاء پر فاتحہ خوانی کو جاتا تھا  
کلیم اللہ شیخ الاولیا کے آستانے پر  
نظر اک روز آیا اک مقدس عرس کا منظر  
تھا قبر شیخ پر یہ عرس کس شیخ طریقت کا  
بے بات تک حافظہ خاموش ماوا صلا نہیں آتا  
سحر پڑھ کر میں گھر سے قل کی شرکت کیلئے پہنچا  
یہاں پر اپنے اور دو وظائف پڑھے میں نے  
قریب چاشت صحن آستانہ بھر گیا سارا  
کلام اللہ کا تھا دور جمع مختصر سا تھا  
ثنائے شیخ میں کچھ شعر برجستہ کہے میں نے  
عجب روح پرورد وقت قل محفل کا نظارا

۱۔ شیخ الاولیا حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ و میان قلعہ و جامع مسجد زیارت گاہ عام ہے۔  
آپ کا عرس ۲۲ تا ۲۴ ربیع الاول بڑی شان کے ساتھ ہوتا ہے۔ صال آپ کا ۲۴ ربیع الاول ۱۲۸۷ھ میں ہوا۔

سلام و شجرہ پڑھنے کو بڑھے آگے مناجات خواں

ہوئی مقبول محفل میں یہ ملح بر محل اپنی

عجب کی عزت افزائی مری شیخ طریقت نے

بہت سے نوٹ لایا ساتھ خواجہ کے خزانے سے

ہوا آغاز قتل خوش لہجہ لوگوں نے پڑھا قرآن

پڑھی میں نے بھی سب کے بعد آخر میں غزل اپنی

دئے نذرانہ پر نذرانے ارباب عقیدت نے

تبرک لے کے قل کا گھر میں آیا آستانے سے

## اسباب ملاقات

جواب چشم ضیا میں رہتے ہیں ہر دم ضیا فگن

نہ راہ و رسم تھی کوئی نہ میں نے ان کو دیکھا تھا

نیاز و نذر کا ساماں یہ لاتے تھے زیادہ تر

قریب شام جب فتر سے پس آئے یہ گھر پر

پڑھا تھا آپ نے کیا وقت قل کچھ آج محفل میں

غزل اک شاہ صاحب نے پڑھی تھی عرس اہل میں

یہ فاروقی مدیر آستانہ شیخ مستحسن

نہ تھے مجھ سے کبھی واقف میں ان کا شناسا تھا

یہ بزم عرس میں دیکھے گئے تھے بیش بیش اکثر

دواخانہ میں فاروقی کے ناظم تھے میان صغیر<sup>۵۲</sup>

کہا مجھ سے سنا ہے میں نے یہ روق منزل میں

کیا یہ ذکر فاروقی نے مجھ سے آج دفتر میں

۱۔ صاحبزادہ شیخ محمد مستحسن صاحب فاروقی دیوبند کے رہنے والے ہیں۔ دیوبندی عقاید کے خلاف قبور اولیاء

پر حاضری ان کا معمول ہے۔ حضرت شیخ الاولیاء کے ساتھ نسبت قوی رکھتے ہیں۔

۵۲۔ محمد اصغر حسین صدیقی داماد و خواہر زادہ مؤلف۔



تمہیں معلوم ہے وہ شاہ صاحب کون تھے اصغر  
 کہا اصغر نے فاروقی نے صورتِ شکل کا نقشہ  
 یقیناً آپ نے محفل کے اندر خود پڑھا ہوگا  
 میرے اقرار پر فوراً کہا مجھ سے اصغر نے  
 کہائیں نے ہر کیا ہرج ہے تم ان سے دینا  
 نہیں بتی دبانے سنے لوں میں چاہ کی صورت  
 مراد دل خود بخود ہے ان سے ملنے کیلئے مضطر  
 بیان مجھ سے کیا جس دم تو فوراً میں ہی سمجھا  
 اثر لاریب فاروقی کے دل پر کچھ پڑا ہوگا  
 اجازت ہو تو کردوں آپ کا متن کرہ ان سے  
 میں یہ کیونکر کہوں تم سے کہ میرا نام مت لینا  
 کہ پیدا غیب سے ہوتی ہے رسم و راہ کی صورت

## فاروقی سے ملاقات

ابھی نو دس بجے تھے صبح کے میں گھر کے اندر تھا  
 یکایک دہرے غریب کدہ پر آئے فاروقی  
 محبت سے مجھے اپنے یہاں آنے کی دعوت دی  
 سواری بھیج کر مجھ کو بلا یا ساتھ اصغر کے  
 مدارات تواضع مجھ گدا کی حد سے زائد کی  
 یہ عالی حوصلہ یہ نوجوان خود دار مستحسن  
 شبِ فتنہ کی باتوں کا اثر کچھ یونہی دل پر تھا  
 بلطف بیکراں تشریف از خود لائے فاروقی  
 باخلاص عقیدت و خود کھانے کی دعوت دی  
 سنائے واقعات خاص اپنے اپنے دفتر کے  
 سنی تفصیل مجھ سے میرے اسلامی عقاید کی  
 ہے جس کا قلب نورِ خواجگانِ حقیقت سے روشن

عجب مردِ خدا ہر دل عزیز و صاحبِ دل ہے

ابھی تک مستقل تھی تاجرانہ ذہنیت اُنکی

طبیعت میں بیکار آپ کی اب انقلاب آیا

شریف و پیکرِ اخلاق و پاکیزہ شمائل ہے

تمام اطرافِ دہلی میں تھی قدر و منزلت اُنکی

عقیدتِ آفریں حسنِ تخیل پر شباب آیا

## جریدہ آستانہ دہلی

سرور و کیفیتِ فاروقی کی باتوں میں نمایاں تھا

کیا عزمِ آپ نے اب آستانہ کی اشاعت کا

ضوابطِ آستانہ کے مرتب سب کے میں نے

رقم یک صد بطورِ نذر مانا نہ مقرر کی

کہا میں نے کہ بیمار و ضعیف ناتواں ہوں میں

بدایوں میرا گھر ہے، ہے ہاں میرا کتب خانہ

گزارش یہ مری منظور فاروقی نے فرمائی

مرتب کر دیا پہلا رسالہ میں نے دہلی میں

مری جانب تھی کیا کیا کچھ عنایت میرا خواجہ کی

اثر اندوزان کے قلبِ احساسِ عرفان تھا

بیاقرار مجھ سے مستقل قلمی اعانت کا

تھے جتنے کار آمد مشورے ممکن دئے میں نے

کیا اصرارِ پیہم مجھ سے میں آکر رہوں دہلی

رہوں پابندِ دفتر ہو کے اس قابل کہاں ہوں میں

لکھوں گا رہ کے گھر پر بہترین مضمون روزانہ

میں سمجھا ہے یہ سب فیضِ نگاہِ خواجہ عالی

نظر آئی مجھے تحریرِ مستقبلِ سہیلی میں

معینِ شوق و ارماں تھی کرامت میرا خواجہ کی



## تحریک سفرِ حرمین

مجھے دیکھا جو فاروقی نے شیدائے مدینہ ہوں  
 زخود رفتہ ہوں لیکن شت پیمائے مدینہ ہوں  
 کہا مجھ سے کہ ہے جس وقت تک زندہ فاروقی  
 کی میری طرف سے اس وثیقہ میں نہیں ہوگی  
 کیا یہ اور فاروقی نے مجھ سے عہد مستحکم  
 کہ مولانا! بامرق بلطف رحمت عالم  
 مرا میثاق یہ قائم رہیگا میرے جینے تک  
 زخود یہ عہد یہ قرار اک غیبی بشارت تھی  
 مراد تمہ ہے پہنچاؤنگا میں تم کو مدینے تک  
 پس پردہ دعا میری ہم آغوش اجابت تھی

## نیت حج

بدایوں آگیا دہلی سے جب یہ خادمِ کعبہ  
 بتوفیق الٰہی نیت حج کر ہی لی میں نے  
 رقم پنشن کی ملتی ہے مجھے تینتیس<sup>۳۳</sup> ماہانہ  
 کما خود رفتہ ارمانوں نے ہوں میں عازم کعبہ  
 ادب سے کی جہیں خم سوئے دربار نبی میں نے  
 رقم پنشن کی ملتی ہے مجھے تینتیس<sup>۳۳</sup> ماہانہ  
 بچایا آستانہ سے ملا مجھ کو جو تذرانہ  
 باذن رب مستمم کر دیا عزمِ حرم میں نے  
 تشریہ کئے سب میں نے نذر صرف و زانہ  
 بچالی الغرض اس طرح اک کافی رقم میں نے

## جان عزیز تشکیل بدایونی

اسی دوران میں مجھ کو تشکیل احمد نے خط لکھا  
 سعادت مند سی پیم کا تھا اظہار اس خط میں  
 مجھے لکھا کہ آپ اہمال حج کے واسطے جائیں  
 تشکیل نوجوان ہے لختِ دل آرام جاں میرا  
 مری گودوں کا پالا ہے مری آنکھوں کا تارا ہے  
 تشکیل یوسف اک حیاں ورد و قالب ہیں محبت کے  
 تشکیل ابن جمیل اس دور کا ہے شاعر نامی  
 کیا ان نعمائے جانفزا نے مطمئن مجھ کو  
 بعنوان طرب یہ مژدہ فرحت نمط لکھا  
 مسرت کے نظر آئے مجھے آثار اس خط میں  
 سفر کے جو مصارف میں مجھے تحریر فرمائیں  
 ہے گو ابن برادر ہے مگر روح و رواں میرا  
 بطورِ شاعر بے مثل عالم آشکارا ہے  
 ہیں و نون ناز پروردہ مری آغوشِ شفقت کے  
 ہے اس کا ذوق فطری ترجمانِ عرفی و حبابی  
 نظر آتی تھی شکل کا میابی رات دن مجھ کو

## اقتصاد جدید

اسی دوران میں طوفانِ بدامان انقلاب آیا  
 ہوا تقسیم و قوموں میں حصوں میں ہندوستان  
 زمین سے فتنے ابھرے آسمان کو پہنچ و تاب آیا  
 نظر آمادہ جنگِ جدل آئے سیاست دان



ادھر تھی جانِ مسلم پر مظالم کی مستِ ادا  
 دیا رہند کا امن و اماں تھا وقتِ ناکامی  
 اُدھر ہرستہ بیدار تھا صرف ستم رانی  
 ہوا خواہانِ ملکی شورشوں کے خود ہی تھے حامی  
 میرا نورِ نظر یوسف جو دہلی میں ملازم تھا  
 جد اہو کمری آنکھوں سے پاکستان جا پہنچا  
 تشکیل اب بمبئی میں اور یوسف تھے کراچی میں  
 نئے خطرات پیدا ہوتے رہتے تھے مرے جی میں  
 زمانہ جس قدر نزدیک آتا جاتا تھا  
 دلِ نامطمئن میرا سکوں کچھ پاتا جاتا تھا

## تذایر سفر

مجھے حسرت تھی ماہِ صوم میں کعبہ پہنچ جاؤں  
 کراچی، لکھنؤ، دہلی سے میں نے خط کتابت کی  
 وہیں روزے کھوں احکامِ دین سارے بجا لاؤں  
 بطورِ خود طلب ہرج کیٹی نے اعانت کی  
 بدایوں کی عدالت میں بھی اک درخواست گزرائی  
 میسٹر تاسند ہو راجداری کی آسانی

بینیچ کو ششیں تدبیریں سعیِ اینگاہ ساری

ہو میں نذرِ تغافل حج کی بابت عرضیاں ساری

رجب کا چاند لے کر مشرودہ عیش و طرب آیا  
 ہوں باون سال سے میں خادمِ جشنِ شبِ اسری  
 مبارک موسمِ معراج سلطانِ عرب آیا  
 مجھے کہتے ہیں شہری ناظمِ جشنِ شبِ اسری

کیا معراج کی شب، جشن معراج نبی میں نے نہ اس خدمت میں کی اس بار بھی کوئی کمی میں نے

حساب آند و تفصیل اخراجات سمجھائی

برائے نظم آیت ذہنی اسکیم بنوائی

ہجوم عام میں اعلان عزم حج کیا میں نے خدا سے جامع شمس میں کی رو کر دعائیں نے

معافی اپنی تقصیرات کی ہر شخص سے چاہی ہر اک سے انفرادی طور پر کی معذرت خواہی

کہا سب سے کہ دو شعبان کو عاجز روان ہوگا سفر تا اگر یہ نصف شب کو بیگیاں ہوگا

مسلل ملنے احباب طن و تن جو نیکائے محبت سے خدا حافظ کے جملے سب نے فرمائے

بسوئی، سہسواں، گنور، داتا گنج، او جھیاں جہاں ہے محترم احباب کی میرے فراوانی

یہاں سے بھی خصوصی بعض میر ہاں آئے بریلی اور پیلی بھیت کے بھی میہاں آئے

مرے عزم سفر کا ذکر تھا اہل محبت میں

کہ میں ڈوبا ہوا تھا لذت حج و زیارت میں

۱۰ بدایوں کی عہد سلطان شمس الدین التمش خلد مکانی کی قدیم یادگار جامع مسجد -

۱۱ بدایوں ضلع کے مشہور قصابات کے نام ہیں -



# استقام روانگی

مبارک دوسری شعبان کی آخر سحر آئی      کرن اُمید کی طورِ نظر مجھ کو نظر آئی  
چلا بعدِ تہجد فاتحہ خوانی کو میں گھر سے      اجازت لی سفر کی اولیاء اللہ کے در سے  
قبورِ زقنگانِ خاندان پر فاتحہ پڑھ کر      میں ہنچا نور کے تڑکے بزرگوں کے مزار و قبر  
سلامِ رخصتی ہر آستانے پر کیا جا کر      سنائیں مدح کی نظمیں کہیں و کہیں گا کر

## جذباتِ عقیدت

سلام بخضرِ جدی مولائی حضرت مخدوم عبداللہ عارف باللہ حشری قدس سرہ

ہے دل میں شوقِ حج ہے غزمِ سینے میں مدینے کا      اجازت دو سفر کی مجھ کو یا مخدوم عبداللہ!

مزارِ پاک پر حاضر ہوں ہر آستانِ بوسی

سلامِ رخصتی مقبول ہو یا عارفِ باللہ

۱۔ عبد اکبری کے مشہور ولی کامل (استادِ رامی حضرت ملا عبد القادر قادری مؤرخ بدایونی) حضرت مولانا مخدوم عبداللہ

عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ حشری سامانی بدایونی متوفی ۵۔ ذیقعدہ ۱۲۸۵ ہجری۔ مزار بدایوں میں ہے۔

## کراچی سے بموقع عرس

ہو شہ اہل صفا ہو مرد حق آگاہ تم      صدر بزم عارفان ہو عارف باللہ تم  
باریاب خدمت شاہ رسل ہو تم حضور      بندگان حق میں ہو مخدوم عبداللہ تم  
خواجگان حشت کی ہیں تم میں ساری خوبیاں      بالیقین ہو سرگروہ اولیاء اللہ تم  
جد امجد رہنور و کعبہ بطحا ہوں میں      محمد کو اب مکہ مدینے کی دکھا دو راہ تم  
ہے تمہاری رہنمائی کی ضیا کو احتیاج      تاحریم گنبد خضراء ہو ہمراہ تم

## والدین اہل خاندان کے مزارات پر

رخصت اے اجداد اے سودگانِ بیرخاک      اے بزرگانِ معظم اے ہمہ ارواح پاک!  
والدین محترم - ہمیشہ - خالہ - خواہرات  
اے شب تارِ لحد کے سونے والو! السلام      فیضیابِ رحمت حق ہونے والو! السلام

فاتحہ خوانی کو آخر بار حاضر ہے ضیا  
ہو گزر از من حرم تک کیجئے ایسی دعا



# آستانہ عالیہ قادریہ پر

## معروضہ عقیدت بحضور پیران طریقت

السلام اے قطب دین مولانا عبدالمقتدر <sup>۱</sup>	السلام اے نورِ جان نورِ نگاہ منتظر
اے غلامِ پیر اے پیرِ طریقت السلام	اے حبیبِ حق ظہورِ شانِ رحمت السلام
السلام اے فاضلِ دُور اے شہِ فضلِ رسول <sup>۲</sup>	السلام اے عبدِ قادر حضرت تاجِ الفحول
السلام اے آلِ احمد چارہ سارِ ہر مرید	السلام اے عینِ حق قطبِ ماں عبدالمجید <sup>۳</sup>
اے شہِ آلِ محمد شیخِ دُور اے السلام	السلام اے شاہِ حمزہ قطبِ یشاں السلام
السلام اے قبیلہ اہلِ عقیدت السلام	اے ابوالبرکات اے پیرِ طریقت السلام

۱۔ پیر و مرشد حضرت مولانا شاہ غلامِ مطہر صاحبِ رسول محبوبِ حق محمد عبدالمقتدر القادری البیدائی رحمۃ اللہ متوفی ۲۵۔ محرم ۱۳۳۴ھ۔  
 ۲۔ مرشد اعلیٰ حضرت تاجِ الفحول محبوبِ رسول مظہرِ حق مولانا شاہ عبدلقدار القادری فقیرِ نواز فقیہِ قادری علیہ الرحمۃ متوفی ۱۷۔ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ۔  
 ۳۔ حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ معین الحق فضلِ الرسول القرشی العثماني قدس سرہ النورانی متوفی ۲۔ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ۔  
 ۴۔ افضل العابد حضرت مولانا شاہ عین الحق عبدالمجید القادری قدس سرہ الوحید متوفی ۱۷۔ محرم ۱۲۶۳ھ۔  
 ۵۔ حضرت مولانا شاہ ابوالفضل شمس الدین سیدنا آلِ احمد اچھے میاں مارہروی قدس سرہ متوفی ۱۷۔ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ۔  
 ۶۔ حضرت سیدنا شاہ حمزہ قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۔ محرم ۱۱۹۱ھ۔  
 ۷۔ حضرت سیدنا شاہ آلِ محمد مارہروی قدس سرہ متوفی ۱۹۔ رمضان ۱۱۶۴ھ۔  
 ۸۔ حضرت سیدنا شاہ ابوالبرکات برکت اللہ قادری چشتی مارہروی رحمۃ اللہ متوفی ۱۰۔ محرم ۱۱۴۲ھ۔

السلام اے جملہ پیران سلاسل السلام  
 السلام اے غوث اعظم قطب اکرم السلام  
 السلام اے خواجہ ریں خواجہ بندہ نواز  
 ہند کے سلطان ولی الہند خواجہ السلام  
 السلام اے خواجہ آفاق خواجہ قطب دین  
 یا نظام الدین محبوب اکھی السلام  
 یا نصیر الدین مخدوم و چراغ چشتیاں  
 السلام اے جملہ چشتی قادی پیران ما  
 اے معینی قادری ابوان کے مند نشین  
 آپ کے اس آستانہ کا ثنا خوان و تدیم  
 مدتوں جس نے دُعا مانگی مدینے کے لئے  
 علم جس کی سب تمناؤں کا ہے سرکار کو  
 آپ کی چشم عنایت سے عا سے آپ کی  
 دستگیری کیجئے سرکار مجھ کا کام کی

السلام اے ہر ولی ہر مرد کامل السلام  
 السلام اے مقتدائے اہل عالم السلام  
 السلام اے مینواؤں سیکسوں کے چارہ ساز  
 یا معین الملک والدین آقا السلام  
 السلام اے حضرت گنج شکر نور میں  
 السلام اے مالک و رنگ شاہی السلام  
 السلام اے شمع فانوس حیرم خواجگان  
 السلام اے نور بخش دین ما ایمان ما  
 اچھے سٹھرتے تاجور اے مقتدر رحمت مکیں  
 آپ کی درگاہ والا کایہ دربان و تدیم  
 عمر جس نے صرف کی طیبہ کے جینے کیلئے  
 مضطرب ہے جو حیرم قدس کے دیدار کو  
 جارہا ہوں پیر و مرشد اسوئے دربار نبی  
 آبرورکھ لیجئے اس بے نوا بدنام کی



حاضر درگاہ والا ہوں بارمان سلام  
 واسطہ سارے مشائخ کا حضور مقتدر  
 ہاتھ میرا دیجئے غوث اوری کے ہاتھ میں  
 بزم غوث پاک تک پہنچائیے میرا پیام  
 تاحرم پہنچا دو مجھ کو یا حضور مقتدر  
 رہے خود مکے مدینے تک ضیاء کے ساتھ میں

## آستانہ حضرت شاہ ولایت پر

جدا ہو کر تمہارے در سے طیبہ جانے والا ہے  
 مجھے دربار محبوب خدا میں پیش کر دینا  
 وہ منگتا جس کو یا شاہ ولایت تم نے پالایا ہے  
 خدا شاہد تمہارا مرتبہ ارفع ہے اعلیٰ ہے  
 دیگر

میں ہوں متمنی کرم شاہ ولایت  
 دو اذن مجھے مکے مدینے کے سفر کا  
 پہنچا دو مجھے تاحرم شاہ ولایت  
 اے لخت دل شاہ ام شاہ ولایت  
 کراچی سے بموقع عرس

طے کر رہا ہوں یوں سفر بحر و بر کو میں  
 دیتا ہوں داد جھوم کے ذوق نظر کو میں  
 تھامے ہوئے ہوں امن خیر البشر کو میں  
 تکتا ہوں اپنے شاہ ولایت کے در کو میں  
 ہر گام ڈھونڈتا ہوں کسی اہلسر کو میں  
 آمادہ ہوں دیار نبی کے سفر کو میں

اے خضر راہ شاہ ولایت گدا نواز  
 اے کاش! تم ہو عقدہ کشائے نگاہ شوق  
 تا منزلِ محب از کریں آپ رہبری  
 پہنچا دیا فتیہ کو باب السلام تک  
 جی چاہتا ہے دیکھ کے شکلِ حسین بدر  
 رہنے دے قفِ سجدہ جبینِ نیا کو  
 کب دیکھئے رواں ہو مدینہ کو تافلہ  
 غربت میں خطرہٴ تلفِ مال و زرنہیں  
 ارضِ وطن سے دُور کراچی میں ہوں نگر  
 دربارِ حضرت سلطانِ جی قدس سرہ

دکھا دو دیارِ حبیبِ الہی  
 تمہاری دعا سے تمہاری عطاسے  
 رسنِ تابِ خواجہ حسن شای  
 ضیا آج سوئے مدینہ ہے ابی

۱۔ حضرت سیدنا خواجہ حسن شای روضہ فیضیوسن تاب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ قدیم اولیائے بدایوں میں ہیں حضرت خواجہ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اول ہیں۔ آپ کا مزار ہندوستان کے اُن مقدس آستانوں میں ایک ہے جو مقبولیتِ دعا کے لئے مشہور ہیں۔ صد ہا جہانگیر کے مزار پر چلکیش رہتے ہیں وصال آپ کا جمعۃ الوداع ۲۴۔ رمضان ۶۳۲ھ کو ہوا۔ بہت سی بادشاہان کے نام و قصبے



دیگر

رواں ہے سوئے مدینہ دل خیزیں میرا  
جوار گنبدِ خضرا میں حاضری ہوگی  
ہے تاجدارِ یمن ناصر و معین میرا  
یہ اعتقاد ہے میرا یہ ہے یقین میرا  
درِ حضور پہ ہوں جبہ سادہ عاکر دو  
ہو خاکبوس حرم ہر خطِ جبین میرا  
پئے سلامی بالسلام جاتا ہوں  
سلام لو برے سلطان عارفین میرا

## کراچی سے بموقع عرس

روانہ قافلہ منزل بہ منزل ہے ابھی میرا  
سفینہ بحرِ طوفان خیز سے ہے اب گزرنے کو  
تصور میں شریکِ عرس ہیں میری تمنائیں  
نظر آتی ہے شکلِ شاہی جوشِ مستی میں  
بدایوں سے مدینے کی تمنا لے کے نکلا ہوں  
شہاب الدین کا صدقہ تصدقِ غوثِ اعظم کا  
ہو تم رو شمنِ میراے سہروردی ٹیکہ والے  
سفرِ سوئے حرم جاری ہے یا سلطانِ جی میرا  
لگا دو تم یہ بیڑا پار یا سلطانِ جی میرا  
ہے نذر نامرادی لاکھ ذوقِ حاضری میرا  
نہ ہو کم مدتوں یارب یہ کیفیتِ بخودی میرا  
مرے خواجہ کرو پورا یہ ارمانِ دلی میرا  
کرا دو تا مدینہ یہ سفرِ سلطانِ جی میرا  
شرابِ معرفت سے بھر دو یہ جامِ تنہی میرا

تمہاری دستگیری سے تمہاری رہنمائی میں  
 امیدِ حج کعبہ شوقِ طیبہ دل میں کھتا ہوں  
 یہ حسرت ہے گزر ہوتا بہ دربارِ نبی میرا  
 یہ مقصد تم اگر چاہو تو پورا ہوا بھی میرا  
 حرمِ تکاہ برہونگی دعائیں شیخ شاہی کی  
 رہیگا ہو کے پورا جلدِ عزمِ حاضری میرا  
 ضیاءِ سلطانِ جی ہیں دلبرِ محبوبِ بھانی  
 ہے رہبرِ غوثِ اعظم تک فقیرِ قادری میرا

## آستانہ حضرت میراں ملہم شہیدؒ

خادمِ پہ عنایت ہو یا حضرت میراں نجی  
 اظہارِ کرامت ہو یا حضرت میراں نجی  
 جاتا ہوں بدایوں سے سوتے حرمِ کعبہ  
 زائر کو اجازت ہو یا حضرت میراں نجی  
 دیگر

۱۰۔ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ کو کراچی سے برائے عرس

نخضر منزل سے تصور میں ہے کچھ گفتِ شنید  
 ہے قوی مکہ مدینہ تک پہنچنے کی اُمید  
 راستہ میں ہے مسافر دور منزل ہے ہنوز  
 طے ابھی کرنی ہے باقی تا حرمِ راہِ بعید

۱۱۔ سلطان الشہداء حضرت میر ملہم شہید المعروف حضرت میراں جی قدس سرہ بدایوں کے ذرائع کے شہید امین ہیں۔ حضرت سید لاد  
 مسعود غازی رحمہ اللہ کے استاد و بی کامل اور سلطان محمود غزنوی کے ایک فوجی دستہ کے مفارقت تھے۔ بدایوں کے اولیائے کاملین آپ  
 کے مزار پر برہنہ پا حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ کا آستانہ آج تک مرکزِ عقیدت اور زیارت گاہ عام ہے۔ شہداء کے قریب شہید ہونے



دیکھئے کب تک روانہ ہو کراچی سے جہاز  
میرے میراں جی دعا کرنا کہ آساں ہو سفر  
آپ کا مداح گھر سے دور گھر پر ہے مگر  
کر رہا ہوں انتظارِ جادہ پیمانی حضور  
ہو رواں بحرِ عرب میں کشتی اہل مراد  
ہوں بکمل حج کعبہ کی تمنا میں تمام  
ہوں رواں حجاج کعبہ کے سینے کی طرف  
آپ کے دربار میں منگتا کی ہے یہ عرضداشت

داخلے کی مل چکی ہے گو مسافر کو رسید  
ہاتھ میں ہے آپ کے بابِ اجابت کی کلید  
راہ کی حاشا نہیں ہے کوئی تکلیف مزید  
آرزو یہ ہے کہ جلد آجائے وہ روزِ سعید  
نا خدا جہدہ پہنچنے کی سناوے خود نوید  
اس گدا بہ ہو نزولِ رحمتِ ربِّ مجید  
ہو ضیائے بینوا اور گنبدِ خضرا کی دید  
آپ فرمائیں مدد یا حضرت مہم شہید

## مزارِ حضرت خواجہ عرب پر

مدتوں کرتا رہا ہوں التجائیں روز و شب  
کیا عجب امسال ہو جاؤں سینے میں طلب  
زینتِ حج کر کے ہوتا ہوں بدایوں سے جدا  
دیکھئے اذنِ سفر یا حضرت خواجہ عرب

۱۵ حضرت خواجہ سید عرب بخاری رحمۃ اللہ نا حضرت سلطان المشائخ متوفی ۱۳ شوال بروز شنبہ ۱۲۸۵ ہجری۔

## بر مزار حضرت خواجہ علیؒ

خدا کا شکر ہے اس آئی میری بیکلی مجھ کو  
مدینہ کی کشش سوئے مدینہ لے چلی مجھ کو  
سلام رخصتی کو حاضر و بار ہے منگلتا  
رہے اذن سفر یا حضرت خواجہ علی مجھ کو

## بر مزار حضرت خواجہ سید احمدؒ

حضور! آپ کے در کا ادنیٰ بھکاری  
حرم گورواں ہے بالطاف باری  
ضیا کو دیار نبیؐ کے سفر کی  
اجازت ہو یا سید احمد بخاری

## مزارات ہفت شاہد پر

(۱) ہویت سر حرم پاک کا ماحول مجھے  
رے چلو سوئے عرب احمد بھرتول مجھے

۱۔ حضرت خواجہ سید علی البخاری قدس سرہ واداء حضرت سلطان المشائخ  
۲۔ حضرت خواجہ سید احمد بخاری قدس سرہ والد ماجد حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الہی علیہ الرحمۃ تینوں  
بزرگوں کے مزار بدایوں میں ہیں۔ آخر الذکر بزرگ کا مزار اپنے والد کے پہلو میں ساعر تالاب پر ہے۔ تاریخ وصال ۶ ذی الحجہ ۷۳۵ھ  
۳۔ بدایوں میں سات اولیاء اللہ کے مزارات ہیں جو ہفت احمد کے نام سے موسوم و مشہور ہیں۔ ان کے مکمل حالات ہماری  
کتاب ہفت احمد بدایوں مطبوعہ نظامی پریس میں مطالعہ کئے جاسکتے ہیں۔ یہ مزارات اجابت دعا کے لئے تریاق اکبر ہیں۔



طیبہ کو چلائے کے مجھے شوق حضوری  
 لے چلا مکہ مدینہ کی طرف الفت کا پوش  
 دعا کر دو ضیاء اب ضرور بارِ عالی ہو  
 منزلیں مکہ مدینہ کی ہوں آساں مجھ کو  
 سوئے طیبہ اذن رخصت بینوا کو دیجئے  
 تاحسرم مداح کو پہنچائیے  
 ہو راہنمائی مری یا احمد نوری  
 کیجئے امداد یا احمد مجر د حرم پوش  
 مری جانب نگاہ لطف احمد نہروانی ہو  
 لے کے ہمراہ چلو احمد خنداں مجھ کو  
 احمد خیاط میری دستگیری کیجئے!  
 احمد تفتہ مدد فرمائیے!

## سامان سفر

قریب چاشت گھر پر لوٹ کر آیا مزاروں سے  
 کیا سامان سفر کا ٹھیک احباب واقارب نے  
 پڑھی جب میں نے مغرب مسجد میں  
 عزیزانِ وطن کو چھوٹنے کا تھا قلق دل میں  
 معافی مانگنی تھی مجھ کو اربابِ محلہ سے  
 خلوص عاجزی کے ساتھ کچھ تقریر کی میں نے  
 ملا دن بھر عزیزوں مہربانوں اور یاروں سے  
 سنائے مختلف نعمات اربابِ مناقب نے  
 جماعت پر عجب افسردگی سی دیکھی مسجد میں  
 نہیں آیا تھا لیکن فرق اب تک خلطِ کامل میں  
 یقین تھا مجھ کو یہ جاتا ہوں گویا اب میں دنیا سے  
 اعزاسے گلے مل کر معافی مانگ لی میں نے

تمازی سب مری مسجد کے مجھوا شکباری تھے  
 کلیجہ تھام کر آخر ہوا مسجد سے میں باہر  
 خدا حافظ کہا سب نے ہوئے سب ہم بغل مجھ سے  
 مرا خوان ہے مطلوب جو میرا فدائی ہے  
 بہت امن چھڑایا میں نے لیکن غیر ممکن تھا  
 مکاں میں مجمع احباب کے ہمراہ جب آیا  
 ہوئی ترم سناٹے شاہ بطحا منعقد گھر پر  
 ہوا وقت عشا قل خواجگان چشت جیلاں کا  
 دم قل مجمع احباب سے شور بکا اٹھا  
 ہر اہل خانہ مصروفِ عزا معلوم ہوتا تھا

مری آنکھوں سے بھی آنسو ہجوم غم میں جاری تھے  
 ملاقاتی بکثرت جمع پائے باب مسجد پر  
 کہے پیغام اپنے اپنے سربے بر محل مجھ سے  
 کہا رورو کے اُس نے شاق مجھ پر یہ جدائی ہے  
 کہ میں جذبات اہل ذوق کو اُس وقت ٹھکراتا  
 چھتوں پر ہوؤں بہنوں بیٹیوں کو مضرب پایا  
 سرورِ نعت سے مدہوش تھا ہر معتقد گھر پر  
 نظر آیا اُجالا بزم میں محبوب رحماں کا  
 جوا اٹھا بزم سے منہوم اٹھا، غمزدا اٹھا  
 مجھے سب گھر کا گھر ماتمکدہ معلوم ہوتا تھا

## ترانہ عقیدت

گداے درِ تاجدارِ مدینہ چلا آج سوئے دیارِ مدینہ  
 زہے جوشِ عشقِ دیارِ مدینہ مدینے چلا جاں نثارِ مدینہ



نظر آرہی ہے بہارِ مدینہ      ہے غلہِ نظرِ بگزارِ مدینہ  
 بہشتِ جناں ہیں نثارِ مدینہ      رہے رنگِ باغ و بہارِ مدینہ  
 میسر ہے سیرِ بہارِ مدینہ      ہے حجتِ بکفت خاکسارِ مدینہ  
 طلب کر رہے ہیں بھکاری کو اپنے      شہِ دوسرا تاجدارِ مدینہ  
 ٹڑپتا ہوجو جِ زیارت کی دھن میں      ہوں شیدائے کعبہ نثارِ مدینہ  
 مکینِ دل میں بدر کا چاند شاید      ہے سینہ مرا جلوہ زارِ مدینہ  
 ٹڑپتا ہوا دل لئے جا رہا ہے      سکونِ یاب ہے بقیارِ مدینہ  
 مرے سر پہ ظلِ ردائے محمدؐ      ہے خاکِ سہرِ بگزارِ مدینہ  
 تمنا ہے یہ حاصلِ صد تمنا      کہ جانِ حزیں ہو نثارِ مدینہ  
 گنہگار کو دے نویدِ شفاعت      فغاںِ سنِ مری تاجدارِ مدینہ  
 مدینہ کے جلوے ہیں سینہ کے اندر      مرادِ دل ہے آئینہ دارِ مدینہ  
 بلایا مجھے اپنے بابِ کرم پر      میں قرباں ترے شہرِ یارِ مدینہ

رواں رُو بقبیلہ ہوں اس آرزو میں

ضیا! جان کر دوں نثارِ مدینہ

# نغمہ سرور

موسم ہے خوش آئند مبارک ہے نہ بانہ  
 اس شان سے عشاق ہیں کعبہ کو روانہ  
 سن لے مرے منہ سے مری فرقت کا فسا  
 اللہ کرے جلد وہ آجائے زمانہ  
 حاضر ہیں سلامی کو سلاطین زمانہ  
 شاید در سرکار سے حکم طلبی ہے  
 تکبیر کے نعرے صفت عشاق سے اٹھے  
 کیا کیے گزر جاتی ہے کیا کیا مرنے پر  
 کمنے کو زبر گل کی مدینے پہ نہچا اور  
 دل روکش کعبہ ہے نظر طور بداماں  
 ہے گلشن طیبہ کے مقدر میں ازل سے  
 ہر دم لب عشاق پہ دربارِ نبی میں  
 شیدائے مدینہ ہے مدینے کو روانہ  
 ہر لب پہ شنائے شہرِ دین کا ہے حرانہ  
 کر دے مرے مولیٰ مجھے طیبہ کو روانہ  
 کعبہ کا مسافر ہو یہ کعبہ کو روانہ  
 اللہ غنی! شوکتِ دربارِ شہانہ  
 اک بندہ مسکین ہے جو طیبہ کو روانہ  
 دیوانے جو کعبہ کو چلے شانہ بٹانہ  
 جب قافلے ہوتے ہیں مدینہ کو روانہ  
 قدسی لئے امن میں ہیں پھولوں کا خزانہ  
 ہے گنبدِ خضرا کی جھلک خانہ بخانہ  
 یہ باغ و بہار اور یہ موسم یہ زمانہ  
 نغمہ ہے درودوں کا سلاموں کا ترانہ



ہر گام پہ فلاس ہے تھامے ہوئے دامن ہے شومی تقدیر کو اب تک یہ بہانہ

ناقص ہے مراد فوق طلب ورنہ یقین ہے کون و مکان کا یہ قدرت میں نہانہ

تیرنگہ صاحب قوسین کے قرباں ہر لڑکے کی دست ہے کہ ہم بھی چوں نشانہ

اُن ہونٹوں سے دہل چلتے سنا دو بیگانوں کو دم بھر میں بنالیں جو بیگانہ

لطفِ کرم حضرت باری کے تصدق

ہے جانبِ فاران ضیا آج روانہ

## مکان سے رخصت

مکان پر آگئے تانگے مکان سے ہم ہوئے رخصت تمام احباب اہل خانداں سے ہم ہوئے رخصت

بہت سے لوگ اسٹیشن تک آئے ہم کو پہنچانے محبت زائرِ طیبہ سے تھی یہ کیوں خدا جانے

علیم الدین جس کو میں نے مثل اولاد پالا ہے خلیق با محبت نوجواں اولاد والا ہے

میری ہر اک ضرورت کی وہی تکمیل کرتا تھا وہی فرمائش احباب کی تعمیل کرتا تھا

تمام افراد جو موجود اسٹیشن پہ اتکے تھے علیم الدین کے اخلاص کے تداح بیشک تھے

غرض ریل آگئی اہل سفر سب ریل میں بیٹھے مقید ہو کے آزادی کے جو گر جیل میں بیٹھے

دوم رخصت ہوئی مجھ سے نہ کچھ احباب کی سیری  
گلے مل مل کے رخصت سب احتیاب ہوتے جاتے تھے  
رفاقت آگرہ تک کی زخو و اشفاق نے میری  
بہت سے فی امان اللہ کہہ کر روتے جاتے تھے  
بالآخر ریل چھوٹی سیم سے افراد وطن چھوٹے  
عزیز و اقربا چھوٹے محبان کہن چھوٹے

## بدایوں تا آگرہ

بنے تین اور افراد بدایوں ہم سفر اپنے  
ملے متھرا کے اسٹیشن پہ سید بوا الحسن آکر  
یہ گاڑی آگرہ پر دوپہر سے پیشتر آئی  
ملے انوار الحق، آصف علی بڑھ کر محبت سے  
بدایوں فی رفیقان سفر بھی ساتھ ہی اترے  
یہاں شام کو گاڑی روانہ ہونے والی تھی  
ہوئے نامعتبر ثابت یہ ہمراہی مگر اپنے  
کیا اظہار الفت ہا کچھ بچوں کے پہنا کر  
یہاں کچھ محترم احباب کی صورت نظر آئی  
مبارک مرحبا کہہ راتارا مجھ کو عزت سے  
ٹرنک اور بیٹرے فلیوں نے سب کے مشترک رکھے  
یہاں کی کشمکش آصف علی کی دیکھی بھالی تھی

۱۔ منشی اشفاق حسین صاحب قادری گنور کے با عزت زمیendar ہیں۔ مولف کے قدیم محکمہ ہیں۔ فرط محبت سے بدایوں  
تین روزہ پیشتر آگئے تھے۔ آگرہ سے مجھے ریل میں بٹھا کر واپس ہوئے۔

۲۔ جناب سید ابوالحسن صاحب رئیس متھرا امین عدالت جی اسٹیشن پر مع احباب خیر مقدم کے لئے تشریف لائے۔  
۳۔ الحاج حافظ محمد انوار الحق صاحب آگرہ کے رئیس اور مشہور لیڈر ہیں۔ انوار تخلص کرتے ہیں مولف سے نسبت تلمیذ رکھتے ہیں۔  
۴۔ جناب مولوی سید آصف علی صاحب فارسی مدرس ہیں آگرہ کے قدیم شرفا میں سے ہیں۔



کہا انوار حق نے بات ہے یہ غور کے قابل  
 رقم ہو مرحمت مجھ کو ٹکٹ میں لائے دیتا ہوں  
 میاں انوار حق ہیں آگرہ کے نامور لیڈر  
 یہ مشترکہ ٹکٹ مسٹر چمن کو دے دیا ہم نے  
 یہ ہے تینوں اسٹیشن یہ ہم باہر چلے آئے  
 نہادھو کر نماز جمعہ کی فوراً ادا ہم نے  
 کیا تھا اہتمام انوار نے دکان یہ دعوت کا  
 یقین تھا سات پر گاڑی بھاپیرہ کو روان ہوگی  
 چھپا تھا ریلوے ٹائم ہی اوقات نامے میں  
 اٹھایا میں نے ساٹھ چار پر اشتقاق کو فوراً  
 وہ اسٹیشن یہ جب پہنچے تو گاڑی جانے والی تھی  
 بعجلت آگئے اشتقاق اور آکر کہا مجھ سے  
 جب اسٹیشن یہ ہم آئے تو گاڑی تھی نہ ہمراہی  
 کیا پاس رفاقت کچھ نہ ان گم کردہ راہوں نے

خریداری ٹکٹ کی شام کو ہوگی بہت مشکل  
 ابھی ذاتی اثر سے دیکھئے کیا کام لیتا ہوں  
 انہوں نے پاس ہم چاروں کا یکجائی لیا جا کر  
 بہت شہر چلنے کے لئے ان سے کہا ہم نے  
 ہمیں انوار نے ہر قسم کے آرام پہنچائے  
 ادائے فرض پر دل میں کیا شکر خدا ہم نے  
 تھا ہر ساماں یہاں گویا ہماری استراحت کا  
 ہمیں اُس وقت تک گرمی سے حاصل کچھ امان ہوگی  
 کلیدِ نقل و حرکت تھی مگر حاکم کے خاتمے میں  
 کہا ان سے کہ جاؤ مہرباں تم جلد اسٹیشن  
 مسافر بھر چکے تھے اور اقامت گاہ خالی تھی  
 کہ بے تیار گاڑی جلد اسٹیشن کو چل دیجے  
 ٹکٹ اسباب لے کر چل شے یہ ہمسفر وہی  
 دیا دھوکا حد منزل یہ نقلی خیر خواہوں نے

ہوئے اشفاق کے ہمراہ اسٹیشن سے اپس ہم  
 ملے انوار و آصف بھی ہمیں نزدیک اسٹیشن  
 تعجب تھا نہ چھوٹی ریل کیوں وقت معین پر  
 باخلاص و محبت ہم ملے محمود سے جا کر  
 سحر کے ناشتے کے بعد ہی گرمی سے گھبرائے  
 کیا آرام کھانا دوپہر کا بھی یہاں کھایا  
 بدایوں سے کراچی جانے والے ہموطن اکثر  
 خریدا پھر ٹکٹ اور بیٹھے ہم اہل بدایوں میں  
 قریب عصر انوار آئے کھانا ساتھ میں لائے  
 مٹھائی ناشتہ محمود جو لائے تھے کافی تھا  
 مرنے ڈبے کے گرد و پیش تھا احباب کا مجمع  
 نال کار گاڑی چھوٹنے کا وقت خاص آیا  
 غرض یہ ہے کہ ساڑھے پانچ پر گاڑی سیٹی دی

مگر تھے دل ہی دل میں تا دم و منہوم از بس ہم  
 تھے یہ بھی دل گرفتہ شرم سے ڈالے ہوئے گردن  
 تا صاف تھا کہ ہمراہی ٹکٹ بھی چل دئے لے کر  
 باطمینان آسائش رہے اُن کے یہاں شب بھر  
 مع اشفاق ہم انوار کی دکان پر آئے  
 نماز ظہر پڑھ کر سوئے اسٹیشن چلا آیا  
 نظر بیٹھے ہوئے ڈبوں میں آئے ریل کے اندر  
 رہا خدشہ مگر اہل وطن سے طبع موزوں میں  
 کئی افراد کے ہمراہ محمود الحسن آئے  
 مسافر کے لئے توشہ یہ تاعد کراچی تھا  
 تھا مصروف تکلم سب یہ شیخ و شاب کا مجمع  
 نظر افسردہ دل ہر مخلص بااختصاص آیا  
 معافی میں نے تقصیرات کی احباب سے چاہی



کیا سب سے مصافحہ اور سلام رخصتی میں نے  
 ہوئے اشفاق سے انوار سے محمود سے رخصت  
 چلی گاڑی خدا حافظ کہا اہل محبت نے  
 جگر میں درد کی اک ٹیس سی محسوس کی میں نے  
 وفور غم میں چاہی آصفؑ مجھ سے رخصت  
 مبارکباد عزم حج کی دی ارباب ملت نے

## آکرہ تاکراچی

رہا جاری سحر تک شام سے پیہم سفر اپنا  
 اترتے ہی نماز صبح کی فوراً ادا میں نے  
 لگائی خواجہ سنجہ سے نو اہل وقت فرصت میں  
 ہو واجب نور کے تڑکے پھیرہ پر گزرا اپنا  
 وظیفہ اک طرف کو بیٹھ کر سارا پٹھا میں نے  
 کئے اشعار مدح خواجہ کے جوش عقیدت میں

## رباعیت

آیا ہوں بکالتِ فقیری خواجہ! ہے قابلِ رحم میری پیری خواجہ!  
 ہے عزمِ حضورِ تی دیارِ محبوب فرمائیے میری دستگیری خواجہ!  
 دل سے زائل غمِ بدائی کرنا یہ کام بستانِ دلربائی کرنا  
 ہوتا ہے ضیاءِ رواں حرم کو خواجہ تارِ صنِ محباز رہنمائی کرنا

۱۵ جناب مولوی عبدالعزیز صاحب نقوی زمیستار قادری آباد ضلع بدایوں +  
 ۱۶ پھلیوہ بی بی سی آئی آر کا مشہور ریلوے جنکشن +

دیگر

اللہ نے پیدا کئے ایسے اسباب جاتا ہے سوئے کعبہ شام خان جناب  
منزل سے ضیاء دور ہے اب تک لیکن خضر رہ فاران بنو قطب الاقطاب

قطعہ

صبا لائی جو خوش بوئے مدینہ قدم اٹھنے لگے سوئے مدینہ  
دکھا اس بے نوا بیکیں کو یارب! در کعبہ رہ کوئے مدینہ  
بہشت آثار ہیں طیبہ کی گلیاں ہے جنت آستان کوئے مدینہ  
فراز عرش رحمان کا ہے زینہ در سلطان خوش خوئے مدینہ  
جہان حسن میں بے مثل و یکتا حسین آئینہ روئے مدینہ  
ہیں زندان حرم کوثر باغر طور خلد ہے جوئے مدینہ  
جھکا سر باب رحمت پر جھکا سر ادب لے سائل کوئے مدینہ  
معطر ہے مشام جان عاشق چلی آتی ہے خوشبوئے مدینہ

سلام اے خواجہ اجمیر و سنجر

رواں ہے اب ضیاء سوئے مدینہ



## پھلیرہ سے روانگی

پھلیرہ پر نہایت کشمکش تھی زہ نوزدوں کی  
 بڑی مشکل سے گاڑی میں ہاں ہم نے جگہ پائی  
 سفر یہ خشک ریگستان کا دن بھر رہا جاری  
 بجے تھے آٹھ شب کے جبکہ ہم چھپور سے گزرے  
 یقیناً دو بجے کے بعد شب کے بالمیر آیا  
 یہاں ہوتی ہے سختی سے تلاشی سب کے سامان کی  
 یہاں سے حیدر آباد آئی گاڑی دو بجے دن کے  
 مرے سامان موجودہ میں تھی اک جست کی بھاگل  
 چرایا اس کو آخر ایک نامسعود لڑکے نے  
 چمن ستار اسٹیشن پہ ملنے کے لئے آئے

لگی تھی پھیڑ ہر جا عورتوں کی اور مردوں کی  
 جو صورت بیل میں آئی نظر اجنب نظر آئی  
 نظر آتا تھا پتی ریت کا ہر ذرہ چنگاری  
 مزے میں دیکھتے لطف چراغان دور سے گزرے  
 پولیس نے پانچ گھنٹہ تک یہاں گاڑی کو ٹھہرایا  
 یہاں ہتی بے قف خطہ عزت ہر سماں کی  
 ہوائے گرم نے ہر شخص کو چنوا دئے تنکے  
 تھے اطفال بدایوں اس کی چوری کیلئے بیکل  
 کئے جو ہر عیاں اپنے شریف النسل ہونے کے  
 مگر اسباب میرا ساتھ اصلاً کچھ نہیں لائے

۱۔ ریاست بچے پور جس کی برقی روشنی مشہور ہے ۔

۲۔ بالمیر ریاست کا چھوٹا سا اسٹیشن ہے۔ یہاں پاکستانی مسافروں کے تمام اسباب کی محکمہ کسٹم کی طرف سے تلاشی لی جاتی ہے ۔

۳۔ حیدر آباد سندھ پاکستان کا ریلوے جنکشن سٹیشن ہے ۔

ہوئی ستار سے مل کر خوشی بید مجھے حاصل  
 مکان سے حیدر آباد آگئے تھے یہ بہت پہلے  
 کہا میں نے چمن سے کہیے ہر سامان کہاں میرا  
 گئے مسٹر چمن اسباب لینے کے لئے گھر پر  
 نمکٹ بھی جا کے خود ستار لے آئے کراچی کا  
 ادھر گاڑی ادھر سامان دونوں ساتھ آئے  
 تلف کچھ قیمتی سامان لیکن ہو گیا میرا  
 بمشکل ڈاک گاڑی دس منٹ شاید یہاں ٹھہری  
 لگا کر ہم نے سینے سے کیا ستار کو رخصت  
 کراچی تک سفر یہ چار گھنٹہ میں ہوا پورا  
 مکان پر آگئے الحمد للہ خیریت سے ہم  
 بخیر و عافیت لطف خدا سے یہ سفر گزرا  
 رہا چھبیس ستمبر تک بصدراحت کراچی میں  
 کیا لخت جگر یوسف نے سامان استراحت کا

برے کسین یہ بھائی ہیں تجارت کی طرف مائل  
 تجارت کیلئے کافی رقم لائے تھے ساتھ اپنے  
 تو بولے سب ہاں ہے مستقر ہے اب جہاں میرا  
 کہے ستار نے حالات اپنے مجھ سے خوش ہو کر  
 ہنوڑا یا نہ سامان آگیا گو وقت گاڑی کا  
 تمام اسباب کا ہم جائزہ کچھ بھی نہ لے پائے  
 مقدر میں تھا جو نقصان ہونا وہ ہوا میرا  
 یہ کیا کیے یہاں سی جل کے گاڑی پھر کہاں ٹھہری  
 چلی گاڑی تو دل پر چھا گئی کچھ نیند کی غفلت  
 کراچی صدر اسٹیشن پہ آخر یہ گدا اُترا  
 عزیز و اقربا کو سامنے دیکھا خوش و خرم  
 حرم کا یہ مسافر مطمئن ہر راہ پر گزرا  
 ہوئی آئینہ پاکستان کی سطوت کراچی میں  
 رہا وقف ترقی و ولولہ حسن عقیدت کا



ہوئیں دن رات احبابِ اقارب کے ملاقات میں  
 کراچی بمبئی سے دیکھنے مجھ کو شکیل آئے  
 دفانِ قائدِ اعظم کا منظر بھی یہاں دیکھا  
 یہیں ماہِ صیام و عید کے دیکھے مناظر سب  
 ہزاروں حاجیوں کو ہرج آتے ہوئے دیکھا  
 بلا پروا نہ ہم کو بھی یہاں سے ابداری کا  
 غرض وہ ساعیت مسعود، وہ دلکش سحر آئی  
 رہیں مکے مدینے کی بعنوانِ دیگر باتیں  
 پئے نذرانہ ہرج و مرج بھی سو سو کے دس لائے  
 و فور غم سے خاص و عام کو گریہ کُناں دیکھا  
 یہیں زیرِ فلک بے خانماں دیکھے مہاجر سب  
 ہزاروں کو یہاں سے ہرج جلتے ہوئے دیکھا  
 جسدِ اللہ سے ہم نے بھی پایا آہ و زاری کا  
 نسیم صبحِ طیبہ لے کے پیغامِ سفر آئی

## شوقِ حرم

حضرت مستحسن فاروقی کے استفسار کا جواب

کہوں اے محترم کس منہ سے میرا کیا ارادہ ہے  
 ہوں زندہ نشہ لبِ حاصل نہ مینا ہے نہ بادہ ہے  
 کسی صورت سفرِ اہمال ہو مکے مدینے کا  
 نہیں ہے ہمت زادِ سفر ہمت شکستہ ہوں  
 مگر شوقِ حرمِ دل میں زیادہ سے زیادہ ہے  
 درِ ساقی پہ جا کر سر ٹھکادوں یہ ارادہ ہے  
 یہ فاروقی مرے محسن کا مستحسن ارادہ ہے  
 ہے محتاجِ توجہ یہ گزارشِ گرچہ سادہ ہے

عمل، معیارِ اعلیٰ ہمتی ہے اہل ہمت میں  
نشانِ کامرانی نیتِ ایفائے وعدہ ہے  
ضیاءِ اکیا عزم ہے، مجھ سے یہ ارشادِ فاروقی  
میں کتابوں بصدِ منت مینے کا ارادہ ہے  
قندِ مکرر

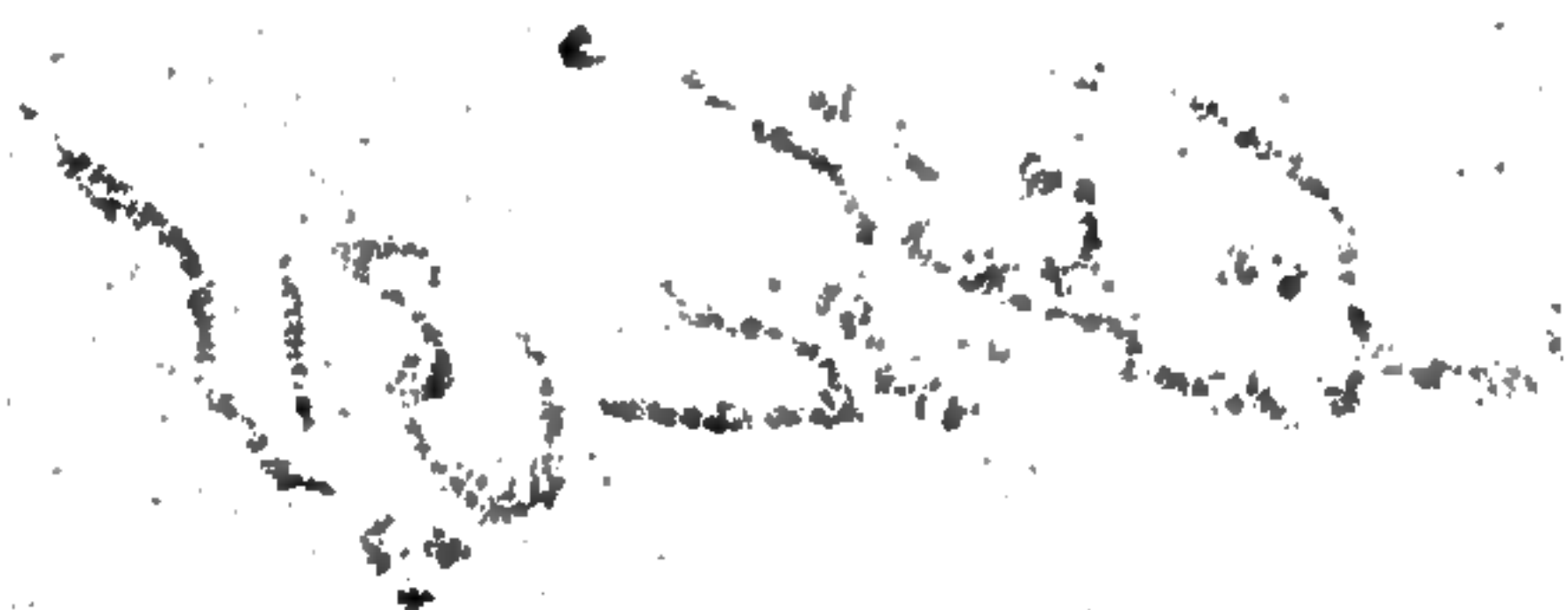
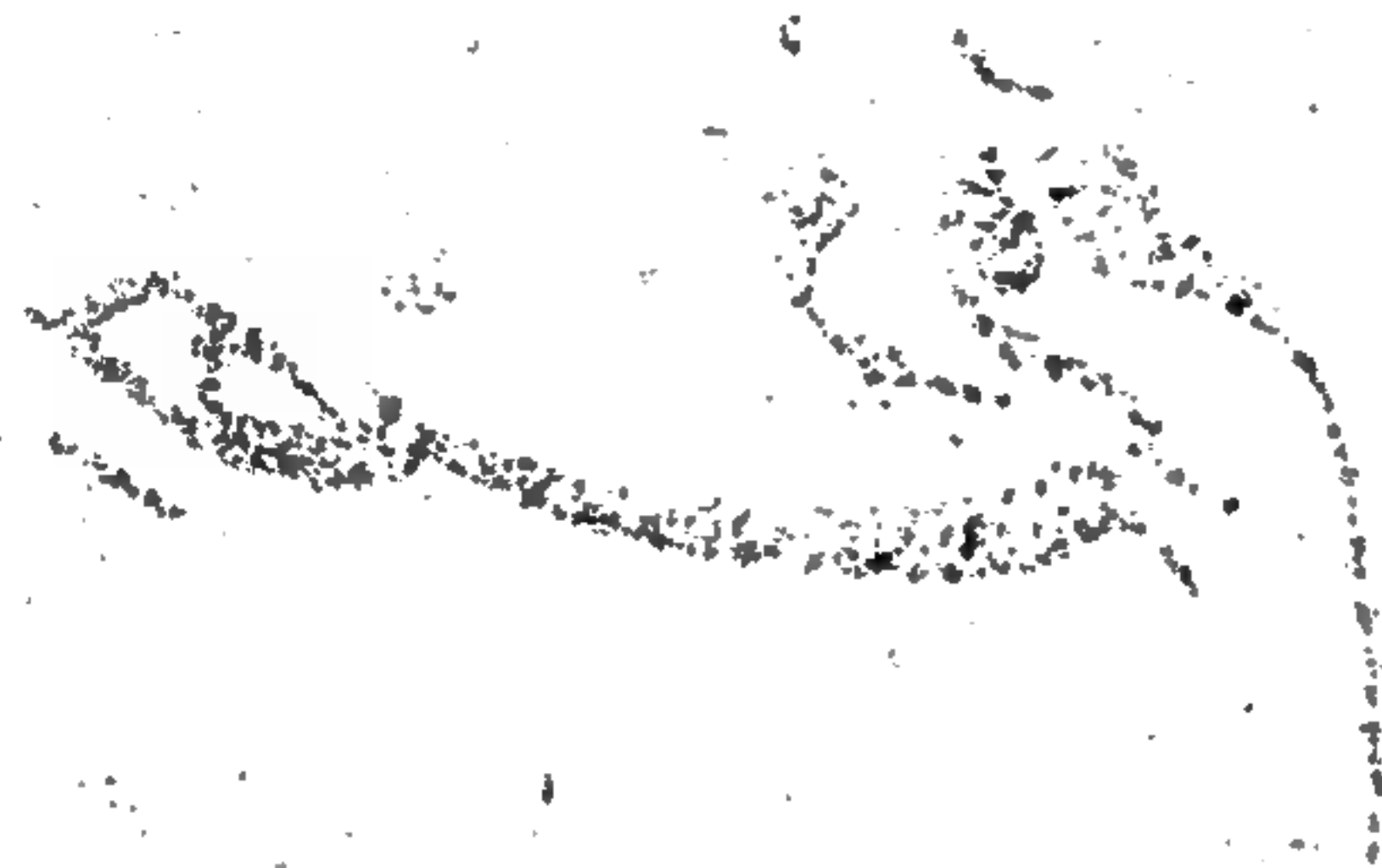
نہ اپنی کوئی منزل ہے نہ اپنا کوئی جادہ ہے  
سفرِ اس لطف سے طے ہو رہا ہے دشتِ بلحا کا  
جمالِ ساتی تسنیم سے مخمور ہیں آنکھیں  
ہے طیبہ کا بھکاری بے نیازِ خلعتِ شاہی  
ہے کملی دوش پر، سرخاک پر، پتھر شکم پر ہیں  
مرے عصیانِ قی پر سہی لیکن یہ کیا کم ہے  
بنایا ہے جہاں پر و گردا پر و را نہیں حق نے  
میسر ہے سرفرازی اُسے خوبانِ عالم میں  
ہے شاخِ شجرہٴ اصحابِ اہل بیت پیغمبر  
فرشتے کر بلا میں غمِ بداماں صرف شیون ہیں  
طو خلد ملتی ہے نبی کے آستانے سے  
مدینے کی تمنا ہے مدینے کا ارادہ ہے  
بچھے ہیں راہ میں کانٹے مسافرِ پا پیادہ ہے  
تصدق میرے ورقِ بخودی پر کیفیتِ بادہ ہے  
سر دوش گدا اصحابِ صفہ کا لبادہ ہے  
نبی کی زندگی کا جو ورق دیکھو وہ سادہ ہے  
کرم مجھ پر مری سرکار کا حد سے زیادہ ہے  
جہاں کو آستان سے اُن کے حالِ استفادہ ہے  
وہ عاشقِ روضہٴ محبوب کے جو سر نہادہ ہے  
جہاں میں اولیاء اللہ کا جو خانوادہ ہے  
شہیدِ راہِ حق سلطانِ دین کا شاہزادہ ہے  
ضیاءِ ابرہہ پھولِ طیبہ کے چین کا جامِ بادہ ہے



حصہ دوم

کراچی سے مکہ معظمہ تک

01





## روانگی بندرگاہ

دوشنبہ کی مبارک شب ہوئی آخر سحر آئی

حرم سے یاد کھلے کے سینا ہم سفر آئی

مجھے بائیس ذیقعدہ کو تھا بحری سفر کرنا  
کراچی صدر میں جلیئنڈ لائن میرا مسکن تھا  
مرے یوسف کا گھر تھا دوسرا بائیس نمبر میں  
نماز باجماعت پڑھ کے مسجد سے میں جبا آیا  
سحر ہوتے ہی ملنے کو محبت محترم آئے  
مکان میں مادر یوسف بہت آزرده خاطر تھیں  
رہنمائی میری دختر راحت جاں قترۃ العینی  
تعلق ترک تھا سب سے بعنوان دیگر کرنا  
یہ خطہ شہر سے مشرق کی جانب رشک گلشن تھا  
لکھی تھی راحت یہیم یہاں میرے مقدر میں  
نظر سب خاندان گھر میں مجھے صرف تعب آیا  
خدا حافظ، مجھے کہنے کو ارباب کرم آئے  
مختتم پیکر صبر و تحمل کو نطاہر تھیں  
علیمہ بانو نے یوسف کلید قفل بے چینی

لے جلیئنڈ لائن بلاک نمبر ۲۲ کو اتر نمبر ۲ رائلش گاہ فرزند دل بند یوسف حسین محمد میاں قادری بی اے علیگ سلسلہ۔

قرار جانِ دل سلطانہ رضیہ نیک دل بچی  
 قمر فرخ مرے قصیر کی دونوں بیٹیاں گھر میں  
 مرے اصرار پر لی راہِ دفتر، جلد اصغر نے  
 سحر سوتے ہی ارشد جا کے واجد کو بلا لایا  
 لگے سامان لیکر آپ بندر گاہ کو قیصر  
 بجے گیارہ تو ارشد نے کے کھانے کا پیام آیا  
 نوافل پڑھ کے جب عزم سفر کے گھر سے میں نکلا  
 خدا حافظ کہا سب کو تسلی دی تشریف دی  
 غرض چل کر مکان سے پایادہ صدر تک پہنچے  
 شکیل و یوسف اصغر کی گویا مستقل بچی  
 لئے بیٹھی تھیں موتی آنسوؤں کے دیدہ تر میں  
 کیا سامان مرتب راستہ کا سارا قیصر نے  
 جب آئی گھر میں اقدس سارے گھر کو مضطرب پایا  
 رہے ہم انتظار آمدِ احباب میں گھر پر  
 مصوّر اور یوسف نے بھی کھانا ساتھ ہی کھایا  
 عزیز و اقربا میں یک بیک شور بکا اٹھا  
 بچشمِ نم ہر اک سے التجائے عفوِ عصیاں کی  
 کماری تک ٹریوں میں ہزاروں اہر و دیکھے

کیا ترک مکانِ لطفِ حضوری پانے والے نے

خدا حافظ کہا سب کو حرم کے جانے والے نے

۱۔ رضیہ سلطانہ برادرزادہ مؤلف شہیر ہند شاعر بے عدیل شکیل بدایونی کی بھی جسے ہمیشہ یوسف حسین قادری رئیسہ طاوون نے  
 نے گود لیا ہے + ۲۔ مولوی محمد اصغر حسین صدیقی ہمیشہ زادہ و داماد مؤلف + ۳۔ مولوی قیصر حسین برادر چھوٹی زادہ مؤلف  
 ۴۔ پرورش یافتہ مولوی یوسف حسین قادری + ۵۔ خواہر زادہ و ۶۔ خواہر زادی مؤلف + ۷۔ مولوی مصوّر حسین بدایونی +  
 ۸۔ کماری کراچی کے بندر گاہ کا نام ہے +



## کراچی کا بندرگاہ

بے وقت دوپہر بارہ بجے ہیں دھوپ مٹ رہی ہے  
 نظری کی وسعتوں تک دامن ساحل ہے طولانی  
 نیا منظر نظر آتا ہے موجوں کی روانی میں  
 کنارے پر سمندر کے جہاز اکثر ہیں ستادہ  
 ہزاروں مرد وزن کا ہر طرف مجمع نظر آیا  
 دکانیں رنگداری پر مختلف سامان کی دیکھیں  
 گروہ عائدان رج کی آمد تھی ترقی پر  
 کھڑا تھا سامنے آنکھوں کے جل رہا جہاز اپنا  
 صف تجاج میں مرد وزن دیرو جواں سب تھے  
 یہاں تجاج پر تھیں مختلف پابندیاں عاید  
 کبھی کسٹم کبھی تھی ڈاکٹر کے سامنے پیشی  
 قلی اسباب لے جانے لگے وقت معین پر

ہواؤں میں بے ٹھنڈک سامنے سطح سمندر ہے  
 ہے جس کے گوشے گوشے میں سمندر کا ہر پانی  
 جہازوں کشتیوں کا شہر ہے آباد پانی میں  
 ہیں کچھ آئے ہوئے کچھ ہیں واں ہونے کو آمادہ  
 یہ مجمع حاجیوں کے دیکھنے کو تھا مگر آیا  
 بکثرت خوشنما چیزیں نہایت شان کی دیکھیں  
 غرض تھا باذب چشم و نظریہ خوشنما منظر  
 سفر موقوف تھا اس بحریہ پر تاجباز اپنا  
 حرم کی حاضری کا ولولہ تھا، شادماں سب تھے  
 صف یوانگیاں پر تھی بلائے ناگہاں عاید  
 پس پردہ تھا گویا امتحان شان و دوشی  
 گیا سامان سفینے میں مگر حاجی رہے باہر

جہاں چاہا قلی نے رکھ دیا ساماں سفینے میں  
 قلی زاید سے زاید اجرتیں حاجی سے لیتے تھے  
 نظام بار برداری کی نگرانی ضروری ہے  
 شریف و نیکدل حکام حاجی کیمپ کے اکثر  
 نیاز احمد ہیں اس صنفی کے شاید افسر اعلیٰ  
 خلیق و بامروت رحمدل مخلص مسلمان ہیں  
 علی ہذا میاں نذر محمد بھی غنیمت ہیں  
 بہت احباب ملنے مجھ سے بندرگاہ پر آئے  
 جناب محترم حامد میاں سرخپشمہ احسان  
 جنہوں نے ہر قدم پر اس سفر میں رہنمائی کی  
 یہاں بھی سسی پیہم سے ہم پہنچائے وہ ساماں  
 تھے ان کے ساتھ مستبشر میاں عابد میاں قاسم

یہاں خطرات تھیں موزن حاجی کے سینیہ میں  
 کمی کا ذکر سنتے ہی جواب صاف دیتے تھے  
 زرو اسباب حاجی کی نگہبانی ضروری ہے  
 سواری کا جہازوں میں ہیں کرتے انتظام اگر  
 خدا نے مرحمت ان کو کیا ہے دل خدا والا  
 بہر صورت صفت حجاج کے وہ مرتبہ ان ہیں  
 معتر ہیں مگر نادیدہ چشم مروت ہیں  
 شکستہ خوشنما پھولوں کے سب سے ہار پہنائے  
 رہے اول سے تا آخر جو میرے درد کے درماں  
 بطفت بیکراں ہر امر کی عفتہ کشتائی کی  
 سمندر کے سفر کی ہو سکیں تا مشکلیں آسماں  
 ہے ان بچوں کے اندر کارِ قمر فطرت مسلم

۱۔ مشنیز احمد جج بکننگ آفیسر۔

۲۔ الحاج مولانا عبدالحامد صاحب تادری بدایونی۔

۳۔ الحاج مولوی عابد میاں فرزند اصغر مولانا موصوف۔

۴۔ خان بہادر نذر محمد صاحب جج آفسر۔

۵۔ مستبشر میاں مولانا موصوف کے نواسے۔

۶۔ قاسم میاں سلمہ فرزند مولانا عبد الواحد عثمانی۔



ظہور الحق عثمانی بدایونی مرے بھائی  
 امیر و مصطفیٰ سبحان بخش و واجد و عمراں  
 نصیر الدین خاں - برکت علی - خواجہ نذیر احمد  
 ابوالواجد - شرافت - دولہ اور خواجہ انیس احمد  
 مدیر الامان یعنی جناب صابری آئے  
 مرے آنے سے پہلے آئے بہرہمت افزائی  
 فراست منظر و سرور - مصور صوفی و لیشاں  
 حمید و اختر و جاوید - قیصر - اصغر و ارشد  
 خلیق و یوسف احباب دیگر واجد و امجد  
 نظر پیش نظر احباب چشتی قادری آئے

۱۔ مولوی ظہور الحق صاحب قادری بدایونی -  
 ۲۔ منشی مصطفیٰ حسین صاحب خوشنویس بدایونی -  
 ۳۔ مولوی عبد الواجد صاحب حمیدی صدیقی بدایونی -  
 ۴۔ مشرف فراست حسین صاحب تیر قادری بدایونی -  
 ۵۔ سرور فرزند مولوی مصور حسین صاحب -  
 ۶۔ الحاج صوفی شاہ امیر احمد صاحب جو امسال ہی حج کو گئے -  
 ۷۔ ڈاکٹر برکت علی صاحب جو کراچی میں مشہور ادکامیاب اکثر ہیں -  
 ۸۔ الحاج شیخ حمید الدین صاحب انصاری بدایونی -  
 ۹۔ مولوی قیصر حسین صاحب فریدی فاروقی بدایونی -  
 ۱۰۔ ارشد بدایونی پروردہ مولوی یوسف حسین فرزند نیلف -  
 ۱۱۔ منشی شرافت حسین صاحب برادر عمزاد مولوی اصغر حسین -  
 ۱۲۔ خواجہ انیس احمد صاحب بی اے علیگ متوطن علیگڑھ -  
 ۱۳۔ مولوی قیصر حسین صاحب صدیقی بدایونی -  
 ۱۴۔ ابوالواجد غزنوی خواہر زادہ مؤلف -  
 ۱۵۔ دولہ بہنوئی ابوالواجد غزنوی -  
 ۱۶۔ سید عبد الخلیق صاحب ایم اے نقوی قادری آبادی -  
 ۱۷۔ ابوالواجد غزنوی کے صاحبزادے -

۱۸۔ مولانا صابری صاحب سابق اڈیٹر روزنامہ الامان کراچی +

مجھے پہنچانے ساحل تک تہنام روانے تھے  
 اقرار بعض مستورات کو بھی ساتھ لائے تھے  
 تھیں بوقع پوش ہوئیں بیٹیاں اور بیبیاں ساری  
 دعائیں تھیں ناں پر سب کی امن و خیر کی جاری  
 حلیمہ بی۔ قمر۔ فرخ۔ زقیہ اور وردانہ  
 رئیسہ۔ اقدس و نور جہاں اور رضیہ سلطانہ  
 انیسہ اور شریا اور دیگر بچیاں بھی تھیں  
 لپ ساحل تماشائی ہزاروں بی بیاں بھی تھیں  
 لگا تھا ایک میلہ ہر طرف آشفٹہ حالوں کا  
 یہ استقبال تھا گئے مدینے جانے والوں کا

## جہاز پر سوار ہونے کا منظر

مچی پھل یکایک کچھ ہوا شور و شفق پیدا  
 منادی لاؤڈ اسپیکر نے کی یہ عصر سے پہلے  
 مسلط ہر نظم و ضبط ہر جانب سپاہی تھے  
 ہجوم عام کی تھی کشمکش یہ دید کے قابل  
 قوی بہت جاں سپرٹھیوں پر چڑھتے جاتے تھے  
 بنائے تھی اقامت گاہ سے رستہ سفینے تک  
 صف حجاج میں جنبش ہوئی چاروں طرف پیدا  
 کھڑے ہو جائیں اگر صف بصف حاجی قرینے سے  
 توقف کے سبب بے چین حجاج الہی تھے  
 بمشکل کر سکے حجاج طے یہ مختصر منزل  
 ضعیف ناتواں ہر ہر قدم پر دھکے کھاتے تھے  
 پولیس نامو تھی دونوں طرف کشتی کے زینے تک

۱۔ یہ تمام خواتین کے نام ہیں بعض بچیوں کے نام ہیں۔ ۲۔ یہ بھی دو بچیوں کے نام ہیں۔



ہر اک حاج کو یہ دُصن تھی کہ میں پہلے پہنچ جاؤں  
یہ عاجز بھی بہت مشکل سے بالائے جہاز آیا  
سفینے بھر میں گوارہ نما ساری نشستیں تھیں  
تب عرشہ میں ٹھہرا ایک سو چالیس نمبر میں  
لگا کر بستر اپنائیں جہازی چپا رپائی پر  
تماشا ٹی ہزاروں صرف نظارہ تھے ساحل پر  
مجھے دیکھا تو یوسف اپنے سب احباب کو لے کر  
خلیق و منظر و اصغر جمید و تیراب تک تھے  
کیا ان سب کو رخصت وقت مغرب میں منیت سے  
خداوند امرے ان مخلصوں کو مطمئن رکھنا  
مجھے کہنے خدا حافظ جو بندر گاہ تک آئے  
سکوں دینا اعزا کو مرے اے رحمت باری

جگہ عرشہ پہ ہو جو سب سے بہتر پس وہ میں پاؤں  
قلی بھی خیر سے ہمراہ شیدائے محب آ یا  
یہی ہم رہنوردوں کے لئے آبی ہشتیں تھیں  
یہاں تھا مرد و جانب میں ہی مستورات کے گھر میں  
پھر آیا چھت پہ دیکھا اثر دہام عام کا منظر  
اثر تھا کاروان حج کی رخصت کا ہر اک دل پر  
ٹہسے میری طرف کو، گفتگو کی بادل مضطر  
مرے مخلص عزیزان گرامی سب یہ بیشک تھے  
ہوئے آخر یہ سب داپس مگر آزر وہ صورت سے  
کرم سے اپنے سب کو شاد و خرم رات دن رکھنا  
میتسران کو حج اے خالق حق و ملک آئے  
نہ ہوا حباب خویش و اقربا کی خاطر آزاری

۱۔ مولوی محمد میاں یوسف حسین صاحب بی اے نور قادری بدایونی۔ ۲۔ سید عبد الخلیق صاحب ایم اے نقوی قادر آبادی۔  
۳۔ سید منظر احمد صاحب بزم ایم اے۔ ۴۔ مولوی محمد اصغر حسین صاحب صدیقی۔  
۵۔ الخراج مولوی حمید الدین صاحب انصاری۔ ۶۔ مولوی ملا تب حسین صاحب نیر صدیقی بدایونی۔

ثبات و صبر کی دینا مجھے تو فقیہ یا اللہ

دکھانا راہ شرب و جادہ تحقیق یا اللہ

## روانگی جہاز

جہاز اک امتحان گاہ عقیدت ہے محبت ہے  
مجھے اے مالک و مولا سکون دینا سفینے میں  
اندھیرا ہو چکا ہے آسمان تاروں سے روشن ہے  
سمندر میں ہزاروں ققمیے بجلی کے ہیں خشتاں  
یہ نورانی سماں از بس حسیں معلوم ہوتا ہے  
ہزاروں مرد و زن ساحل پہ مصروف تماشا ہیں  
چلا وقت عشا آخر کراچی سے جہاز اپنا  
شب تار لحد سے ملتی جلتی اس کی صورت ہے  
رہوں میں رو بقبلہ دل ہے میرا مدینے میں  
منور بقہمائے نور سے ساحل کا دامن ہے  
عجب رنگیں ہے نظارہ کہ ہیں اہل نظر حیراں  
اُجالا آسماں سے تاز میں معلوم ہوتا ہے  
خدا معلوم اہل ذوق کے ارمان کیا کیا ہیں  
تمناؤں نے رخ بدلا ز خود سے حجاز اپنا

اٹھا تکبیر کے نعروں میں جب لنگر سفینے کا

دل اہل صفا میں کھینچ گیا نقشہ مدینے کا



## غزل

جہاز چلا

خدا کا شکر کہ لنگر اٹھا جہاز چلا  
 قدم قدم پہ جھکائے سر نیاز چلا  
 ہو تیرے قرب کی منزل جہاں نصیب مجھے  
 ہزاروں سجدوں کا لینے ثواب سجدہ گزار  
 خیال فاتح بدر و احد قریب آکر  
 تہ مزار میں چونکا تو آگئی پھر نیند  
 رہِ حرم میں مجھے دیکھ کر ملک بولے  
 جو دور کر دے رہِ مستقیم سے مجھ کو  
 قبول شان رکوع و سجود واسے کاش  
 حرم سے تابعدار یہ خاکسار ضعیف  
 ہے رُو بقبلہ نظر دل میں خیال حرم  
 قسم خدا کی! ضیانا خدا کو کیا جانے  
 حرم کو فتافلہ منزلِ حبس از چلا  
 گدائے بابِ حرم جانبِ حجاز چلا  
 وہ راہ مجھ کو خداوندِ کارساز چلا  
 حرم میں کرنے کو اک سجدہ نیاز چلا  
 گلوئے اہل عقیدت پہ تیغ ناز چلا  
 لحد پہ کون یہ مست خرامِ ناز چلا  
 بہرِ عہدِ خداوندِ بے نیاز چلا  
 مجھے وہ چال نہ اے مردِ چال باز چلا  
 میں آج کعبہ میں پڑھنے کو ہوں ناز چلا  
 پکڑ کے دامنِ سلطانِ جاں نواز چلا  
 نیاز مند سوئے رت بے نیاز چلا  
 میں صدقے اے یہ قدرتِ مرا جہاز چلا

# احساس تنہائی

ہزاروں ہمسفر کو ساتھ ہیں لیکن میں تنہا ہوں  
 اللہ العالیٰ میں اس سبکیسی پر رحم فرمانا  
 قدیر و مقتدر تو چارہ گر ہے بے نواؤں کا  
 مسافر جتنے اس کمرے میں ہیں سندھی ہیں پنجابی  
 مگر ہمدرد و مونس کوئی بھی ان میں نہیں اپنا  
 نشستیں میرے گرد و پیش مستورات کی سب ہیں  
 بچا، نا محرموں کی دید سے یارب نگاہوں کو  
 سفینے میں مجھے ہر لمحہ ہے احساس تنہائی  
 کوئی پرسیاں کوئی مونس نہیں یارب اکیلا ہوں  
 بہ امن و عافیت تا کعبہ مقصود پہنچانا  
 ہے مولا سننے والا تو غریبوں کی صداؤں کا  
 عیاں ان میں ہے اکثر یہ میری بے خور و خوابی  
 تو ہی ایسے میں یاد رہے اللہ العالیٰ میں اپنا  
 کھلی عریائیاں ان کی خلافت دین مذہب میں  
 الہی بخش دے ان میرے ناکر وہ گناہوں کو  
 رہے اے ملک دنیا و عقبے پاس تنہائی

بخیر و عافیت طے ہوا الہی ایہ سفر اپنا

رہے دل ہر بلائے بحر و برے بخیر اپنا



## مُنَاجَات

جہاز اپنا سمندر میں رواں ہے المدد یارب  
 ترے بندے تری امداد کے ہر لمحہ خواہاں ہیں  
 طبائع مالتشیں کرتی ہیں استفراغ کا غل ہے  
 سکون و صحت و آرام دے بیمار بندوں کو  
 عطا کر نور ایمان تابش اسلام مومن کو  
 میں عصیاں کا مولا مغفرت کا تجھ سے طالب ہوں  
 فضائے بحر طوقاں در بغل معلوم ہوتی ہے  
 لگا دے پار بیڑا یہ سفر آسان فرما دے  
 ہے صوتِ قلب: بِسْمِ اللّٰهِ فَجَرِّبْهَا وَفَرِّسْهَا  
 خیالِ ماسوا کو قلب سے محذوم فرما دے  
 میں ہوں جس طرح یارب شائق الطاف بے پایاں  
 ہو کعبہ کا تصور یا د سلطانِ مدینہ ہو  
 ضیا کی تاحد تکہ مدینہ دستگیری کر  
 ہے بحر ہند میں طوقاں بدماں جزر و مد یارب!  
 زباں پر سب کی ہے وقتِ مصائب یا صمد یارب!  
 ہے جوشِ امتلا سے سیکسوں کا حال بد یارب!  
 یہ طوقاں بلا کر سب کے سر سے مسترد یارب!  
 مٹا دے قلبِ مسلم سے غم و بغضِ حسد یارب!  
 نظر انداز فرما میرے سب اعمال بد یارب!  
 سکونِ آتشِ موبوں میں اک شدہ و مد یارب!  
 دکھا شیا ئیمان حج کو اب جدہ کی حد یارب!  
 جو تو چاہے تو ہو جوشِ تلاطم سب یہ د یارب!  
 بھلائیے یاد سے میری فریب نیک بد یارب!  
 ہیں یونہی مستحقِ غفور میرے اب و جد یارب!  
 تصور کو میرے تصدیق کی دے دے سند یارب!  
 ہے تیرے سامنے خواہشِ روح و جسد یارب!

# جہاز میں واپس لوٹنا

شعبہ ۲۸ - ستمبر ۱۹۴۸ء

سمندر میں رہا منگل کے دن بھر جوش طغیانی  
 تھے حاجی شاکی دوران سرتے کرتے جاتے تھے  
 اذانوں کی صدا وقت نماز آتی تھی عرشے سے  
 نشستوں سے بہت مشکل تھا اٹھ کر دو قدم چلنا  
 رہا جوش و خروش آب کا دن بھر یہی عالم  
 طلوع صبح ہوتے ہی جہازی چائے لے آئے  
 میرے ہمراہ کھانے کا نہ تھا اصلاً کوئی برتن  
 رہا محروم میں آخر سحر کی چائے نوشی سے  
 یقین تھا مجھ کو ہوتے ہیں غذا خانے جہازوں میں  
 ہوئی ترک غداشب کو تو اب تھی بھوک کی خواہش  
 رکابی اپنے سندھی مہنشین سے ایک حاصل کی  
 لئے جاتا تھا جل دھکا کو طوفاں در بغل پانی  
 بجا لیکن خدا کا شکر ہر صورت میں لاتے تھے  
 نماز باجماعت کو بہت کم لوگ جاتے تھے  
 نہ تھا ممکن کسی چابک قدم کو دم بدم چلنا  
 ہوئی اصلانہ ستفراغ کی کچھ کیفیت یہ کم  
 مسافر چائے پینے کے لئے سب مستعد پائے  
 یقیناً یہ کمی مجھ کو ہوئی ثابت نہ مستحسن  
 کسی ہمدرد نے سمجھا نہ کچھ میری خاموشی سے  
 نہ تھا منجملہ اہل شکم میں جلد بازوں میں  
 مگر برتن نہ ہونے کے سبب ل پر رہی کامش  
 بجھائی اس طرح جو آگ تھی گویا لگی دل کی



سحر کو شام کو تقسیم ہر دن چائے ہوتی ہے  
 دیا جاتا ہے کھانا رات دن دو وقت وزانہ  
 مسافر کو ٹکٹ جس روز ملتا ہے سفینے کا  
 لئے جاتے ہیں پہلے نوٹ اڑتالیس کھانے کے  
 باسانی کیے نا حسبِ خواہش سب کو ملتا ہے  
 یہی کھانا ملا مجھ کو بھی انعام الہی سے  
 چبانی شوربا اور وال چاول سب کھے کھانے میں  
 سفینے کی رطوبت چائے یہ ہر دل سے ہوتی ہے  
 مگر ہوتا ہے معمولی یہ دونوں وقت کا کھانا  
 تو شامل کر لیا جاتا ہے بل بھی کھانے پینے کا  
 ٹکٹ تقسیم ہوتے ہیں پھر اس کے بعد جانے کے  
 یہ کھانا منہ کو آتا ہے سفینہ جبکہ ہلتا ہے  
 ملازم روز پیش آتے تھے اکثر خیر خواہی سے  
 ملا مجھ کو جو حصہ تھا مرا اس آب و دانے میں

دیا بحرِ مدین میں رزق سب کے رازقِ کل نے  
 کیا شکرِ خدا پانی میں اربابِ توکل نے  
 چہار شنبہ ۲۴ - ذیقعدہ ۱۴۰۶ھ

جہاز آہستہ آہستہ رواں ہے تیرا دن ہے  
 سحر کے بعد سے ہے پرسکوں سطحِ سمندر کی  
 مسافر سب پڑے ہیں اپنی اپنی چارپائی پر  
 ہوا یہ چار شنبہ ختم آخرِ خطِ خوبی سے  
 معمر لوگ ہیں خوش شادماں ہر طفلِ کمسن ہے  
 ہے آج اُن تیسویں تاریخ اس ماہِ ستمبر کی  
 ملازم پیشہ ہیں مائل سفینے کی صفائی پر  
 لیا قدرت نے کام اندازِ غفار الذنوبی سے

ہوا اندیشہ جوش تلاطم جب ذرا زائل  
 وہ لغزش تھی جو پچھلی رات تک سارے سفینے میں  
 نمازیں اور معمولات میرے سب رہے جاری  
 نماز پنجگانہ سے تھے حاجی بیشتر غافل  
 نمازوں سے عموماً عورتوں کو بے نیازی تھی  
 نمازوں سے غفلت اس سفر میں کیا قیامت کے  
 میرے پیش نظر حاجی ہیں جو ان کا یہ نقشہ ہے  
 بہت مسرت کے جل درگاہیں کمرے بھی بکثرت ہیں  
 ہیں پہلے دوسرے درجے کے خاصے خوشنما کیمین  
 ہے مخصوص اک جگہ ہر نماز اوپر کے حصے پر  
 غرض ہے آج تک اک کاہلی سی کچھ نمازوں میں  
 نماز یا جماعت چاہئے پڑھنا مسلمان کو

نظر آنے لگے حجاج کے چہرے سکوں مائل  
 ہوئی جب کم تو دل آیا نظر پر کیفیت سینے میں  
 رہا مامون میں دن بھر بلطف حضرت باری  
 تھے ایسے بھی خدا والے، وظائف کے تھے جو عامل  
 وہ عورت قابل تحسین تھی بیشک نمازی تھی  
 عبادت گاہ کو جاتے ہوئے ترک عبادت ہے  
 خدا معلوم عالم دوسرے اطراف کا کیا ہے  
 تلے اوپر کئی درجے ہیں، سب ہر قامت ہیں  
 سفینے کے ہر اک گوشے میں ہیں یہ جا بجا کیمین  
 جماعت سے جہاں حجاج ٹپکتے ہیں نماز اکثر  
 خدا پیدا کرنے والے نماز ان جلیلہ سازوں میں  
 کہ ہے مضبوط رکھنا فرض نظم وین ایمان کو

نمازی ہر مسلمان کو بنایا رب! سفینے میں

کہ جانا ہے عبادت کے لئے مکے دینے میں



## اظہار آرزو

امید مغفرت ہے دل پر گناہ کو  
 دیکھوں حرم میں جا کے تری جلوہ گاہ کو  
 بے پردہ کاش دیکھوں حرم کی تجلیات  
 صرف طواف کعبہ ہیں نالے فقیر کے  
 رکھ محو اپنی یاد میں ن رات اے کریم!  
 ہے حنبت نظر حجر اسود حرم  
 آیا ہوں مغفرت کی تمنا لئے ہوئے  
 مجرم غلاف کعبہ کے سایہ میں آگیا  
 دھائے بے کرم کے جو مینا قب سے  
 احرام ہے نمائش تنظیم اہل عشق  
 اے کعبہ والے! دے سبق عجز و انکسار  
 اہل وعیال و خویش ہیں اللہ کی سپرد  
 شوق طواف کعبہ ہے مجھ رُوسیاہ کو  
 معراج دید ہو مرے ذوق نگاہ کو  
 یارب عطا وہ حسن طلب ہو نگاہ کو  
 پاتا ہوں میں حکیم سے استہ آہ کو  
 کر دو قلب سے غم شام و پگاہ کو  
 جی چاہتا ہے چوم لوں اس بوسگاہ کو  
 رب غفور! بخش مرے ہر گناہ کو  
 ظل خدا نصیب ہو اے رُوسیاہ کو  
 دھویا سیاہ کار نے فرد گناہ کو  
 وردی ملی ہے آج یہ مسلم سپاہ کو  
 دل سے مرے مٹا ہو بس عز و جاہ کو  
 گھر چھوڑے جا رہا ہوں میں بیت الہ کو

ہے صرف سجدہ آج وہاں ہر سرنیاز  
دیکھانہ تھا نگاہ نے جس سجدہ گاہ کو  
بیڑا لگائے پار خدا، کاش اے ضیا  
کرتا ہوں طے جہاز سے کعبہ کی راہ کو

## خوف ورجاء

خوف طعناں سے دھڑکتا ہے کلیجا میرا  
پہنچے کب دیکھئے ساحل پہ سفینا میرا  
نہ چلے باد مخالف نہ ہو طوفان کا جوش  
موجیں اٹھ اٹھ کے چمٹ جاتی ہیں جہل درگا  
سب ہیں اک ناؤ میں ہے ایک ہی منزل سب کی  
چکر آتے ہیں کسی کو کوئی تھے کرتا ہے  
رحمت خاص سے منزل مری آساں کر دے  
گو کئی دن سے ہوں جہل درگا کے اندر لیکن  
نہ سہی ہمسفروں میں کوئی پُرساں نہ سہی  
ناحرم کاش رسائی ہو کسی شکل سے ہو

اے خدا! جلد لگا پار یہ بیڑا میرا  
کہ بہت دور کنارے سے ہے بیڑا میرا  
آشنا ہونہ تلاطم سے سفینا میرا  
ڈلگاتا ہے سمندریں جو بیڑا میرا  
ہے مگر ہمسفروں میں وہی تیرا میرا  
مطمئن رکھ دل مضطر میرے مولا میرا  
اے خدا! جادہ مقصود ہے کعبہ میرا  
آبِ مزہم کا ہے شائق لب تشنہ میرا  
ہے فقط الطیف الہی پہ بھروسا میرا  
میں ہوں کمزور ہے مضبوط ارادہ میرا



گر نہ جاؤں کہیں، آئینہ سے گرتے کو سنبھال  
 ہاتھ لے دستِ یٰ اللہ خدا را میرا  
 دل میں کرتے ہیں طوافِ آگے حرم کے جلوے  
 ہے جو شیدا فی کعبہ، دل شیدا میرا  
 آگے سامنے محرابِ حرم کی تصویر  
 خوب پورا ہوا تقدیر کا لکھا میرا  
 بعد حج میں اے خدا قبلہ نما کی صورت  
 پھر گیا منہ طرف گنبدِ خضرا میرا  
 کعبہ والے! جو تُو اپنا ہے تو پھر تیری قسم  
 کعبہ میرا ہے، حرم میرا، مدینہ میرا  
 شمعِ قندیلِ حرم کا ہوں ضیا! پڑانہ  
 نام روشن ہے تیرے عرشِ معلّے میرا

پہنچشنبہ ۲۵ - ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ

سفر کو آج چوتھا دن ہے روزِ پنجشنبہ ہے  
 جہاز اتنا سکونِ قنار ہے جس سے اچنبھ ہے  
 نہ اب دورانِ سر کی حاجیوں کو کچھ شکایت ہے  
 نہ استفراغ کا چرچانہ پہلے دن کی حالت ہے  
 سفینے میں مسافر بے تکلف چلتے پھرتے ہیں  
 نہ اب انحرش ہے چلنے میں اب حجاج گرتے ہیں  
 یہی رفتارِ یارب! تا حدِ ساحل ہے جاری  
 نہ آئے پیش ہمانوں کو تیرے کوئی دشواری  
 ترقی ہو رہی ہے خود بخود ذوقِ عبادت میں  
 شریکِ احباب ہوتے ہیں نماز یا جماعت میں  
 مسافر جاتے ہیں بالائے عرشہ اب یہ آسانی  
 کتبِ احکام حج کی مفت بانٹیں ایک صاحب نے  
 خدارکھے پئے سجدہ ہے خم ہر ایک پیشانی  
 مجھے بھی ایک کاپی نذر کی اُس نیک صاحب نے

رفیق حج ہے نام اس خوشناموں رسالے کا  
 بڑی تفصیل سے سارے مسائل حج کے لکھے ہیں  
 مسائل حج کے بعض افراد بھی سمجھاتے جاتے ہیں  
 بڑی رغبت سے سنتے ہیں مسافر سب یہ تقریریں  
 جماعت سے پڑھیں میں نے نمازیں آج کی ساری  
 جہاں میں ن ہاں سر پر مرے بجلی کا پنکھا ہے  
 ہوا اور روشنی کو اک بڑا حصہ کشادہ ہے  
 ترانے ریڈیو کے شب کو اکثر لوگ سنتے ہیں  
 سحر کو خواب سے جب حجت باری جگاتی ہے  
 خدا روشن کرے منہ دو جہاں میں لکھنے والے کا  
 محمد احتشام اک صاحب تصنیف اس کے ہیں  
 مقرر لوگ کچھ تقریر بھی فرماتے جاتے ہیں  
 پے حجاج بیشک کارآمد ہیں یہ تدبیریں  
 مجھے تاعرشہ جانے میں نہ آئی پیش دشواری  
 مسلسل رات دن جب دیکھنے چلتا ہی رہتا ہے  
 نظر جس کے ذریعے سے سمندر صاف آتا ہے  
 صدائے مدح محبوب خدا پر سر کو دھنتے ہیں  
 صدا قرآن پڑھنے کی ہر اک جانب سے آتی ہے

پریشاں ہیں مگر حاجی کہاں جائیں سفینے سے  
 تعلق رُوح کو ہر لمحہ ہے مکے مدینے سے

سہ رفیق حج چھوٹی تقطیع کے ۱۸۰ صفحے کا رسالہ ہے۔ مسائل ضروری صاف ستھری زبان میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ یہ  
 رسالہ جناب مولانا محمد الیاس صاحب مرحوم کی تبلیغی جماعت دہلی نے شائع کیا ہے۔ مسائل کا اقتباس مولانا رشید احمد  
 گنگوہی کے رسالہ زبدۃ المناسک سے لیا گیا ہے۔ حجاج کے لئے بہت مفید ہے۔ ۱۰ قیمت ہے۔  
 لکھ مولوی محمد احتشام الحسن صاحب مولوی فاضل کاندھلوی مقیم بستی حضرت نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ  
 دہلی مؤلف رسالہ ہیں۔



جمعہ ۲۶ - ذیقعدہ ۱۳۹۷ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۷۸ء

سحر کا وقت جمعہ کا دن ہے دھوپ پھیلی ہے  
 سحروم کرنے یہ اعلان خدام ہمساز آئے  
 اسی آب و ان سے سقف کشتی دھوئی جائیگی  
 اٹھایا جلد تر سامان ہر حاجی نے سب اپنا  
 جیسے سامان میں اک بوری بہت زنی تھی اشن کی  
 بری طاقت سے باہر واقعی اُس کا اٹھانا تھا  
 دھلائی ایک گھنٹہ تک سفینے کی رہی جاری  
 بے پانی سے دھل کر دوپٹ تک تر تر تھتے  
 مرا اسباب سب رکھا ہوا تھا چار پائی پر  
 خیال آیا احبا قربا کو، لاؤ خط لکھ دوں  
 لفافے کا رڈ لیکر رکھ دئے تھے ساتھ سفر نے

ہے ذیقعدہ کی چھبیس اور اکتوبر کی پہلی ہے  
 ہر اک حاجی عجالت آج سامان اپنا اٹھوائے  
 پٹری رہ جائیگی جو چیز چھت پر کھوئی جائیگی  
 کیا یہ کام ہر عورت نے اپنا، مرد نے اپنا  
 برا اندازہ ہے ہوگی یہ تخمینت اسوامن کی  
 مگر میں کیا کہوں اُس لطفت حق کا کیا ٹھکانا تھا  
 حفاظت سب کے کی اسباب کی اپنے ہیشیاری  
 نہ ممکن ہو کھانا تھا اور نہ سوکھے یہ مگر تنختے  
 میں اک گوشے میں تھا بیٹھا ہوا حیرت و ششدر  
 پے تسکین خاطر خیریت اپنی فقط لکھ دوں  
 بہت تاکید خط لکھنے کی پیہم کی تھی قیصر نے

تصور نے تشکیل و سلمہ کے فوراً کیابیکل  
مگر اک کارڈ پر وہ بھی بطور مختصر لکھی  
بالفاظ دیگر اہل تعارف کے سنانے کو  
نظر لبشاش چہرہ آ رہا تھا ہر ساف  
کمی شامل نہیں شرعاً بھی یہ اعمال رشتی میں  
کہ ہندو سندھیا اک کمپنی کا یہ سفینہ ہے  
مگر ذوق نماز روزہ کم ہے انکے سینہ میں  
دیہے دل تو دل کو دین برحق کی محبت دے

لکھا تو نظر لخت جگر یوسف کو خط اول  
مدیر الامان کو اپنی روداد سن لکھی  
سفر کا ماجرا لکھا مہتمم آستانے کو  
بسم اللہ بخیر و عافیت جمعہ کا دن گزرا  
تماز جمعہ کا کیا نظم ہوتا چلتی کشتی میں  
وقار حق سے خالی بحریہ والوں کا سینہ ہے  
ملازم ہیں مسلمان بھی بہت سے اس سفینہ میں  
مسلمانوں کے ل میں اخلاذ ذوق عبادت کے

## مناظر خاص شنبہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۷ مطابق ۲ اکتوبر ۱۳۷۷ء

عجب مسعود و فرخ جمعہ کی تھی یہ شب ثانی عبادت کرنے والوں کو ہوئی معلوم طولانی

۱۔ مولوی محمد اظہر الحق یوسف حسین صاحب قادری توری بی۔ اے۔

۲۔ ہندوستان کے مشہور ترین شاعر مولوی شکیل احمد سوختہ شکیل بدایونی بی۔ اے۔ برادر زادہ مؤلف۔

۳۔ شکیل بدایونی مؤلف رفیقہ حیات شکیل بدایونی۔ ۴۔ مولانا صابری صاحب سابق ایڈیٹر روزنامہ الامان۔

۵۔ صاحبزادہ محمد متحسن صاحب فاروقی مالک و مدیر رسالہ آستانہ دہلی۔



سُنائیں شب کو دہلی ریڈیو نے نو بجے خبریں  
گھڑی میں نے طائی ریڈیو کے وقت سے فوراً  
تجد چار پر پڑھ کر وظائف سب کئے پورے  
اذان صبح کی آواز ساڑھے سات پر آئی  
نماز صبح سے سب نے قراعت اٹھ پر پائی  
ہو امیں ٹھنڈی ٹھنڈی آرہی تھیں آج کعبے سے  
نسیم صبح میں اک خاص شان دلربائی تھی  
فضائے بحر پر چھایا ہوا تھا نور ربانی  
جھکا پڑتا تھا چرخ نیلگوں سطح سمندر پر  
مناظر قلزم زخار کے پر کیف تھے سارے  
تلاطم حاجیوں کو دعوتِ نظارہ دیتا تھا  
کعبہ دریا میں تھے آبِ بقا کے زلفِ شاغر  
حباب اٹھ اٹھ کے غوطے مار جاتے تھے سمندر میں

بکثرت ہمسفر اس وقت تھے مصروف کھانے میں  
غرض یہ تھی کہ اوقاتِ شب بیدار ہیں وشن  
رہا بیدار اور اورادِ روز و شب کئے پورے  
نہ اب تک کچھ سفیدی اس اندھیری ات پر آئی  
مجھے شب کی درازی پر عجب قدرت نظر آئی  
تصور میں بہت نزدیک تھے حجاج کعبے سے  
بجا ہے کہئے یہ ٹھنڈی ہوا طیبہ سے آئی تھی  
کئے تھا سبز آبی پیرہن زیب بدن پانی  
ہوئے موتیوں کے تاج تھے پہنے ہوئے سر پر  
نظر آتے تھے طوفانِ درغل اٹھتے ہوئے دھارے  
دعائیں بحریہ کو ہر وطن آوارہ دیتا تھا  
لئے تھے اپنے سر پر کاسٹہ موجِ رواں ساغر  
کمر تک دھوپ بھی ڈوبی ہوئی تھی آبِ گوہر میں

نہ اٹھ بجے قبل طلوع آفتاب اختتام نماز فجر ہوا۔ یعنی غروب و طلوع آفتاب کے درمیان ساڑھے تیرہ گھنٹے صرف ہوئے۔

تھیں جوشِ بخودِ ی میں ہر طرف زیرِ وزیر ہو جیں  
 سمندر میں قریب دو پہر ایسا مہم آ یا  
 تلاطم میں بکثرت مچھلیاں رقصاں نظر آئیں  
 چمک کر بہتے پانی میں شعاعِ آفتابی سے  
 جسامتِ مچھلیوں کی اسپٹِ خچر کے برابر تھی  
 رہا کچھ دیر تک ان مچھلیوں کا عام نظارہ  
 عیاں جمعہ کی برکتِ روزِ شنبہ بیہوشی سے  
 وہ مستوراتِ بے پردہ، جو کل تک بے نمازی تھیں  
 مری جانب بھی نظریں ملتفت ہوتی نظر آئیں  
 سنا تھا یہ جہاز اکثر عدن ہو کر گزرتے ہیں  
 عدن کو چھوڑ کر لیکن بڑھا آگے جہاز اپنا

نظر آتی تھیں محوِ رقص تا حدِ نظر ہو جیں  
 نظر صرف تماشا ناؤ میں ہر خاص عام آیا  
 شعاعیں شیشیہ امواج میں پریاں نظر آئیں  
 اچھل جاتی تھیں ہاتھوں مچھلیاں سطحِ آبی سے  
 سیاہی ان کے قد کی غیرتِ زلفِ معبر تھی  
 جہاز آگے بڑھا یہ لطفِ برہم ہو گیا سارا  
 نظر آئے مسافر آج مائل طاعتِ رب کے  
 زخودِ فضلِ خدا سے آج صرف سجدہ بازی تھیں  
 تمنائیں مرے اشغالِ تنہائی کی بر آئیں  
 پے گفتن ہیاں دو چار گھنٹے تک ٹھہرتے ہیں  
 رہا محرومِ نظمِ ارا مذاقِ دیدہ باز اپنا

رہے ہم منتظر لیکن نہ بیڑا تا عدن پہنچا

حدِ بخاراں تک کوئی نہ آوارہ وطن پہنچا



## یکشنبہ ۲۸ - ذیقعدہ ۱۴۷۰ھ

ہے صبح روز یکشنبہ ہے میری سانس کچھ پھولی  
شب کے فتنے ہی سے بدلا ہوا ہے رخ سفینے کا  
نمازیں ہو رہی ہیں صبح کی ہر جاسفینے میں  
کسی جاذبہ الا اللہ کے نعرے زباں پر ہیں  
نمازوں کی طرف حجان ہے اب مسلمان کا  
نماز باجماعت عرشہ پر ہر روز ہوتی ہے  
امامت کہتے ہیں مولانا عبداللہ عرشے پر  
نمازیں پڑھ رہی ہیں عزم زین بھی جلد اٹھ کر  
ہوا سوج برآمد دھوپ نکلی روشنی پھیلی  
تجلی بار سطح آب پر نوری شعاعیں ہیں  
شعاعیں رقص میں ہیں ہر طرف سطح سمندر پر

طلوع ہر سے پہلے ہے گرمی غیر معمولی  
سحر ہی سے اثر ہے جسم پر ظاہر پسینے کا  
ہے یاد اللہ کا اک جوش ہرجی کے سینے میں  
کہیں قرآن خوانی کی صدائیں موج پرور ہیں  
عجب ہے جانظر منتظر نمایاں جوش ایمان کا  
نماز باجماعت میل دل کے سارے دھوتی ہے  
جماعت کا عجب کیفیت ہوتا ہے ہر اک منظر  
ہوا ہر دن سے آج اللہ کا ہے سب کے دل میں  
نرخ آب رواں سے ہو چلی کافور شب میلی  
سواد کامراں آنے کی پیہم اطلاعیں ہیں  
نظر کے سامنے ہے جزر و مد کا خوشنما منظر

الحاج مولانا عبداللہ صاحب جواں عمر عالم عابد مبلغ صالح ہیں۔ محلہ قدیر آباد ملتان کے ساکن۔ کتب خانہ صدیقیہ کے مالک ہیں۔ جہان میں برابر تبلیغی خدمات انجام دیں۔  
۱۵ کامران مشہور بندرگاہ ہے۔

روائے آسمان سے گر رہا ہے نور چمن چمن کر  
 سحر سے بارش اکرام حق بندوں پہ ہے ناید  
 ہزاروں موبیں اٹھ کر وجد کرتی ہیں سمندریں  
 تلاطم کی وہی ہے ہر طرف رفتار مستانہ  
 رواں ہے بحریہ مستانہ وش آہستہ آہستہ  
 جہازی چائے لے کر بیدم ہرمت سے آئے  
 ظریفانہ ہے کتنی مہینتوں کی خوش احساسی  
 سحر کی چائے میں روٹی خمیری اور حلوا ہے  
 درون بحریہ ہے یہ بڑا تکلیف دہ قصہ  
 مسافر سبک نشان ہیں بری رگتے سامان کی

ہے دوش بحر پر آب رواں کی تقری چادر  
 سمندریں گیا از خود کنار عافیت شاید  
 چھلکتی ہے شراب معرفت ہر دیدہ تر میں  
 ہے یہ بحر رواں قدرت کا صہبا جوش منجانہ  
 ہے جل درگاہ کے گرد و پیش فوج موج کا دستہ  
 بڑھے پیمانہ برکت مردوزن سب بٹھیلے  
 سحر کو بانٹنے آئے تنوری روٹیاں باسی  
 خدا کے میہانوں کے لئے یمن و سلوا ہے  
 سحر سے آج دھویا جا رہا ہے تیسرا حصہ  
 عیاں چہروں سے سب کے حالتیں ہیں فکر نہاں کی

## جہاز اور سمیت نماز

روان ریامیں تھا جس سمت کو اب تک جہاز اپنا  
 رہا کرتا تھا رخ مغرب ہی کو وقت نماز اپنا

لے جل درگاہ جہاز کا نام ہے جس میں ہم سوار تھے۔



مگر اب تذکرہ ہونے لگا کچھ پاکبازوں میں  
کہ بحر ہند سے بحر عرب میں آگیا بیڑا  
صلائے عام ہے اب و بقیہ سب پڑھیں مغرب  
ہوا محسوس سب کو کہ موسم کی فضا بدلی  
نمایا جا رہا تھا ہر کس و نا کس پسینے میں

نماز عصر تک سیرت قائم تھی نمازوں میں  
رُخ قبلہ نما تبدیل یار و یالقیں ہوگا  
ہوا اعلان گزرتی پھیر لیں منہ دوسری جانب  
سمندر کے بدلتے ہی سمندر کی ہوا بدلی  
یکایک ہو گئی گرمی بہت زاید سفینے میں

## جہاز کا کھانا

نہ دے ایسا خدا ہرگز کسی محتاج کو کھانا  
اگر ہوں معترض حاجی تو ایسا پھر نہ ہو کھانا  
ہیں شب کی کہ ہوتا ہے نہایت مبتذل کھانا  
نہایت بے مزائے ذائقہ اقیم ہوتا ہے  
یہ کھانا آٹھ آنے سے زیادہ کا نہیں ہوتا  
جسے دیکھے سے جی متلائے کیوں اسکو غذا کہئے  
بلا کھائے غذا بنتی ہے روزانہ سمندر کی

ہوا آغاز شب بٹنے لگا حجاج کو کھانا  
دیا جاتا ہے اکثر تیسرے درجہ میں جو کھانا  
سفر میں شب کو کھد و اچادلوں کا بے محل کھانا  
وہ کھانا تیسرے درجہ میں جو تقسیم ہوتا ہے  
نہ دیتے دام ہم گمراہی سے کھانے کا یقین ہوتا  
نمک کے پھیکے سیٹھے چاولوں کا کیا مزہ کہئے  
بہت بے ذائقہ ہوتی ہے ہر دن دال ارہر کی

عموماً شور مارتا ہے گاڑھا لھی نہیں ہوتا  
 تنوری روٹیاں ٹھنڈی پچپاتی بیشتر کچی  
 پلائی جاتی ہے خانہ پری کو چائے روزانہ  
 دیا جاتا ہے یہ کھانا خدا کے میہمانوں کو  
 بھیرا کھا لیا جاتا ہے ورنہ جی نہیں ہوتا  
 حذر جس سے کرے ہر مرد ہر خاتون ہر بچی  
 مزا اس چائے کا ہم نے مگر اک دن نہیں جانا  
 خدا سمجھے و فانا آشنا مہربانوں کو

## بتی گھر

ہے شب گرامی ہے بہت اتوار کا دن ہے  
 کوئی کتا ہے بتی گھر وہ دیکھو وہ عدن کا ہے  
 کراچی سے کوئی کتا ہے رضوانی جہاز آیا  
 غرض ہیں مرد و زن چاروں طرف مشغول نظارہ  
 بہت لوگوں نے دیکھا چاند مل کر سطح گرد و بک  
 عجیب رنگیں کو اُلف ہیں سفر کے اور سمندر کے  
 ہر اک درجہ میں کچھ شور و شغف اس وقت لیکن ہے  
 کوئی کتا ہے تارا یہ فلک کی انجمن کا ہے  
 کسی کو ہے گماں شاید مظفر تیز باز آیا  
 مگر صرف وظائف ہے ضیا مجبور بچارہ  
 نظر آیا نہ لیکن یہ ہلالِ نوحین منظر  
 مقتدر لوگ ہیں آزاد و کشتی کے اندر کے

۱۔ رضوانی مغل لائن کا جہاز ہے جو ہمیشہ ایام حج میں کام آتا ہے۔

۲۔ مظفری جدید جہاز کا نام ہے جو امسال ہی استعمال ہوا۔ بہت بڑا اور تیز و جہاز ہے۔



قبل نماز فجر دوسرا دوشنبہ ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ - ۲۴ - اکتوبر ۱۹۵۹ء

## اضطرابِ حضورِ

قرب وقت دے خالق عباد آئے  
لگا دے پار سفینہ مراد مندوں کا  
لئے ہوئے ترے کعبے کی دید کے ارما  
خوشی ہے یہ کہ خطائیں تمام ہونگی معاف  
طواف کعبہ کرا دے ترے تشار کریم!  
پے طوافِ حرم مختلف دیار کے لوگ  
ہو عازمانِ حرم کو وہ اتحاد نصیب  
مجاہدین کو پیغام فتح و نصرت دے  
دعائیں مانگیں جو کعبے میں دمنندوں نے  
سفر میں طبع رسا وقفِ نعت گوئی  
شنائے حق میں کی جب فی جدید غزل  
کہ سامنے حرم کعبہ مراد آئے  
الہی! جلد کہیں ساحل مراد آئے  
حرم کی سمت ہزاروں غمش اعتقاد آئے  
گناہگار سوئے کعبہ شاد شاد آئے  
ترے طلب میں خدایم خوش نہاد آئے  
ترے حضور بہ اخلاص و اتحاد آئے  
کسی کے دل میں اندیشہ فساد آئے  
الہی! اس اُنھیں کوشش جہاد آئے  
فرشتے عرش سے کہنے قبولِ باد آئے  
مگر بے کون جو دینے کو آج داد آئے  
تو بار بار محمد حسین یاد آئے

لے مولوی محمد حسین صاحب بدایوں کے مشہور نعت خوان جو بیشتر ضیاء القادری کا کلام ہر مجلس میں پڑھتے ہیں۔

الہی! اُس میں محبت کا درد پیدا کر  
 کسی کے دل میں اگر مجھ سے کچھ عناد آئے  
 خیالِ کعبہ میں اس طرح موج ہو کہ ضیا  
 کسی عزیز کی بھولے سے بھی نہ یاد آئے

## واقعاتِ جہاز

گزشتہ پیر کو نکلا تھا یہ شہیدہ سرگھر سے  
 دو شنبہ سنے و شنبہ تک ٹپے ہیں آٹھ دن مجھ کو  
 بخیر و عافیت آئے آٹھ دن گزرے خدا شاہد  
 پڑوسی بھی مجھے سرور سب معلوم ہوتے ہیں  
 سحر کا وقت ہے گرمی کے ہیں آثار ہر جانب  
 نظارے کر رہے ہیں ہمسفر سب آج کھاڑی کے  
 پہاڑوں کی حدوں میں چل رہے ہیں جہاز اپنا  
 سگوں ہے بحرِ کوہِ سست کے رفتار کشتی کی  
 پہاڑوں کے نظر آتے ہیں ہر جانب کنارے سے  
 سفینے کو لئے جاتا ہے کشتی باں قریب سے  
 کیا پیمانِ حج کعبہ تھا خلاقِ داور سے  
 رکھا ہے رحمتِ باری نے ہر دم مطمئن مجھ کو  
 رہا گوشہ نشین اپنی جگہ میں صورتِ زاہد  
 خدا کا شکر محو یادِ رب معلوم ہوتے ہیں  
 ٹہل کر نکھیاں جھلکتے ہیں یارِ اغیار ہر جانب  
 سفینے سے بہت نزدیک ہیں ٹیلے پہاڑی کے  
 ہے لنگر ہاتھ میں تھامے ہوئے خود کار ساز اپنا  
 طبیعتِ شاد ہے اس قادریِ حشری بھشتی کی  
 نہیں آثارِ طوفان و نما موجوں کے دھارے سے  
 کہیں ٹکرنے ہو جائے پہاڑوں کی سفینے سے



نہیں وہ شوخ کا ہی سبز رنگت آج پانی کی  
فلک پر ہلکے ہلکے بادلوں کی دوڑ جاری ہے  
نظر آتی ہے بھیلی سی نزہت آج پانی کی  
نہاں خورشید عالم تاب زیرِ قتل باری ہے

سحروم مثل روزانہ جہازی چلے لے آئے  
رہا دو ایک گھنٹہ مشغلہ یہ چائے نوشی کا  
مگر تازہ تنوری روٹیاں بھی ساتھ میں لائے  
رہا نذرِ نوائے غوغا، ہنگامہ خموشی کا

ہیں افواہیں کہ شاید کامراں اب آنے والا ہے  
میں جیبِ ریافت کرتا ہوں وانہ ڈاک کب ہوگی  
مگر نامطمئن اس سے ہر اک ادنیٰ واعلیٰ ہے  
لکھی تھی جمعہ کو جو ڈاک سب ایسی ہی رکھی ہے  
بتاتے ہیں جہازی کامراں آئیگا تب ہوگی  
ہے گرمی بھی زیادہ جس بھی اید ہے بڑیے میں  
نکلت کر چکا ہوں جو غزل جو نظم لکھی ہے  
دھلائی آج پھر کمرہ کی میرے ہونے والی ہے  
ہوا گرم ہو چکی ہے موج دریا کے تھپڑے میں  
فریب گندگی سے پھر منقش طبع عالی ہے

اٹھا کر رکھ لیا ہے سب نے ساماں اپنا بچوں پر  
پڑا ہے فرش پر اسباب سب میرا جھکائے سر

## نظارہ جہاز دیگر

دوپہری کا سماں ہنساؤ میں گرمی ہے شدت کی  
 یکایک غل جچا دیکھو جہاز آیا جہاز آیا  
 نیچے بارہ تو پشت بحر یہ سے یہ جہاز آیا  
 سفینہ سے ہمارے دم زدن میں ٹھہ گیا آگے  
 جہاز اتنا سبک رو تھا کہ فوراً ہو گیا غائب  
 تھی جل درگاہی آہستہ خرامی شاق ہر دل پر  
 یکایک آگے خدام پانی پھینکنے والے  
 ہر سامان اٹھا کر رکھ دیا اک شخص نے اوپر  
 مصیبت پہلے ن کی یہی کچھ دیر تک جاری  
 طبیعت مضحل سی ہے تمام افراد ملت کی  
 تماشا دیکھنے ہر ہمسفر ہر دیدہ باز آیا  
 نہایت تیز رو آیا نہایت جلد باز آیا  
 جہازی دیکھنے کو یہ تماشا ہر طرف بھاگے  
 رہے منہ دیکھتے اس بحر یہ کے افسر و نائب  
 مگر دشوار تھا پہلے پہنچنا اس کا ساحل پر  
 کھریے ٹاٹھ میں تھے جسم پر تھے پیر بن کالے  
 یہ سندھی سیکرل تھے لطف اور اخلاق کے پیکر  
 ہوئی رد و بدل اسباب کی آخر بد شواری

## سمندر میں پہاڑ

قریب عصر مغرب کی طرف نزدیک کشتی کے  
 پہاڑی سلسلے اہل نظر نے جا بجا دیکھے



یہ ٹیلے اونچے نیچے دور تک پھیلے نظر آئے  
سمندر چاروں جانب جزیرہ تھا ان پہاڑوں کے  
سفینہ کی ہمارے بڑھ گئی پھر سست قناری  
جہاں تک ابن سینا کی نگاہیں کام دیتی تھیں  
نظر چشم تماشا ہیں کو باہم بحر و بر آئے  
سر عرشہ لگے دنگل تھے انسانی اکھاڑوں کے  
لگیں سیاحتیں معلوم ہونے پھر ہمیں بھاری  
پہاڑی چوٹیاں نظارہ کا پیغام دیتی تھیں

## پریش محل

قریب عشر میرے پاس اک مرد بزرگ آئے  
ذرا بتلائیے تو آپ کیا یہ لکھتے جاتے ہیں؟  
کہا میں نے کہ یہ منظوم لکھتا ہوں سفر نامہ  
وہ بولے "آپ شاعر ہیں؟" کہا میں کہ "شاعر ہوں"  
وہ بولے "آپ کا مسکن؟" کہا میں نے "بداؤں ہے"  
کہا مجھ سے بہت یہ غزل لکھ دیتے مجھ کو  
کہا میں نے کہاں ہے آپ فرمائیے مسکن؟  
کہا میں نے "غزل کے واسطے سرکار کل آئیں"  
مجھے لکھتے ہوئے دیکھا تو یہ الفاظ فرمائے  
ہم اکثر آپ کو مشغول لکھنے ہی میں پاتے ہیں  
ہیں میرے ہاتھ میں کاغذ کے یہ وراق یہ خامہ  
وہ بولے "کون ہیں؟" میں کہ "جو کچھ ہو ظاہر ہوں"  
وہ بولے "نام کیا؟" میں نے کہا "یعقوب محزون ہے"  
کلام اپنا خدارا کچھ عنایت کیجئے مجھ کو  
وہ بولے "گھر ہے سرگودھا میں میرا مہربان من"  
مذاق شعر ہے گرا آپ کو تو نظم لے جائیں

غرض مغرب کا وقت آیا تو آواز اذان آئی  
 کھلے پانی کے نل دوڑے نمازی سب وضو کرنے  
 نمازیں جا بجا پڑھنے لگے کعبہ کے شیدائی  
 سر عرشہ صغین باندھے ہوئے سارے نمازی تھے  
 دل حجاج کو یادِ خداوند جہاں آئی  
 لگے کچھ لوگ تیز و تند باہم گفتگو کرنے  
 سفینہ میں عجب اللہ کی قدرت نظر آئی  
 جماعت میں عیاں اندازِ شانِ بے نیازی تھے

نمازِ باجماعت کی ادا اللہ والوں نے

لیا اجر نماز اللہ سے ہم خستہ حالوں نے

اندھیرا ہوتے ہی تیاریاں کھانے کی کیں سر نے  
 نظر سے دور ہلکی سی نظر اک روشنی آئی  
 تجوئے اٹھیں نظریں کہا سب نے بہیرانی  
 پتا دیتا تھا رہ رہ کر چمک کا بار بار آنا  
 دیا پیغامِ رخصتِ بن کو اگر لیلیٰ شب نے  
 نگاہِ شوق نے اس میں بھی شانِ دلبری آئی  
 ہے آغوشِ سمندر میں یہ کیسی جلوہ سامانی  
 سوادِ کوہ میں شاید ہے کوئی روشنی خانہ  
 ہوئے کھانے سے فارغ سونے والے سوئے بستر پر  
 بچھونا موجِ دریا نے کیا سطحِ سمندر پر  
 جلائے قمقمے گردوں نے ہر جانب ستاروں کے  
 شبِ یلدا نے منہ ڈھانکے حسینوں ماہِ پاروں کے

رہی گرمی بلا کی رات بھر گرمی کو کیا کہئے!

تھیں اکثر عورتیں بے پردہ بے شرمی کو کیا کہئے!



یکم ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ روز شنبہ مطابق ۵۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء

سفر کو پورے نو دن ہو چلے ہیں آج منگل ہے  
چلا ہے بحریہ شب بھر ہارٹی آبنائوں میں  
طلوع صبح کا مژدہ اذانوں کی صدالائی  
سحر ہوتے ہی نزدِ کامراں اپنا جہاز آیا  
زیادہ سے زیادہ آج ہے گرمی سفینے میں  
جہاز اتر کی جانب چل رہا ہے چالچ جوڑی کی  
قدیموس زمین کامراں ہے آج جل درگا  
مبارک شہر ذی الحجہ کی یہ تاریخ اول ہے  
رہا ہے کلمہ و تسبیح کا غل بے نواؤں میں  
ریاض کامراں آیا بشارت یہ صبا لائی  
یہاں تک ہر مسلمان سر بلند و سر قرار آیا  
جسے دیکھا نظر ڈویا ہوا آیا پسینے میں  
بے سوریج شرق میں اویسے میں مغربیں پتھر ملی  
ہے مصروفِ عمل اس وقت جل درگا کا ہر گڑگا

## منظر کامراں

وہ شہر آیا نظر وہ اونچی اونچی کوٹھیاں چمکیں  
نظر وہ سامنے مسجد کا مینار بلند آیا  
درختوں کے وہ جھرمٹ اور سپیدی وہ مکانوں کی  
شعاعیں جگمگائیں مسجدوں کی برجیاں چمکیں  
چمک کر سامنے وہ ہر مقام ارجحیت آیا  
بھکی پڑتی ہیں سبزے پر نگاہیں آسمانوں کی

عمارتِ حسین سب خوشنما معلوم ہوتی ہیں  
 سوادِ شہر کا منظر نہایت جاذبِ دل ہے  
 ہے مسرور تماشا بحرِ یہ میں ذوقِ بینائی  
 صفیں ہیں آہنی دیوار کے نزدیک استادہ  
 وہ آیا ڈاکٹر کا بیڑہ دل چسپ اسٹیمر  
 تواجِ کارماں سے چپا سوں کشتیاں آئیں  
 گلے آکر میں سب کشتیاں اپنے سفینہ سے  
 بہت تیراک بچے آگے سطحِ سمندر پر  
 یہ لڑکے سرگٹے کہتے تھے بابا اہل کشتی کو  
 ادھر سگے بکثرت لوگ اوپر سے گراتے تھے  
 وہ ہر سگہ کو منہ میں اب کر یاہر نکلتے تھے  
 ہر اک کشتی پہ سامانِ مختلف ملاح لائے تھے  
 کوئی مرغی کوئی انڈا کوئی پھل مول لیتا تھا  
 خریداری بکثرت ہو رہی تھی ساز و سامان کی

نظر سے دور لیکن دلِ ریا معلوم ہوتی ہیں  
 ہے فرحتِ آفرینِ چشمے نگاہوں کے مقابل ہے  
 سفینہ میں کھڑے ہیں ہر طرف صد تماشاں  
 ہے شہرِ کارماں کی دید کا ہر شخصِ دل دادہ  
 وہ جل درگاہ نے سیٹی دی گرا پانی میں وہ لنگر  
 قضا کے ہاتھ موجِ آب کی برگشتیاں آئیں  
 لگایا بڑھ کے جل درگاہ نے ہر کشتی کو سینہ  
 کہاں غوطہ خوری کے دکھائے نت نئے جوہر  
 نمایاں کر رہے تھے اپنی پاکیزہ سرشتی کو  
 ادھر تیرا کیے غوطہ سمندریں لگاتے تھے  
 خود اپنی کامیابی پر مسرت سے اچھلتے تھے  
 خریداری کے شائق سیکڑوں اپنے پرانے  
 اشارے کر کے بائعِ مشتری سے لے لیتا تھا  
 تھی پانی میں نمائش گاہ قائم جیبِ داماں کی



رہی قائم کئی گھنٹے یہی تفسیر صح سامانی  
چل کر شوق و ارمان تہنیت کے راگ گا اٹھے  
تروتازہ ہوئی آب بقا سے پاک دامانی  
میرے جذبات پہنان بخودی میں گنگنا اٹھے

## الجانے قریب حرم

حرم سے آئی ہوا جان ناتواں کے قریب  
وہ جلوہ گر ہوں نہ کیوں رشتہائے جان کے قریب  
مکان صاحب خانہ ہے میہماں کے قریب  
ہوئی مسافت دور و دراز ختم تمام  
مسافران حرم شاد ہیں جہاز میں آج  
تھانا خدا یاد قدرت جو میری کشتی کا  
اٹھا دے بیڑے کا لنگر ترے نثار کریم!  
نسیم صبح! ہٹا دور، گرد ساحل سے  
رکھا جو خاک حرم پر قدم نگاہوں نے  
ہو ریت کعبہ! میسر مجھے وہ روز سعید  
جہاز آہی گیا آج کامراں کے قریب  
کہ ہیں حدود حرم اب حد گماں کے قریب  
ہے میہماں حرم تھیں سب زبیاں کے قریب  
خدا کا شکر مسافر ہیں اب مکان کے قریب  
کہ خود ہے کارواں سالار کارواں کے قریب  
سمٹ کے آگیا ساحل جہاز راں کے قریب  
لگا دے ناؤ میری ساحل چناں کے قریب  
ہے موج آب رواں کشتی رواں کے قریب  
زمین کعبہ نظر آئی آسماں کے قریب  
جھکا دوں سر در سلطان و جہاں کے قریب

طوافِ کعبہ میں مصروف ہیں مرے اراں  
ضیا جہاز ہے گواپنا کامراں کے قریب

یابیں حالات تسکینِ دل صد چاک کی میں نے  
یاندازِ تکلف مستم نے ڈاک خانہ کے  
لگائے چار آنہ کے ٹکٹ ہر کارڈ پر زاید  
لئے مجھ سے زیادہ سات آنے اک ملازم نے  
ہوئے اس بحریہ سے کامراں کے ڈاکٹرِ رخصت  
بالآخر پھر گیا نوح خود بخود سوئے حجاز اپنا  
اعزاز کو روانہ کامراں سے ڈاک کی میں نے  
لغافہ پر ٹکٹ چسپاں کرائے بارہ آنہ کے  
روانہ کامراں سے ایٹ ساری ڈاکٹ شاید  
روا اس بے ایمانی کو رکھا دانستہ ناظم نے  
کہا تو داروں نے سب اے اہل سفر رخصت  
چلا پھر کامراں سے جانبِ جدہ جہاز اپنا

## ۲۔ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ چہار شنبہ

سپیدی صبح کی بحری فضا میں ہر طرف پھیلی  
یہ نورانی سحر کتنی بھلی معلوم ہوتی ہے  
سمندر آسماں کو دعوتِ نظارہ دیتا تھا  
فضائے آب پر جب عکس پڑتا تھا ستاروں کا  
فلک نے باندھ لی بکھرے ہوئے انوار کی تھیلی  
تجلیٰ الہی منجلی معلوم ہوتی ہے  
سوادِ شب کو اذنِ رخصتی ہر تارا دیتا تھا  
تو بھرجاتا تھا دامنِ موتیوں سے آبشاروں کا



نمایاں رحمت باری کے تھے آثار ہر جانب  
نمازیں پڑھ رہے تھے مرد و زن اپنی نشستوں پر  
عیان تھا اضطراب شوق کا ہر سمت اک عالم  
سمٹتے جاتے تھے بکھرے ہوئے اسباب ہر جناب  
نشستیں ستروں کے بعض خالی ہوتی جاتی تھیں  
ہے روز چار شنبہ آج دسواں دن سفر کا ہے  
بہشت آرزو کعبہ کے تھے انوار ہر جانب  
فلک سے دیکھتے تھے اس را کو انجم و خستہ  
نظام خاطر حجاج تھا کچھ درہم و برہم  
سکھائے جاتے تھے احرام کے داب ہر جانب  
نہاں آنکھوں سے شکلیں دیکھی بھالی ہوتی جاتی تھیں  
خدا رکھے دماغ افلاک پر ذوق نظر کا ہے

## احرام پوشی

یلملم آ رہا ہے ہر طرف سے نغمہ خوانی ہے  
اندھیرے سے ہجوم عام ہے سب غسل خانوں پر  
نظر احرام باندھے آ رہے ہیں بیشتر حاجی  
مجھے تھی دی خبر یہ آ کے ابراہیم سندھی نے  
ہے تازہ جوش ایمان حاجیوں میں شادمانی ہے  
بے سرجوشی و سرستی کا عام مہربانوں پر  
دُگانے پڑھ رہے ہیں اپنی اپنی جگہ پر حاجی  
یلملم آج، جتدہ کل تمام احباب پہنچیں گے

۱۔ یلملم ملک یمن کا ایک پہاڑ ہے۔ ہندوستان اور یمن سے حج کو جانے والے مسافروں کے لئے حد حرم کسی جاتی ہے جس وقت جہاز یلملم کے سامنے سے گزرتا ہے متحرکہ قوائد کے مطابق سیٹی دیتا ہے تاکہ حجاج احرام پوش ہو جائیں۔

کیا معلوم میں نے کب یلم کہئے آئے گا؟

جہازی چائے لے کر آگئے حجاج کے آگے

پے تقسیم بھر کر بالٹی میں کھیر بھی لائے

شکر کی چاشنی سے کھیر میں ہوتی ہے شیرینی

ہئے وقت چاشت و داد سفر یہ لکھ رہا ہوں میں

کہا صاحب نے سیٹی دوپہر کو ہم بجائے گا

تنوری روٹیاں کھ دیں ہر اک محتاج کے آگے

یہ فیرینی برائے عاشق و لکیر بھی لائے

سفوف شیر سے تیار ہوتی ہے یہ فیرینی

کردنکا غسل و نیت دوپہر کو سوچتا ہوں میں

باذن اللہ یلم آتے ہی احرام باندھوں گا

ہو ممکن تو نیت بھی قریب شام باندھوں گا

پہن کر ہو چکے احرام اکثر باصفا فارغ

رواں ہے صبح سے اب تک سمندر میں جہاز اپنا

حاشیم تصور تک سمندر ہی سمندر ہے

ہے تاحد نظر یا آسماں یا نیلگوں پانی

ارادہ تھا کہ قبل عصر ہم احرام باندھیں گے

بجالانا مگر احرام کی تکریم مشکل ہے

خیال آیا کب آئے گا یلم پہنچے چل کر

نماز عصر پڑھ کر ہو بسا یہ بینوا فارغ

ہے مل جائے تمنا دیدہ تر میں جہاز اپنا

مرا تنہا سفینہ ہے جو اس پانی کے اندر ہے

یہ ہے شان خدا اصلا تہیں آثار طغیانی

خدا سے اپنے عہد طاعت اسلام باندھیں گے

مذہب اس لئے ہیں آرزو میں مضطرب دل ہے

لگائے چاروں جانب ہم نے عرشہ پر کئی چکر



اگر کچھ پوچھنا ہے پوچھئے اُن سے وہاں جا کر  
 وہاں آئے نظر اہل شرف احرام پوش اکثر  
 قوی باز و جوان تھے حامل اخلاق بچہ تھے  
 تو سرمایا کہ سورج ڈوبنے کے بعد آئیگا  
 وظائف پڑھ کے رُوداد سفر پھر یہ لکھی اپنی  
 عروسِ شب لئے قدرت کا روحانی پیام آئی  
 یہ آوازیں نوائے عفون کر عرش تک گونجیں  
 رکوع و سجدہ کے خلدِ نظر دلکش مناظر ہیں  
 سکونِ قلب پایا ہر نمازی نے عبادت سے  
 ہوئے مشغول اربابِ سفینہ کھانے پینے میں  
 ہوئے مائل بہ سجدہ خود بخود سرقِ نیاز اپنا  
 فرشتوں نے سنے ہر عاشق و لکیر کے نعرے  
 سرور و کیف کی بارش تھی رحمت سی برستی تھی  
 جہیں رکھ دیا سجدہ میں پیش ذوالمنن میں نے

کہا اک شخص نے حجاج کے ہیں صدرِ عرشہ پر  
 گئے ہم سب سے اوپر درجہ اول کی اک چھت کے  
 امیر اُن مجمع حجاج کے احرام برقد تھے  
 یلم آئیگا کس وقت تک جب میں نے یہ پوچھا  
 نمازِ عصر میں نے مطمئن ہو کر پڑھی اپنی  
 چھپا سورج ڈھلا دن ساینہ میں تاروں کے شام آئی  
 سفینہ سے اذانوں کی صدائیں فلک گونجیں  
 نمازی عارضی مسجد میں بے تعداد حاضر ہیں  
 ہوئے حجاج فارغِ سائے مغرب کی جماعت کے  
 ہوئے تقسیم کھانا ہر مسافر کو سفینے میں  
 بجی سیٹی بیکاز زور سے چنچا جہاز اپنا  
 بلند اک ساتھ ہر جانب ہوئے تکبیر کے نعرے  
 عجب لبتیک کے نغموں میں سر جوشتی و مستی تھی  
 کیا احرام فرطِ شوق سے یہ بدن میں نے

پڑھے دو نفل فوراً باندھ کر احرام بندے نے  
 کیا یوں تازہ اپنا دین اور ایمان بندے نے  
 یلمم آگیا ہمدم یلمم آگیا ہمدم  
 باندازِ مسرت ہر طرف یہ شور تھا بہیم  
 ہے رنج سونے حرم لبیک کے لب پر ترانے ہیں  
 زبان پر اہل ملت کی خوشی کے شادیانے ہیں

## یلمم کا خیر مقدم

پڑ گئی جسم میں جاں دم میں ذرا دم آیا  
 ہر طرف عام خوشی ہے کہ یلمم آیا  
 ڈال دی جامۂ احرام نے ہر جسم میں روح  
 نظر اٹھا بک مجمع خوش و خرم آیا

## احرام

احرام پوش صاحبِ ایمان ہو گئے  
 حکمِ خدا سے جامۂ احرام باندھ کر  
 احرام پوش ہم ہیں خطا پوش ہے خدا  
 لبیک کہہ کے جامۂ احرام باندھ کر  
 ہم رب کعبہ اب تمہے مہمان ہو گئے  
 بندے خدا گواہ مسلمان ہو گئے  
 امر زبش گناہ کے سامان ہو گئے  
 لبیک کہہ کے جامۂ احرام باندھ کر  
 ہم فیضیابِ دولتِ ایمان ہو گئے  
 ہم خور تلاء دستِ قرآن ہو گئے  
 پڑھ پڑھ کے گرد کعبہ کچھ آیاتِ بینات



اللہ سے یہ شان مقام خلیل رب  
 گھر پر بلا کے رکھو غلاموں کی آبرو  
 قربانیوں کی رسم ادا کر کے جان نثار  
 حجاج بے خبر ہیں غم جان مال سے  
 اسود کو چومتے ہیں نگاہوں سے بار بار  
 کس نے یہ پھر انا بشر مثلكم کہا  
 ہم دیکھ کر صحیفہ فطرت کی آفتاب  
 آداب حرم کون سکھائے غلام کو  
 لبتیک جب کہا کسی آشفہ حال نے  
 محبوب بے کعبہ! جو دیکھا ترا جلال  
 جدہ کہاں ہے ساحل جدہ کہاں ہوا  
 سگان عرش کعبہ کے دربان ہو گئے  
 اے بے نیاز! ہم ترے مہمان ہو گئے  
 تیری صفات و ذات پر قربان ہو گئے  
 جب تم مسافروں کے نگہبان ہو گئے  
 ارباب عقل و ہوش بھی نادان ہو گئے  
 بیگانگان عشق بھی انسان ہو گئے  
 لذت شناس معنی قرآن ہو گئے  
 وہ جان بوجھ کر مجھے انجان ہو گئے  
 دشوار تھے جو کام وہ آسان ہو گئے  
 لات و منات بیدل بیجان ہو گئے  
 اس کمریہ میں ہم تو پریشان ہو گئے

## شورش جذبات

کچھ دھواں سا جو یلیم میں سینے سے اٹھا      شور لبتیک کا حجاج کے سینے سے اٹھا

خلش و دوری صحرائے حرم کیا کہیے !  
 صفت حجاج نے یوں جھوم کے باندھے احرام  
 ادب سعی صفا سیکھ حرم والوں سے  
 چاہِ زمزم کی طرف عام بکفت جھوم کے چل  
 اٹھ طوافِ حرم کعبہ کو زمزم پی کر  
 زندگی ہے ہی ہمدم جو ہو کعبہ میں بسر  
 بیٹھ دل تھام کے ہو روبرو مجرم وقفِ سجود  
 صرف سجدہ ہی اسے رہنے دے اے سجدہ گزار  
 بن گئی موت بھی عاشق کی حیاتِ ابدی  
 ارضِ بطحا کی خدا ساز کشش کے صدقے  
 یا بنا آنکھ کے پردوں کو غلافِ کعبہ  
 گر پڑا پائے نبی پر غم رسوائی سے  
 خیر مقدم کو ملکِ عرشِ علی سے آئے  
 صلہ نعت میں لے دولتِ عقبیٰ شہ سے

درد اٹھا کبھی دل سے کبھی سینے سے اٹھا  
 شور لبیک کے نغموں کا سینے سے اٹھا  
 سوئے عرفات منی پاؤں قرینے سے اٹھا  
 بادہ کش ! دستِ بدو گیر کو سینے سے اٹھا  
 تشنہ لب ! ہاتھ مٹے ناکے پینے سے اٹھا  
 مانگ چینے کی دعا ہاتھ نہ چینے سے اٹھا  
 خطراتِ ہمہ آفاق کو سینے سے اٹھا  
 سرِ سلیم نہ اب کعبہ کے زینے سے اٹھا  
 میرا لاشہ بھی جو اٹھا تو دینے سے اٹھا  
 بیٹھ کر پھر نہ یہ دیوانہ مدینے سے اٹھا  
 یا حجاباتِ الہی ! امرے سینے سے اٹھا  
 بارِ عصیاں سرِ محشر نہ کیسے سے اٹھا  
 کون صیاحِ معراج کے زینے سے اٹھا  
 زیرِ گلِ روضہ اقدس کے خزینے سے اٹھا



دے مساواتِ اخوت کا ہر انسان کو سبق  
ہاتھ لے مردِ خدا بعض سے کینے سے اٹھا  
باندھ احرام ہو آمادہ تقدیس طواف  
بستر اٹھ کے ضیا اپنا سفینے سے اٹھا

## احرام بندی و تلبیہ خوانی

ہے سامنے یلیم یا ہے نظر جہاں پر  
تَبَّيْكَ اللَّهُمَّ تَبَّيْكَ ہے زبان پر  
ہے ادنیٰ یلیم میقاتِ حدِ کعبہ  
گویا مرا سفینہ ہے ساحلِ جہاں پر  
احرامِ پوش حاجی تَبَّيْكَ کہ ہے ہیں  
تَبَّيْج کے ہیں نغمے جاری زبان پر  
دعوت ہے داخلے کی کعبہ میں حاجیوں کو  
وہ آج مہرباں ہیں ہر اپنے مہماں پر  
احرام بند میں بھی کعبہ کو جا رہا ہوں  
رکھنا نگاہِ رحمت مجھ زار و ناتوان پر  
لاج اپنے درپے کی رکھنا کریم داتا! حاضر ترا بھکاری پہنچے آستان پر  
احرام باندھتے ہی سجدہ میں کھ دیا سر  
پہنچا دماغ اپنا کیسا آسمان پر

لَا تَبَّيْكَ اللَّهُمَّ تَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ تَبَّيْكَ اِنِّ الْحَمْدُ وَالنِّعْمَةُ لَكَ وَالْمُذَكُّ لَا شَرِيكَ لَكَ۔

احرام باندھنے اور نیت حج کے بعد تلبیہ خوانی باہر از بند مستحب ہے۔ تلبیہ خوانی لمحہ تین تین بار کرنی چاہئے۔ برکت  
تلبیہ خوانی گفتگو کرنا حتیٰ کہ جواب سلام دینا بھی ممنوع ہے۔ تلبیہ کے بعد اللَّهُمَّ اِنِّ اَسْأَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ  
وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَالنَّارِ، یہ دعا بھی پڑھنی ضروری ہے۔

مشتاقِ یک تجلی ہیں خاکِ بوسِ کعبہ  
مصرفِ التجا ہیں احرامِ پوشِ بندے  
لبیک بخودی میں کہنے لگیں نہ موجیں  
پیڑے کا ہے محافظ اللہ اس بھنور میں  
اے کارسازِ عالم کر میری دستگیری  
احرام کی سعادت میں کیا ضیاء تاول  
ہیں آپ جلوہ آرا اور نگِ لامکاں پر  
وہ ملتفت ہیں اپنے حجاج کی فتاں پر  
احرام باندھتا ہوں میں کشتیِ رواں پر  
نظریں ہیں کارواں کی سالارِ کارواں پر  
تیرے سوا نہیں ہے کوئی ہر ایناق پر  
لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ہے زباں پر

## اعلانِ جنونِ محبت

پہنچے مکرم میں دولتِ اسلام باندھ کر  
حسنِ عمل سے تاتھ ہیں خالی مرے کریم!  
جی چاہتا ہے کعبہ میں گھل کر لٹائیے  
پینا ہے ڈٹ کے خوب رہبشت آج  
اے حاجیو! نویدِ یلیم کے سامنے  
ذریعہ حرم کے مثل ابو ذر گرہ میں باندھے  
دیوانے آئے کعبہ میں احرام باندھ کر  
لایا ہوں میں کفن میں ترا نام باندھ کر  
گھر سے گرہ میں لایا ہوں حجِ دام باندھ کر  
زعمِ کو تشنہ کام چلے دام باندھ کر  
پڑھیے دو گانہ تہیت احرام باندھ کر  
درویش کیا کریگا زحرِ نام باندھ کر



کرنے کو توبہ رکن یابی کے سامنے  
 غسل شہید عشق ہو میرا قبس پر  
 جاتا ہوں دونوں ہاتھ سرِ شام باندھ کر  
 پھینکو مجھے کفن سے تیرا م باندھ کر  
 کوہِ احد پہ فارح خندق کے روبرو  
 پتھر شکم پہ آئے ہیں خدام باندھ کر  
 کھولیں گے بعد حج رہ خیر الانام میں  
 رخت سفر جو آئے ہیں نا کام باندھ کر  
 عریانی جنوں کا تقاضا ہے یہ ضیا  
 سجے حرم میں کیجئے احرام باندھ کر

## آدابِ حرم

اگر بے شوق حج آداب بھی احرام کے سنیے  
 نماز و نیت و غسل و دعا ہر چیز افضل ہے  
 فرائض حج میں ہیں کیا آپ کے سلام کے سنیے  
 برائے حج، مگر احرام پوشی فرضِ اول ہے  
 یہی احرام ہے سب اخوت جو سکھاتا ہے  
 یہی ہے فرق نسل و رنگتِ دل سے مٹاتا ہے  
 مٹاتا ہے یہی احرام تفسیقِ من و تو کو  
 ملاتا ہے یہی احرام غیر و خویش ہر دو کو

۱۔ آدابِ احرام: حجامت بنوانا۔ زیر ناف بالوں کا لوزہ یا استرے سے صاف کرنا۔ سر پر بال ہوں تو ان کو کنگھی سے درست  
 اور صاف کرنا۔ احرام کی نیت کرنا اور احرام کی نیت سے غسل کرنا اور اگر غسل سے اندیشہ نقصان ہو تو وضو کرنا۔ غسل کے  
 بعد سے ہونے کپڑے نہ پہننا۔ محض احرام باندھنا۔ احرام میں صرف ایک تہجد جو نواف سے نختہ تک ہو باندھے اور چادر کا ندھے سے  
 اوڑھے دوسرے کا ندھے پر دو مالہ ماسے۔ یہ حالت احرام میں قطعاً برہنہ رہے۔ اگر سر پر کپڑا پڑ جائیگا تو ایک راس کی قربانی  
 واجب ہو جائیگی۔ دو رکعت نماز نفل احرام کی نیت سے پڑھنا۔ نیت احرام کی حج محض یا حج و عمرہ کی نیت کرنا۔

یہی احرام ہے وہ سادہ وہ محمود پیرا ہن  
یہی احرام ہے شاہ و گدا جس کو پہنتے ہیں  
سکھاتا ہے یہی احرام ذوقِ سلوگی سب کو  
فقط اک تمہاک چادر ہیں و احرام کے کپڑے  
یہی احرام اسبابِ تعیش سے بچاتا ہے  
نہیں احرام کی حالت میں جائز جنگ و ستیا دی  
نہ حیثِ استیں جس میں جس میں تکرہ و امن  
اسی احرام سے ماوشما یکرنگ بنتے ہیں  
اسی سے قرب حق کی ہوتی ہے آلودگی سب کو  
یہی وہ وقت حج ہوتے ہیں خاص عام کے کپڑے  
یہی احرام راہِ قرب حق سب کو دکھاتا ہے  
عبادت اور ریاضت حج میں نہ سیا ہے یہ آزادی

یہی احرام ہے جس کو لباسِ عاشقی کیے  
اسی احرام کو لذت شناس عاشقی کیے

۱۔ منیاتِ احرام :- جماع اور لوازماتِ جماع و اختلاط سے پرہیز۔ بد نگہی۔ فحش گوئی۔ فسق و فجور۔ جنگِ جدال  
قتل و قتال سے قطعاً حذر کرے۔ شکار نہ خود کرے نہ شکار کی سرغرضانی کرے۔ نہ شکاری کی اعانت کرے۔  
حرم کے حدود میں مدخنت نہ کاٹے۔ خوشبو لگانا۔ حجامت بنوانا۔ ناخن و بال ترشوانا۔ سر کو یا منہ کو ڈھانکنا  
سر پر کپڑا ڈالنا۔ اوندرھے منہ تک پہناتھا رکھنا۔ سِلے ہوئے کپڑے کرتا۔ پا جامہ۔ اچکن۔ صدری۔ پگڑی۔  
ٹوپی۔ موزہ۔ قل بوت پہننا ممنوع ہے۔ غسل بہ نیت طہارت یا خنکی کر سکتا ہے لیکن میل کچیل دھونے کی  
نیت سے نہیں۔ وارھی کا بال توڑنا۔ بھن مارنا کسی ذی روح کو مارنا منع ہے۔ عورت کا احرام بھی مردوں کی  
طرح ہے بجز اس کے کہ عورت سِلے ہوئے کپڑے اور جرابیں پہن سکتی ہے اگرچہ ٹخنے چھپ جائیں۔ عورت کو چہرے  
پر کپڑا ڈالنا یا پنکھا رخساروں سے مس کرنا جائز نہیں۔ عورت کو پردہ اس طرح کرنا چاہئے کہ کپڑا بالغات چہرہ سے  
مس نہ ہو۔ عورت حیض و نفاس کی حالت میں احرام پوشی کے وقت نماز نہ پڑھے۔ غسل صفائی کر سکتی ہے۔



پنجشنبہ ۳۔ ذی الحجہ ۱۲۸۸ھ ہجری۔ ۷۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء عیسوی

## جدہ کی آمد

نسیم صبح بٹھائے کے یہ دل کش خبر آئی  
تمنا جس کی تھی اے خوش نصیبو تم کو مدد سے  
مبارک ہو کہ اب جدہ کا ساحل آنے والا ہے  
اٹھو اے سوتے والو ہوش میں آؤ وضو کر لو  
نماز صبح سے پہلے طائف پڑھ لئے میں نے  
تجد سے سحر تک بیٹھے بیٹھے وقت گزرا تھا  
فلک سے نور کی برسی بھرن صبح طرب آئی  
سفینہ وجد میں آکر جھکولے کھائے جاتا تھا  
لب ساحل پہنچنے کی گراں تھیں قلب پر گھڑیاں  
بالآخر دس بجے کے وقت جدہ سامنے آیا  
مچا نعل ہر طرف الحمد للہ آگیا حستہ  
اٹھو اے سونے والو اب ہ پاکیزہ سحر آئی  
رہا کرتے تھے تم بچپن جس کے در و فرقت سے  
دیکھ یہ مقام خلد مسندل آنے والا ہے  
نگاہوں کو بانداز عقیدت قبلہ رو کر لو  
دفور بنجودی میں شکر کے سجدے کئے میں نے  
اثر دل پر نماز صبح میں کچھ امتلا کا تھا  
خدا کا شکر سرحد گلستان عرب آئی  
تلاطم بنجودی میں بحر یہ پر چھائے جاتا تھا  
نہیں روکے سے رکتا تھا کسی کا جذبہ پہیاں  
کسی کا لطف ہم گرتے ہوؤں کو تھا منے آیا  
امیدوں پر فضاے خلد بن کر چھا گیا جدہ

گر انکر سفینہ رک گیا وسطِ سمندر میں  
چلا کچھ دگر گاتا۔ جھومتا۔ مدھم جہاز اپنا  
جہاز آنے ہوئے کچھ اور ٹھہرے تھے سمندر میں  
ٹھہرتے ہی سفینہ کشتیوں کا اژدہام آیا  
کچھ افسر چڑھ گئے عربی حکومت کے سفینے پر  
پڑی تھی ایک بلچل ہر طرف سارے سفینے میں  
قلی نیچے سے اوپر لاد کر سامان لاتے تھے  
بہت سے بکس ٹوٹے، گٹھڑیاں بستر ہوئے زائل  
مسافر کوششیں آگے نکل جانے کی کرتے تھے  
حفاظت کے مرا سامان بھی پہنچا ناؤ کے اندر  
یہ اسٹیمر کناڑے پر قریب دوپہر پہنچا  
ہیں خوش منظر عمارت حسین جگہ کے ساحل کی

کہ گنجائش نہیں ہے بحریہ رکنے کی بندر میں  
رہا ناکام سب حسن مذاق جلد باز اپنا  
لگے تھے جا بجا یہ آہنی ڈیرے سمندر میں  
برائے بار برداری گروہ حبش قائم آیا  
سپاہی کچھ حفاظت کو رہے استادہ نیے پر  
نظر آتے تھے اکثر خالی گہوارے سفینے میں  
یہاں سے باندھ کر رستی میں کشتی میں گراتے تھے  
ہوئے برباد بی اسباب حاجی شکستہ دل  
بہت سے لوگ ٹھکراتے ہوئے سامان گزرتے تھے  
مجھے لے کر سمندر میں چلا اک تیز اسٹیمر  
خدا کا شکر یہ عاجز بھی بہت درگاہ پر پہنچا  
یہاں ہوتی ہے تفریح نظر ارباب محفل کی

یہ ساحل بہر نظر کو خوش نامعلوم ہوتا ہے  
اقامت گاہ خاصان خدا معلوم ہوتا ہے



## جَدّہ

گلشن پر بہار ہے جدّہ چمن برگ و بار ہے جدّہ  
 ہے گزرگاہِ جمعِ خوباں نازشیں و زگار ہے جدّہ  
 اس کے امن میں ہے خزانہ آب زربفت آبشار ہے جدّہ  
 ہے یمن آب سبز سے سرسبز ہمہ تن سبزہ زار ہے جدّہ  
 کشتی اہل کار و اں کے لئے ساحل خوشگوار ہے جدّہ  
 صحن بابِ حریمِ کعبہ ہے حرم نور بار ہے جدّہ  
 رحمتیں ات دن برستی ہیں ظلّ پروردگار ہے جدّہ  
 ہے میانِ مدینہ و مکہ کیا مبارک دیار ہے جدّہ  
 زائرینِ دیرنی کے لئے اک حسین رہنزار ہے جدّہ  
 عاشقانِ خدا کا مسکن ہے اس شرف پر شمار ہے جدّہ

مرحبا لطیفِ حق سے آج ضیا

اپنا دارالاسترا ہے جدّہ

خدا کا شکر محبوب خدا کا ایک شیدائی  
 کہاں اک بندہ بیکیں کہاں یہ گلشنِ جدہ  
 اتارا میرے اسٹیمر نے لا کر مجھ کو ساحل پر  
 نگاہیں محو تھیں نظارہ حسنِ عمارت پر  
 برہنہ پاؤں تھامیں تپ ہاتھافرش ساحل کا  
 ہجوم رہروان کعبہ تھا ساحل پہ ہر جانب  
 یہی خولہ شہر اک حاجی کی تھی پہلے نکل جائے  
 نکلنے کو نظر آئی نہ جب تجیل کی صورت  
 تن بے جاں میں آئی جان اسمعیل کو دیکھا  
 اشاروں میں بھجبت حل ہوئیں شواریاں ساری  
 میں فوراً سطح بندر گاہ سے باہر چلا آیا  
 سپرد اپنے معلم کے سند کی راہ داری کی

حرم کی سرزمین پر آج ہے صرف جبین سانی  
 ہے فردوس نظر فردوس زیر دامنِ جدہ  
 خوشی کا جوش تنہائی کا تھا کچھ کچھ اثرِ دل پر  
 عجب تھا کیفِ مستی عیاں رنگِ طبیعت پر  
 یہ کیا کہئے کہ تھا اس وقت کیا عالم مے دل کا  
 بھجوری کے تھے لوگ اس منزل پہ ہر جانب  
 ملے موقع تو دربانوں سے کوئی چال چل جائے  
 دکھائی دی مجھے مولانا اسمعیل کی صورت  
 جہاں برکتِ فضائے عالم تجیل کو دیکھا  
 امیدوں آرزوؤں پر ہوا اک کیفِ طاری  
 انہی محترم کو محض اپنا منظر پایا  
 ذبیح محترم نے مستقل حاجت براری کی

لے انج گرامی حضرت مولانا محمد اسمعیل بخش صاحب ذبیح بدایونی صاحب رکتی - ۱۹۷۱ء میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ  
 عزیز بخش صاحب قادری صابری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہجرت کر کے مکہ معظمہ آ گئے۔ عرصہ دراز تک آپ حرم  
 شریف کے انجیر رہے۔ اب تین ہزار ریال سالانہ پنشن پاتے ہیں۔ محلہ حیا میں مستقل سکونت رکھتے ہیں۔



پلٹ کر راہ دیگر سے پھر آئے سطح ساحل پر  
 تمام اسباب اپنا، اپنی کشتی سے کیا باہر  
 سر ساحل انہی محترم کا حکم جب پایا  
 قلی ساحل سے سب اسباب باہر میرا لے آیا  
 ذبیح باکرم مجھ سے ہوئے کچھ دیر کو رخصت  
 انہیں ملنے کی دی تھی اور کچھ احباب نے دعوت  
 نہ ہے خلق و کرم وہ میرے استقبال کو آئے  
 ز خود کعبہ سے لینے اک شکستہ حال کو آئے

## شہر جدہ

ہے جدہ باب مکہ مرکز اہل عقیدت ہے  
 یہ بندر گاہ اس ارض حرم کی ایک جنت ہے  
 یہ شہر مختصر غایت حبیب ہے خوبصورت ہے  
 بلند و خوشنما سنگیں یہاں کی ہر عمارت ہے  
 مکانات و محل اونچے یہاں ہیں پانچ منزل تک  
 ہے آبادی یہاں کی رُوح کش گلزار ساحل تک  
 نظر آتے ہیں سطح بحر سے مینار مسجد کے  
 سفینے جبکہ ساحل کے قرین معلوم ہوتے ہیں  
 سپید و صاف ہیں بام و در و دیوار مسجد کے  
 یہاں ہیں نزدیک گاہ اکثر تو نصل خانے  
 مناظر شہر جدہ کے حبیب معلوم ہوتے ہیں  
 یہاں ہیں خوشنما ہیں سارے بنگلے سارے کاٹھانے  
 بغیر صحن و روشنداں یہاں کہ نہ مکان سب ہیں  
 پرانی وضع کے بازار زیرِ سائبان سب ہیں  
 تمام اقوام کے افراد ہیں مائل بہ آزادی  
 عرب افراد کی ہے شہر میں مخلوط آبادی

ہے جڈہ کا ہر اک بازار اک مرکز تجارت کا  
 بکثرت موٹریں ہر راہ پر دن رات چلتی ہیں  
 ضرورت کی یہاں ہر چیز بازاروں میں ملتی ہے  
 یہاں اک سمت موٹر لاریوں کا شہر بستہ ہے  
 یہاں رہتا ہے مجمع روزار باب امارت کا  
 صفیں اہل شرف کی سیر ساحل کو نکلتی ہیں  
 مگر جنس و فاقہ ہندی خریداروں میں ملتی ہے  
 کرایہ جن کا جتنا بھی گراں کہئے وہ سستا ہے

یہاں سے اہ بیت اللہ سب حجاج پاتے ہیں  
 مدینے کے بھکاری دولت معراج پاتے ہیں

## حجاج کی حالت

جہاز آتے ہیں مصر و ہند سے جڈہ کے ساحل پر  
 جہازوں سے اتر کر جس قدر حجاج آتے ہیں  
 سند لے لیتے ہیں حجاج سے یہ راہداری کی  
 تمام سیاب کشتی سے اترواتے ہیں خود جا کر  
 سواری بار برداری کا نظم خاص کرتے ہیں  
 مسافر سب جب آجاتے ہیں ایوانِ معلم پر  
 نظر آتے ہیں صد ہا کارواں ہر راہ و منزل پر  
 معلم کے بکثرت کارکن ساحل پہ پاتے ہیں  
 خوش اسلوبی سے کرتے ہیں اعانت ہزاروں کی  
 ہر اک حاجی کو خود لاتے ہیں بندرگاہ سے باہر  
 تواضع میہمانوں کی بعد اخلاص کرتے ہیں  
 نظر رہتی ہے اُن کی لطف احسانِ معلم پر



کفالت کارکن خدام کی جب ختم ہوتی ہے  
 غریبوں ساوہ لوحوں کا یہاں پر ساں نہیں کوئی  
 تو نگر کیلئے راحت بھی گھر بھی ہے کھانا بھی  
 غرض اس کس مہر سی کی فضا میں گردنیں ڈالے  
 معلم جب قدم دفتر میں اپنے آکے دھرتے ہیں  
 حکومت پہلے ہر حاجی سے حج کا ٹیکس لیتی ہے  
 سعودی سلطنت نے ٹیکس یہ حج پر لگایا ہے  
 ادائے فرض پر ہے ٹیکس قائم کیا قیامت ہے  
 خدا کی راہ میں جو با خدا گھر سے نکلتے ہیں  
 حرم کی جستجو میں قافلے خانہ بدوشوں کے  
 معلم کے ترہم پر بسرِ جدہ میں کرتے ہیں  
 عجب اللہ رکھے شانِ یوانوں کی ہوتی ہے  
 خدا والوں کی سچ دھج مسلمانوں کی ہوتی ہے

عجب اللہ رکھے شانِ یوانوں کی ہوتی ہے  
 خدا والوں کی سچ دھج مسلمانوں کی ہوتی ہے

# آپ بیتی

بارشاد ذبیح محترم یہ بندہ بے زر  
معلم کے مکاں پر مجھ کو گاڑ بیان لے آیا  
معلم تھانہ کوئی کارکن پرسان یہاں اپنا  
یہاں مجھ کو میسر کچھ نہ کھانا تھانہ پانی تھا  
خیال آیا کہ بسکٹ پاس ہیں کچھ ناشتا کچھ  
مے ہاتھوں میں بسکٹ دیکھتے ہی آٹھ دس سائل  
تھے میرے ہاتھ میں چند بسکٹ دے دئے ان کو  
اسی عالم میں یہ وحشی صفت شیدائی کعبہ  
یکایک شیخ اسماعیل مولانا نظر آئے  
ابھی تک تم ہیں موجود ہو ساماں بھی رکھا ہے  
حسن نثار کو جا کر ذبیح محترم لائے

چلا جڑہ کو گاڑی پر تمام اسباب لدوا کر  
بمشکل میں نے سیان گاڑی سے اتر وایا  
زمیں تھی فرش یا اپنی ملک تھا سا بیاں اپنا  
پڑا تھا خاک پر بستر میں صرف پاس بانی تھا  
لگی ہے بھوک شدت کی برائے لگن کھا لیجے  
سوئے چاروں طرف سے دوڑ کر میری طرف مائل  
بھٹائے تھے جو پیسے نذر کچھ وہ بھی کئے ان کو  
کھڑا تھا اس تختیل میں کہ ہو کب راہی کعبہ  
مجھے دیکھا تو یہ حملے بلطوط خاص فرمائے  
معلم کیوں فرائض سے غافل ماجر کیا ہے  
مرا اسباب خود اٹھوا کے جو دفتر میں لے آئے

اللہ حسن نثار جواں عمر کی عرب ہیں آپ بعض مطوفین و مسلمین حرم کی جانب سے بدہ میں بطور وکیل کام کرتے ہیں ۱۲



حسن نشار مرد مخلص و سنجیدہ فطرت ہیں جوان تیز دست با وجاہت نیک خصلت ہیں  
 اسی قدر میں شب بھر میں ہا آرام و راحت کے یہیں اسباب بھی رکھا رہا میرا حفاظت سے  
 ریال اک دیکے اک شہری کرایہ پر فراہم کی بس اس طرح ہم نے اتنی بے کیف و بے کم کی  
 مسافر کعبہ اقدس کا ہے شب باش جدہ میں ہوائے گلشن فردوس ہے گل باش جدہ میں

## احباب بدایوں سے ملاقات

مجھے ہے یاد اب تک کیف اُس وقت ہمایوں کا ملا جدہ میں جب اک قافلہ مجھ سے بدایوں کا  
 ملے سب بعد مجھ سے یہ اہل وطن میرے بے تھے بعض اُن میں سے شریک انجمن میرے  
 ملے اقبال، احمد خان، شفقت اور غنی مجھ کو ہوئی اہل وطن کی دید سے بے حد خوشی مجھ کو

۱۰۰ حاشیہ صفحہ ۱۰۰ مؤلف کے معلم سراج سلطان کی جانب بھی آپ ہی دکیل ہیں۔ آپ ہی نے ساحل پر پاسپورٹ لیا تھا  
 اور ٹیکس دکرایہ لاری کے پانچ سو روپے آپ ہی نے جمع کئے۔ آپ ہی نے جدہ سے لاری میں سوار کرایا۔

۱۰۱ ریال حکومت عرب کا چاندی کا سکہ جو ایک روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔

۱۰۲ شہری تقریباً ۲ فٹ اونچے پاؤں کی چارپائی ہوتی ہے جو اونٹ کے دائیں بائیں باندھی جاتی ہے۔

۱۰۳ شیخ اقبال رسول صاحب زمیندار عبد اللہ گنج پرگنہ اور جہانی ضلع بدایوں۔

۱۰۴ ملا احمد جان صاحب ساکن حسن پور۔

۱۰۵ شیخ شفقت اللہ صاحب ٹھیکہ دار بدایوں۔

۱۰۶ شیخ عبدالغنی صاحب ساکن سکھایوں۔

اغزا بمبئی سے چل کے یہ خسرو میں آئے تھے  
 انھیں احباب نے مجھ سے ٹکٹ اپنے منگائے تھے  
 اسی شب کو مگر اہل وطن یہ سامنے میرے  
 روانہ ہو گئے سوئے حرم مجھ سے بہت پہلے  
 ہوئے جدہ میں اکبر راز حج یہ خود بخود افشا  
 کہ حاجی مطلقاً محکوم ہوتا ہے معسّم کا  
 خوشی اپنی بطور خود وہ پوری کر نہیں سکتا  
 ہتیا کوئی سامان ضروری کر نہیں کر سکتا

## جدہ اور نماز جمعہ

ہوئی جب صبح طالع حسرتوں کے تقاضے تھے  
 نماز جمعہ کعبہ میں کسی صورت ادائیگے  
 بہت کافی سحر سے وقت تھا مکے پہنچنے کا  
 معسّم چاہتا تو یہ سفر ہر آن مسکن تھا  
 گریہ انتخاب ناقابل حسن توجہ تھی  
 معسّم کی زبیاں پر اک صدا تھی صرف اہل کی  
 کلیجہ تھام کر ہم رہ گئے اس گیس میری پر  
 ہوا کوئی اثر اصلانہ مختار ابن شاہی پر  
 قریب دوپہر بازار میں بہر طعام آئے  
 یہاں سے جمعہ پڑھنے سوئے بعد شاد کام آئے  
 یہ مسجد جامع ہے ارفع ہے کشادہ ہے  
 تکلف سے تصنع سے بری ہے صاف سادہ ہے

لہ بدایوں میں میرے ارادہ سفر کی خبر پا کر بہت سے احباب موصلاّت و شہر کے میرے ہمراہ چلنے پر مہر ہوئے۔ چنانچہ دس  
 حضرات نے سو سو روپے کے منی آرڈر مجھے کراچی خریداری ٹکٹ کے لئے بھیجے۔ چونکہ پرمٹ سسٹم جاری ہو چکا تھا اس  
 لئے میں نے منی آرڈر واپس کر دئے اور یہیں سے روانگی کی ہدایت کی۔



اسی مسجد کے اک گوشہ میں ہے اک حوض پانی کا  
 تھی آب حوض سے نزدیک تر جو حوض کی تالی  
 یہاں آنکھوں کو پہلی بار یہ منظر نظر آیا  
 کھلے بندوں کیا ناداں نے پھر استنجد تالی پر  
 رو یہ بعد کو پھر بدویوں کا بار بار دیکھا  
 کثافت ہی کثافت حوض کے چاروں طرف پائی  
 نماز نفل مسجد میں پڑھی بعد وضو آکر  
 ملازم نے حسن نثار کے شانہ کو جنبش دی  
 کہا اس طفل نے چھوڑو نماز او چلو باہر  
 حسن کی بیٹی مسجد پہ فہمائش چلو جلدی  
 ہراساں روانہ ہو چکا تھا اور لاری میں  
 بالآخر میں نے لاری میں جگہ پائی بدشواری  
 حسن لاری میں ہم کو ٹھونس کر ہم سے ہوئے رخصت  
 وہی دو گھنٹہ تک لاری اُسی حالت میں استادہ

مرقع ہے جو تہذیب گزشتہ کی نشانی کا  
 نظر نالی میں آئی گندگی ہی گندگی خالی  
 لب حوض ایک جلشی آدمی پیشاب کر آیا  
 یہ بے شرمی گراں گزری نہایت طبع عالی پر  
 حیا و شرم کا اُن میں نہیں احساس ہی اصلا  
 نہیں اصلا صفائی کچھ یہاں ہم کو نظر آئی  
 نظر قبل نماز آیا انوکھا دوسرا منظر  
 نماز اپنی بالآخر ختم ہم نے جلدی جلدی کی  
 حسن باہر کھڑے ہیں منتظر تیار ہے موٹر  
 بہت تاخیر کر دی آپ نے جانے کو ہے لاری  
 سفر تھا مختصر لیکن حکومت کی سواری میں  
 ہر اک مرد خدا پر ہو رہا تھا یہ گدا بھاری  
 دکھائی پھر نہ چلتے وقت تک سرکار نے صورت  
 ہوا موٹر چلانے پر نہ موٹر بان آمادہ

نماز جمعہ پڑھنے دی نہ جدہ میں بھی ظالم نے  
جفا کی اور بالائے جفا یہ کیسی ظالم نے

## روانگی مکہ معظمہ

جانب کعبہ جارہا ہوں میں      دل کو کعبہ بنا رہا ہوں میں  
آرزوئے طواف کعبہ ہے      رُویہ قبلہ ہوں جارہا ہوں میں  
لب پہ لبتیک کے ترانے ہیں      صبح سے گنگنا رہا ہوں میں  
دیکھ کر اوج اپنی قسمت کا      خود بخود مسکرا رہا ہوں میں  
رج مقبول کی تمنا میں      برسوں قف عار رہا ہوں میں  
جسم عریاں پہ باندھ کر احرام      عیب اپنے چھپا رہا ہوں میں  
راہ دور و دراز طے کرے      دولت قرب پار رہا ہوں میں  
مدتوں اپنے دل کے گوشوں میں      صورت مد عار رہا ہوں میں  
گھر میں اللہ کے کروں سجدے      گھر سے اُس دُھن میں آ رہا ہوں میں  
ہاتھ میں ہے غلاف کعبہ کا      شکر کے گیت گار رہا ہوں میں  
ہوں ضیاء شادماں کہ جدہ سے      آج کعبہ کو جارہا ہوں میں



ہے روزِ جمعہ وقتِ سہ پہر ہے سخت گرمی ہے  
 لرزتے بدنِ نوح علیہ السلام حضرت حق سے  
 طوافِ کعبہ کرتے جا رہا ہے اہ وہ انساں  
 لبون کر سپینہ جسم کا سر سے ٹپکتا ہے  
 زباں پر گاہِ توبہ گاہِ استغفار ہے لب پر  
 گنہگار و خطاکار و سبہ اعمال سودائی  
 امیدِ مغفرت میں جانبِ کعبہ روانہ ہے  
 جگر میں بے حرارت چشم تر ہٹے ل میں نہی ہے  
 ہے استغفار و توبہ ہر نفس خلّاق مطلق سے  
 ہے جس کا ہر بن ہوئے بدن اک بیکر عصیاں  
 ہے شرمِ محصیت سے چشم پر غم و دل دھڑکتا ہے  
 تمام اعمالِ زشت بد کا خود اقرار ہے لب پر  
 تہی اماں شکستہ دل پریشاں حال سودائی  
 تلاشِ رحمتِ رب مدعا ہے حج بہانہ ہے

اسی عالم میں ہیں لتیک کے وردِ زباں نغے

یہی ہیں حقیقت حاصل سوزِ نہاں نغے

رواں تیزی سے موڑ رہے بڑک بھاری ساری  
 سنا ہے یہ بڑک مصری حکومت بنائی ہے  
 یہ کارِ خیر و مہاجر ہے جس کا قیامت تک  
 ہے بچتہ راستہ یہ تاحدِ آبادی مکہ  
 پہاڑی سلسلے دونوں طرف حدِ نظر تک ہیں  
 مسافر کو نہیں ہے اہ چلتے کوئی دشواری  
 رقمِ تعمیر میں اوقافِ سابق کی لگائی ہے  
 رسائی بانیانِ راہ کی ہے باغِ جنت تک  
 سفر کر لیتے ہیں طے دمِ زدن میں راہی مکہ  
 جبالِ خشک یہ اللہ کے مسعود گھر تک ہیں

منازلِ اہ میں ہیں جا بجا چلنے ٹھہرنے کو پولیس کی چوکیاں بھی ہیں حفاظت سب کی کرنے کو

قریب عصر لاری آگئی مکہ کی سرحد پر

ہوا اک جد طاری عاشقانِ ایت ایزد پر

لبِ حجاج سے لبتیک کا رستہ غل اٹھا حرم کی یاد میں ہر عاشق شاہِ رسل اٹھا

ہے یہ وایک گھنٹے کا سفر جدہ سے مکہ تک عجب جنتِ نشان ہے ہنرِ جدہ سے مکہ تک

معلم کے مکان تک آنے والی لاریاں پہنچیں حضورِ رب کعبہ سیکسوں کی زاریاں پہنچیں

مطہوت جا بجا راہوں پہ استادہ نظر آئے نظر کے سامنے اہل حرم کے بام و در آئے

معلم محو استقبالِ عشاقِ الہی تھے عیاں طرزِ تکلم سے نشانِ خیر خواہی تھے

مسافر گھنٹہ گھنٹہ لاریوں سے سب اتر آئے سڑک پر خاص کار بندے معلم کے نظر آئے

یہ عاجز بھی سواری سے اتر کر جو خیرت تھا معلم سے تعارف دیکھئے کس طرح اب گھا

قریب اپنے مجھے محمود کی صورت نظر آئی دل خود رفتہ نے اک لذتِ صبر و سکون پائی

کہا محمود نے مجھ سے کہ یہ عورت جو آئی ہے معلم کی فرستادہ تمہیں لینے کو آئی ہے

اے شیخ محمود صاحب عربی نژاد و نوجوان صابراہ ہیں۔ حضرت اسمعیل الذبیح کے پرورش یافتہ ہیں۔ انہیں کے یہاں رہتے ہیں۔ فی الحال موٹر ڈرائیور ہیں۔ برادر محترم نے ملاقات کرائی۔ میرا تمام سامان محمود صاحب نے ہی جدہ سے مکہ معظمہ اپنی لاری پر پہنچایا۔



ہے یہ محمود اسماعیل کا آغوش پروردہ  
 سراج الدین سلطان نام ہے میرے معلم کا  
 چلا عورت کے پیچھے پیچھے میں سلطان کے گھر کو  
 زمین مگر پر آنکھوں کے بل چلنے کی حسرت تھی  
 سراج اپنے مکان سے غیر حاضر تھے میں جب پہنچا  
 نہایت صاف اردو میں کہا یہ اہل خانہ نے  
 کہا میں نے مرا اسباب اسماعیل کے گھر ہے  
 نماز ظہر پڑھنے کے لئے جب عرض کی میں نے  
 اذان عصر کعبہ میں ابھی تک ہو نہ پائی تھی  
 بڑھے میں نے بجائے کعبہ فرض ظہر اس گھر میں  
 نماز ظہر سے میں نے فراغت اس طرف پائی  
 صبا پردہ سے آئی، ہیں یہ اسماعیل کے بھائی  
 کہا میں نے کہ یا حضرت ضیاء القادری ہوں میں  
 سراج اپنا بتایا نام مجھ کو میرے رہبر نے

جوان عمر اور اردو دان کسی کا تربیت کردہ  
 نہایت منضبط ہر کام ہے میرے معلم کا  
 مگر جوش تو خوش تھا نہایت قلب مضطر کو  
 یہاں ہر رگہ زمین سے لئے گلزارِ حُبّت تھی  
 درونِ خانہ رک رک کر یہ تعظیم و ادب پہنچا  
 یہاں اسباب لے کر کیوں نہ آئے آپ کیا جانے  
 ذبیح محترم سیرا بدایونی برادر ہے  
 کہا ہے وقت باقی آپ نے رافضی پڑھ لیجے  
 مقدّر میں ادا پڑھتا نماز ظہر آئی تھی  
 قضا ہونے کا اب خطر نہ تھا کچھ قلب مضطر میں  
 ادھر اک مردِ خوش اندام کی صورت نظر آئی  
 سحر سے فکر تھی جن کی تمنا سے قلب پر چھائی  
 حرم میں آج حاضر اے نہ ہے خوش قسمتی ہوں میں  
 کیا پھر چائے نوشی کا تقاضا بندہ پروردہ

کہا میں نے مقدم ہے طوافِ کعبہ کر لینا  
 بجلت ان کی ہمراہی میں گھر سے میں نکل آیا  
 ذبیح محترم کو تھی سحر سے جستجو میری  
 باطمینان میں ایوانِ لطف و جود تک پہنچا  
 پھر اس کے بعد میری تشنہ کامی کی خبر لینا  
 محل پر پھائی اسمعیل کے پھر بر محل آیا  
 ابھی حامد میاں سے ہو رہی تھی گفتگو میری  
 محمد اللہ مسافر منزل مقصود تک پہنچا

## کعبہ

اللہ اللہ شرف و عز و علائے کعبہ  
 خلد بر کف نظر آتی ہے فضائے کعبہ  
 وقف ہر عزت و عظمت ہے برائے کعبہ  
 جلوہ گر آنکھ میں ہے نورِ خدائے کعبہ  
 موجزنِ قلب میں جوش و لائے کعبہ  
 اے میں قربانِ شرفِ ادی بے آ و گیاہ  
 ساغرِ آبِ بقا کو زہ آبِ زمزم  
 بیتِ مہمور فرشتوں کا عبادت خانہ  
 خالقِ کعبہ ہے خود صرفِ ثنائے کعبہ  
 تابشِ عرشِ معلیٰ ہے ضیائے کعبہ  
 پرچمِ نصرتِ باری ہے لوائے کعبہ  
 چشمِ مشتاق ہے مائل بہ لقائے کعبہ  
 حاضرِ کعبہ انور ہے گدائے کعبہ  
 ہے بہارِ چمنِ خلدِ فدائے کعبہ  
 زندگی بخش جہاں آب و ہوائے کعبہ  
 قبلہٴ جن و بشر سجدہ سرائے کعبہ



مہبط نور خدا قبلہ عالم ہے یہی  
 یادگار ابد آثار خلیل رحمان  
 مذقوں بعد ہوئی مسجد اقصی تعمیر  
 بیت معمور پہ ہے عرش خدا کا سایہ  
 جس کو کہتے ہیں بعنوان ادب ہم زمرم  
 امت ساقی کوثر کا ہے مکہ مرکز  
 چومتا ہے کوئی عاشق حجر اسود کو  
 شور لبیک کی ہے گونج حرم سے عرش  
 حج کارماں ہے مدینہ کی تمنا ہے ضیا  
 ہے زمین بوس حرم مدح سراے کعبہ  
 کیوں کہیں سر کو جھکا دوں میں سوائے کعبہ  
 قبلہ و قبلہ نما باب عطاءے کعبہ  
 پہلے قائم ہوئی دنیا میں بتائے کعبہ  
 سہرا سلام پہ ہے نخلِ روائے کعبہ  
 ہے یہ اے تشنہ لبو آب بقائے کعبہ  
 ہر مسلمان ہے سرشارِ ولائے کعبہ  
 کوئی آنکھوں سے لگاتا ہے روائے کعبہ  
 دُور رس کتنی ہے آوازِ گدائے کعبہ  
 ہے زمین بوس حرم مدح سراے کعبہ

## بیت اسماعیل

مرے ہمراہ سلطان بیت اسماعیل پر آئے  
 ہوئے مکہ مکان آکر قوائے منتشر میرے  
 مجھے دیکھا تو سب یار و احباب خوش نظر آئے  
 یہاں حامد میاں زاد میاں تھے منتظر میرے

اے معلم سراہ سلطان۔ مکہ مکان محمد اسماعیل فرج۔ تھے مولانا عبدالحامد قادری۔ تھے مولانا زابد میاں فرزند مولانا عبدالحامد۔

کراچی میں مجھے حامد میاں پہنچانے آئے تھے  
سفینہ سے عیاذاً آپ طیارہ سے اُڑ آئے  
جہاز آنے سے پہلے مجھ کو لینے آپ آئے تھے  
یہاں اک روز کی تاخیر سے میرا جہاز آیا  
ذبیح محترم نے کی تو اسٹج چلے نوشی کی  
کہانیں نے طواف کعبہ کرنا ہے ابھی مجھ کو  
زہے شکر و سپاس حق وہ ہنگام سعید آیا

مگر مکہ میں مجھ سے پیشتر تشریف لائے تھے  
ملا اہل وطن سے میں سفر کے سب مزے پائے  
مگر اس وزجدہ تک مسافر آنے پائے تھے  
نظر جسدہ میں باب رحمت حق مجھ کو پا کر آیا  
خدا نے آبرورکھ لی مگر میری شجوشی کی  
بانداز طرب سب نے اجازت اس کی دی مجھ کو  
حرم تک خاکبوس کعبہ رب مجید آیا

## طوافِ قدم و سعی صفا

و سنو تازہ کیا، کعبہ کو ہمراہ سراج آیا  
مطوف ہاتھ لیکر ہاتھ میں، نکلا حویلی سے  
کہا مجھ سے عائن چڑھوں میں آپ بھی چڑھئے  
بلال حق سے کانپا چار ہاتھ اتن بدن میرا  
حرم کی باتیں طور نظر معلوم ہوتی تھیں

گداے کعبہ سوئے کعبہ مقصود آن چکا آیا  
دبایا میرے دست است کو اپنی پتیلی سے  
ہرے ہمراہ کعبہ کی طرف تعظیم سے بڑھئے  
زخود قابو سے باہر تھا مرا نطق و دہن میرا  
نگاہیں خاکبوس رنگرز معلوم ہوتی تھیں



و فور بخودی میں گم حواس ہوش میں سارے  
 ابھی دل محو تھا، مائل تھا میں لبیک خوانی پر  
 ہو اداخل حرم میں اس درانور سے یہ عاجز  
 رواں شبنم امت چشم تر سے جتنے ہوتے تھے  
 وہ مجرم تیرا یارب! آگیا ہے اب ترے گھر میں  
 میں بد اعمال ہوں لی سراپا جرم و عصیان ہوں  
 معاف اے بت کعبہ کر مرے سارے گناہوں کو  
 مطوف نے کہا پڑھے دو گانہ شکر باری کا  
 نوافل سے ہو ا فارغ تو فرمایا معلم نے  
 میں تھا خود رفتہ کعبہ کو اٹھا کر جب نظر دیکھا  
 تھی ل پر بخودی طاری فروغ ذات مطلق سے  
 مطاف قدس میں آیا تو آنکھیں ہو گئیں روشن  
 غلاف کعبہ دیکھا آنکھ کی پتلی چمک اٹھی  
 مطوف نے طواف کعبہ کی نیت جو بندھوائی

رخ مجرم پہ تھا رخشاں سپینہ شرم کے مارے  
 مطوف نے کے آیا مجھ کو باب اقم ہانی پر  
 رہا مجبور اپنے دیدہ ہائے تر سے یہ عاجز  
 مرے اعمال بد از خود مری حالت پر روتے تھے  
 ازل سے نام ہے جس کا گنہگاروں کے دفتر میں  
 مگر تجھ سے تری حمت تری بخشش کا خواہاں ہوں  
 غلاف کعبہ کے اندر چھپا لے رو سیاہوں کو  
 یہی موقع ہے فریاد و فغاں کا آہ و زاری کا  
 یہ کعبہ ہے طواف کعبہ کرے باادب چل کے  
 تھا کعبہ سامنے کعبہ نہیں میں نے مگر دیکھا  
 مری آنکھوں پر پڑے پڑ گئے تھے ہیبت حق سے  
 نظراب بقعہ نور و ظہور آیا ضیاء افکن  
 مشام جاں معطر ہو گیا ایسی ہرک اٹھی  
 محاذ سنگ اسود سے تجلی اکب نظر آئی

جدا گانہ دعا ہر شوق پر تلفت بین ہوتی تھی  
 مناجات مسلسل سے ہوتا بارِ معاصی کم  
 مطوف ملزم پر بعدہ بہر دعا لایا  
 نظر کعبہ پہنچی آنکھوں میں آنسو لب پہ چمکی تھی  
 یسین میں نے نمازِ عصر بھی تنہا ادا کر لی  
 طواف کعبہ سے فارغ ہوئے الحمد للہ ہم  
 یقیناً ہر دعا یہ زنگِ عصیان دل سے ہوتی تھی  
 ہوئے فارغ بحمد اللہ طوافِ اقلین سے ہم  
 یہاں سوز و گداز روح افزا قلب میں پایا  
 تضرع کا عجب عالم تھا، حالت غیر دل کی تھی  
 طواف کعبہ کا فوراً دو گانہ مجھ سے پڑھوایا  
 جماعت ہو چکی تھی کعبہ والے ہر نمازی کی  
 کریں کس منہ سے اُس نعمت پر شکر ریت کعبہ ہم

## بیت اللہ

یہ کعبہ جس کا جہاں میں ہے نام بیت اللہ  
 ہے نزدِ عالم اسلام بزمِ عالم میں  
 نہ ہے وقارِ حلیم و مقامِ ابراہیم  
 خدا گواہ ہے کہ تا انعقادِ روزِ قیام  
 مزا ہے جینے کا گریوں بس رہوں لیل و نہار  
 ہے عرفِ عام میں بیت الحرام بیت اللہ  
 مقامِ حمد کا قائم معیت نام بیت اللہ  
 ہیں مثل کعبہ یہ حسبِ اتمام بیت اللہ  
 رہیگا سجدہ گہ خاص و عام بیت اللہ  
 رہے بہشتِ نظر صبح و شام بیت اللہ



سجود شوق کو دے اے سر نیاز نوید  
 ہوئی قبول دعائے خلیل بن کے رہا  
 سکون عافیت و امن کی جہاں کو نوید  
 وقار و جاہ و جلالت میں نزد اہل صفا  
 ہو صرف سجدہ ادب کے جبین سجدہ گزار  
 ضحیا! تجلی ایمان سے دل منور کر  
 جہاں میں سب کے ہے اعلیٰ مقام بیت اللہ  
 مقام مولد خیر الانام بیت اللہ  
 ہے بزم دہر میں دار السلام بیت اللہ  
 ہے مثل عرش علی لا کلام بیت اللہ  
 ہے مرکز شرف احترام بیت اللہ  
 ہے طور جلوتہ رب انام بیت اللہ

## طوافِ قدوم

ہیں دلوں میں طوافِ قدوم کے  
 خود رفتگی میں رکن میمانی کو چوم کے  
 آزاد رو ہیں، بندہ ہیں، احرام بند ہیں  
 کعبہ کو تکتے جاتے ہیں شوق طواف میں  
 مکہ وہ بحر معرفت کردگار ہے  
 دن رات پنجگانہ نمازیں ہیں اور طواف  
 رکھتا ہوں پاؤں سونے حرم جھوم جھوم کے  
 کرتا ہوں میں طواف حرم جھوم جھوم کے  
 پاسبند ہم نہیں ہیں رواج و رسوم کے  
 تہاجر مشعل قبلہ نما گھوم گھوم کے  
 دریا ہے جہاں سے ہزاروں علوم کے  
 جلسے حرم میں روزیہ ہوتے ہیں فہوم کے

کعبہ میں روشنی سراج منیر نے چمکائے نصیب ہرے بخت شوم کے  
 زوار کعبہ کرتے ہیں سجدے حلیم میں کعبہ کے گرد صورت پر کار گھوم کے  
 چل پھر رہے ہیں شانہ بشانہ مطاف میں حجاج ہند و مصر و ملایا و روم کے  
 زمزم پہ بھیڑ کعبہ میں ہے اژدہام عام  
 ہیں پاکباز لوگ ضیاء اس ہجوم کے

## طواف

خوش نصیبی کا ہے اپنی اعتراف کر رہا ہوں آج کعبہ کا طواف  
 سامنے صورت ہے بیت اللہ کی عرش کے جلوے نظر آتے ہیں صاف  
 اللہ اللہ ایک سجدے کا ثواب ہوتی جاتی ہیں خطائیں سب مٹا دے  
 قدر کعبہ، کعبہ والے کی قسم! ہے مسلم چین سے لے تا یہ قاف  
 فرض ہے کعبہ کا مسلم مستحکم کرنے آف مولا کی مرضی کے خلاف  
 ترکی و ہندی یہاں سب ایک ہیں گم ہے نسل و رنگ کا ہر اختلاف  
 سب ہیں یکساں جامہ احرام میں سید و افغان و شیخ و نور بان



مسکت حجاج میں ہیں مسترم  
کیوں کریں لب تشنہ ارمان طہور  
آگیا کعبہ جھکا فسرق نیاز  
کعبہ ہے یوں مرکز روئے زمین  
چلئے ماہ صوم میں سوئے حرم  
مال و زر بھٹتے ہوئے حج سے گریز  
رحمت رب کے تصدق جائیے  
دے رہا کاف کعبہ کی زکوٰۃ  
ہوں تیر میز اپ رحمت ترار زار  
اے خدا! عاصی کا حج مقبول کر

طوف و زمزم، ملتزم، رکن مطاف  
جام زمزم ہے یہاں جام سلاط  
خاک کے پتلے نہ کر لاف و گزاف  
جسم انسانی میں ہے جس طرح ناف  
کیجئے کعبہ کے اندر اعتکاف  
ہے یہ منعم! حکم حق سے انحراف  
دل میں پیدا کر دیا ذوق طواف  
پڑھ رہا ہوں ان دنوں چالیس کاف  
ہاتھ میں تھامے ہوں کعبہ کا غلاف  
مرحمت کر اتقا، زہد و عفاف

۱۔ حرم اطہر میں وہ کنواں ہے جو حضرت سیدنا اسماعیل ذیج اللہ علیہ السلام کی خاطر رب تعالیٰ نے مکہ کے بے آب گیا  
کوستان میں پیدا کیا۔ آپ زمزم کے فضائل و برکات سے شمار ہیں۔  
۲۔ ملتزم وہ حصہ زمین جو حجر اسود دور و آذہ کعبہ کے درمیان ہے۔  
۳۔ رکن؛ بیت اللہ شریف کے گوشوں کو رکن کہتے ہیں۔ رکن عراقی۔ رکن شامی۔ رکن یمنی، یہ تین گوشے رکن کہلاتے  
ہیں۔ چوتھا گوشہ حجر اسود ہے۔  
۴۔ وہ سنگ مرمر کا دائرہ جس پر طواف کرتے ہیں مطاف کہلاتا ہے۔ ۵۔ جام سلاط اشیرہ انگور کا پیالہ۔

کثرتِ عصیاں کے باعث اے کریم!  
 خوفِ عقبے سے ہے لرزہ جسم میں  
 صدقہ ابراہیم واسمعیلؑ تو  
 رحمۃ اللہ علیہ میں کا واسطہ  
 نیتِ حج کر کے نکلا ہوں کریم!  
 کرج مبرور سے فائز مجھے  
 بعد حج یارب ضیا کی ہے دعا  
 چشمِ عالم میں ہوں مجوب و خفاف  
 اللہم نجتنا من الخفاف  
 میرے عصیاں کر دے یارب معاف  
 کر دے نگِ محصیت کے دل کو صاف  
 راستہ ہے مثل میدانِ مضاف  
 رازِ بخشش کر دے مجھ پر انکشاف  
 گنبدِ خضر کا حاصل ہو طواف

## سعی صفا و مَرَوَہ

طوافِ کعبہ کر کے جب اُفارغ یہ شیدائی  
 ادائے شکرِ رب پر قلب تھا بسیاختہ مائل  
 حرم کا گوشہ گوشہ مجمعِ حجاج سے پُر تھا  
 مطوّف مجمعِ حجاج سے باہر مجھے لایا  
 نگاہوں میں تجلی دل کے انہر روشنی پائی  
 حرم کی تابشوں سے دل کو ہوتا تھا سکون حاصل  
 اسی انوہ میں پہاں مرا ذہن و تصور تھا  
 باخلاصِ محبت پھر لب شیریں سے فرمایا

اے الٰہی خطرہ عقبے سے دے نجات مجھے۔



مبارک ہو طواف کعبہ کی یہ آپ کو عزت  
 ہمیشہ گلشنِ ارضِ حرم میں پھولنے پھلنے  
 معلّم لے کے مجھ کو جانبِ باب الصفا آیا  
 دمِ سخی صفا نیچی معلّم میرے رہبر تھے  
 یہاں دیوانگانِ عشق کے جھگڑا نظر آئے  
 صفا سے تاحِ مروہ باندازِ نقیبانہ  
 دمِ سخی صفا وہ جذبہٴ رقتا رہوتا ہے  
 روشِ احرام پوشوں کی عجب مستانہ ہوتی ہے  
 دعائیں درِ لب ہیں بھلا گتے جاتے ہیں سودائی  
 صفا مروہ کے ہیں سیات چکر اتنے طولانی  
 خدا شاہِ صفت حجاج میں ہیں آپ نوحِ شمسیت  
 مرے ہمراہ آبِ سخی صفا کے واسطے چلے  
 دعا خوانی کا اندازِ کہن تلقین فرمایا  
 یہ مردِ نیک نوسلطانِ مطوّف کے برادر تھے  
 جدھر دیکھا اُدھر احرام پوشوں کے پرے پائے  
 رواں تھا اک نئی سحر و جھج سے ہر دم ہوش و دیوانہ  
 جنوں عشق کا ہر گام پراظہار ہوتا ہے  
 عیاں ہر ہر قدم پر مستی زندانہ ہوتی ہے  
 پھر تپتے تپتے مرضیٰ حق ذوقِ بنیائی  
 کہ ہو جاتے ہیں اکثر نوجوانوں کے بدن پانی

۱۔ باب الصفا حرم کعبہ کے ۲۳ دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ہے جو کہ صفا کی جانب ہے۔  
 ۲۔ شیخ محمد یحییٰ صاحب خلیق و با محبت بزرگ ہیں۔ معلّم سراج سلطان صاحب کے سارے ہیں۔ اس فقیر کو  
 طوافِ قدوم سراج سلطان صاحب نے کرایا۔ مگر سخی صفا اور بکثرت طواف۔ عرفات میں جبلِ رحمت کی  
 دعائیں آپ نے ہی تلقین فرمائیں۔

۳۔ صفا مروہ مکہ معظمہ کے وہ مقدس پہاڑ ہیں۔ جن پر حضرت سیدہ ابرہہ بی بی نے حضرت سیدنا ذبیح اللہ اپنے  
 فرزند کی حالتِ تشنگی دیکھ کر بابر چکر لگائے تھے۔

مسافت کرتے ہیں خم و رفتگی میں طے یہ یوانے  
 لگائے تھے صفامر وہ پہ چکر ہاجرہ بی نے  
 خدا دیتا ہے وہ طاقت ضعیفوں ناتوانوں کو  
 دم سچی صفا تھا کیفیت باطن وہ مجھے حاصل  
 عجب ہیں ساز و سامان حق کی میرج صبح کے  
 شرفیاب ثواب حج ہوئے لطف خدا سے ہم

نظر آتے ہیں عقل و ہوش سے عشاق بیگانے  
 اُسی سنت کو جاری کر دیا سرکار اُمی نے  
 شکستہ پایہ لٹھے مات دیتے ہیں جوانوں کو  
 ہوا اصلانہ دل آرائشیں بازار پرمانی  
 طواف کعبہ وسیع صفادور کن ہیں حج کے  
 ہوئے فارغ طواف کعبہ سچی صفا ہے ہم

## صفا و مر وہ

صفائے قلب کا ساماں ہیں آثارِ صفامر وہ  
 حرم کی تابشیں جلوے عیاں ہیں عرشِ اعظم کے  
 ملائک چن انساں سرسجدہ پائے جاتے ہیں  
 نہ کیوں ٹھنڈک بیاں پہنچے دلوں میں آتش گل سے  
 بیاں اک نرخی پر ہوتا ہے سودا دین دنیا کا  
 بیاں ہر سنگریزہ طور پر سر، نور در بر ہے

منور کرتے ہیں سینوں کو انوارِ صفامر وہ  
 صفیں حجاج کی ہیں محو دیدِ صفامر وہ  
 ہے اب تک کعبہ راغوش کسارِ صفامر وہ  
 کہ ہے گلزارِ ابرہیم گلزارِ صفامر وہ  
 عجب ہے دلکش و محبوب بازارِ صفامر وہ  
 تجلی گاہِ عرش رب ہے کسارِ صفامر وہ



ہیں نورانی ستارے شمع بردارِ صفا مڑوہ  
 طلب کرد دولتِ ایماں طلبکارِ صفا مڑوہ  
 لٹا لٹل و گہرا بر گہرا بارِ صفا مڑوہ  
 سمجھ میں کس کی آسکتے ہیں سرارِ صفا مڑوہ  
 ضیا اگرے نظر میں جذبِ انوارِ صفا مڑوہ

فلک کرتا ہے نظم روشنی ہر شب یہاں شاید  
 دم سچی صفا دامن بڑھا کر رب کعبہ سے  
 گھٹا بن کر جہاں سے ناٹھ پڑیں مزارِ رحمت پر  
 رموزِ قرب حق کا ذرہ ذرہ ہے یہاں حائل  
 خلیں رب کعبہ کی زیارت ہے اگر کرنا

## بازارِ مسعی

کہ ہر اہل نظر ہے مجھ جلوہ شاد و خرم ہے  
 یہی ہے جگمگاتے جس میں خلائوں کے رہتے ہیں  
 مقرر نرخ ہوتا ہے یہیں ہر جنس عقیقی کا  
 وہ اپنے رب کے سودائے فردوس بریں کرتے  
 یقیناً بے اثران کی دُعائیں ان کی آہیں ہیں  
 جنوں عشق کی تصویر دل میں خود اتر آئی  
 ہمیشہ خار دامنِ جُتہ و عمامہ رہتا ہے

صفا سے تاحدِ مڑوہ لطافت کا یہ عالم ہے  
 حسین و خوشنما بازارِ مسعی جس کو کہتے ہیں  
 اسی بازار میں ہوتا ہے سودا دین و دنیا کا  
 نظر جو رونق بازار کی جانب نہیں کرتے  
 دم سچی صفا بازار پر جن کی نگاہیں ہیں  
 یہاں سچ دھج عجیبِ حرام پوشوں کی نظر آئی  
 یہاں دیوانگانِ عشق کا ہنگامہ رہتا ہے

ہزاروں مست بخود دوڑتے پھرتے ہیں مستی میں  
 یگانوں سے یہاں ہر ایک بیگانہ نظر آیا  
 صفامروہ کا سارا راستہ فردوس منظر ہے  
 نئی آرائشوں سے ہر دکان آئینہ خانہ ہے  
 ہر اک دکان پر ہے قیمتی ہر قسم کا سامان  
 یہاں یورپ سے امریکہ سے ہر سامان آتا ہے  
 مسقف سائبان نو سے یہ بازار ہے سارا  
 خریداری بھی ہے، سعی صفامروہ بھی جاری ہے  
 غرض اس گہر پر عاشقوں کی بھیڑ رہتی ہے  
 کبھی کعبہ طواف کعبہ سے خالی نہیں رہتا

مئے توحید کھپتی ہے صفامروہ کی بستی میں  
 جسے دیکھا وہ اپنے رب کا دیوانہ نظر آیا  
 دور وہ ہے حسین بازار جو بہتر سے بہتر ہے  
 یہاں کا جو ہری بازار قدرت کا خزانہ ہے  
 خریداروں کا ہے موجود مجمع ہر طرف ہر آن  
 یہاں دولت لٹانے حق کا ہر مہمان آتا ہے  
 عجب پر کیف ہوتا ہے یہاں اتوں نظارا  
 کوئی حرف تبسم، کوئی محو اشکباری ہے  
 شعاع حسن مطلق کی یہاں اک نہر بہتی ہے  
 کبھی کم سلسلہ سعی صفا کا بھی نہیں رہتا

## حرم محرم کی نمازیں

ہوائیں سرد ہیں، ہے نور کا ترکا، اندھیرا ہے  
 نکل آیا ہے اوج آسمان پر صبح کا تارا  
 سیاہی ات کی کم ہوتی جاتی ہے سویرا ہے  
 کواکب میں ہے نور ذات مطلق انجمن آرا



تجد پڑھ رہے ہیں مردِ شب بیدار کعبہ میں  
 ابھی سارا جہاں مائلِ خوابِ استراحت ہے  
 ابھی سنسانِ عالم ہے سناٹا سناچھایا ہے  
 یکایک کعبہ اقدس سے آوازِ اذان آئی  
 مؤذنِ بحرِ اودی میں کہتا ہے اذانِ حرم  
 صدا تکبیر کی تا حدِ اورج عرش جاتی ہے  
 حرم کی ہر اذان اک نغمہ توحید ہوتی ہے  
 سحر کو اس اذان سے سونے والے جاگ جاتے ہیں  
 نمازی ہر طرف سے ڈھل کے آجاتے ہیں کعبہ میں  
 معلم خود مصلے جا بجا اپنے بچھاتے ہیں  
 دروین کعبہ نورِ عجب شانِ خدا دیکھی  
 یہاں شانہ بشانہ ہر خدا والا نظر آیا  
 جہاں بھر کے مسلمانوں کا مرکز آج کعبہ ہے  
 زیادہ سے زیادہ ہندی مصری جاوی ہیں

ابھی ہیں شمع برکتِ قدرتی انوار کعبہ میں  
 ابھی ہر نیند کے ماتے پہ غالبِ جوشِ غفلت ہے  
 پہاڑوں پر ابھی زلفِ شب یلدا کا سایہ ہے  
 صدائے حق یہ مینارِ حرم سے بے گماں آئی  
 فضا ئے مکہ پر ہوتا ہے طاریِ وحد کا عالم  
 خدائی ایک کیفِ خاص ان نعموں میں پاتی ہے  
 تڑپ جاتی ہے جاں ایمان کی تجدید ہوتی ہے  
 فرشتے مل کے تسبیحِ خدا کے آگ گاتے ہیں  
 وہ جوشِ قسمت ہیں جو موزونِ جگہ پاتے ہیں کعبہ میں  
 نمازی جا نمازوں پر صفیں آکر بچھاتے ہیں  
 بزرگی برتری بے مانگی غرقِ فنا دیکھی  
 نہ اک ادنیٰ نظر آیا نہ اک اعلیٰ نظر آیا  
 حقیقی سجدہ گاہِ صاحبِ معراج کعبہ ہے  
 تمام اقوام کی قلت پہ یہ افرادِ جاوی ہیں

ہے فرق نسل و رنگ جنس، لیکن نقش باطل ہے  
 حرم کعبہ عالی میں دنیا کی سمائی ہے  
 نمازیں پنجگانہ پڑھتے ہیں لاکھوں خدا والے  
 اذانیں اور نمازیں لاؤڈ سپیکر سے ہوتی ہیں  
 مصطفیٰ چاروں مذہب کے تھے بیت اللہ میں پہلے  
 سمائی ہے بلا کی خود سری مخلوق کے سر میں  
 سروں کو وقت سجدہ پاؤں سے ٹھکرایا جاتا ہے  
 نماز فرض کی بے وقتی کو آہ، کیا کہئے!  
 حرم میں گرچہ اتنی احتیاط اک گونہ مشکل ہے  
 جماعت میں کہاں ہے اختلاط مرد و زن جائز  
 نماز مسجد بیت المحرام، اللہ شاہد ہے  
 یہاں اک لاکھ گونہ اجر ہے ایک ایک رکعت کا  
 عبادت کو یہاں مثل عبادت چاہئے کرنا  
 مگر اکثر نمازوں کی یہاں توہین ہوتی ہے

برب کعبہ! جس کو دیکھئے کعبہ پہ مانس ہے  
 خدا کے گھر میں سجدہ کرنے کو حاضر غائبی ہے  
 کھڑے ہیں بوقت صبح بصف بصف گورے ہیں کالے  
 یہ تازہ بدعتیں ہیں حرم ملت کا کھوتی ہیں  
 نماز اب پڑھتی ہے امت امام نجد کے پیچھے  
 نمازوں کا ثروت معدوم ہے اللہ کے گھر میں  
 صفوں کے سامنے سے کوئی جاتا کوئی آتا ہے  
 خود اس حرم عمد کو اپنی دانستہ خطا کہئے  
 مگر پاس شریعت حاصل ایمان کامل ہے  
 مگر حد حرم میں ہے یہ شاید مطلقاً جائز  
 نہایت قیمتی ہے حد مبارک اے موحّد ہے  
 ثواب اللہ دیتا ہے یہاں بجد عبادت کا  
 یہاں قرب خدا کا راز ہے سجدہ میں سر دھرنا  
 مصطفیٰ کی یہاں رفتار ہے آئین ہوتی ہے



صفوں کو بے تحاشہ چیر کر آگے کو جاتے ہیں  
 صفوں کو روندنا آگے کو بڑھتا ہے ہر اک بھائی  
 انہیں میں چاہتا ہے بیٹھنا ہر مرد خود مطلب  
 نمازوں میں سبک فاریاں ہر دم یہ رہتی ہیں  
 نہیں ہوتے ادا الفاظ بھی تو منہ سے ریلے میں  
 مسلسل ابتدا سے ختم تک رہتے ہیں حرکت میں  
 نظام اچھے سے اچھا بھی بیان نا کام رہتا ہے  
 حرم میں رو قبیلہ ہیں صفیں حرام نصیبوں کی

نمازی دیر کر کے گھر سے جو مسجد میں آتے ہیں  
 یہ حالت صوپ کے اوقات میں اکثر نظر آتی  
 بکھے ہوتے ہیں لاناؤں میں کثرت نمازی سب  
 جماعت میں خلل اندازیاں یہیم یہ رہتی ہیں  
 حضوری اور کیسوئی میسر کیا ہوا ایسے میں  
 بکثرت بدوی و مصری و جاوی ہر جماعت میں  
 نمازوں میں غرض یہ انتشار عام رہتا ہے  
 نمازیں اے خدا! مقبول فرما ہم غریبوں کی

## نمازیں و دعائیں

تکبیر اذان کی گونجتی ہیں ہر وقت ایسے کہتے ہیں  
 زقار حرم کی رہتی ہیں مقبول دعائیں کہتے ہیں  
 گلزارِ جنات سے آتی ہیں گلپاش ہوائیں کہتے ہیں  
 دن رات برستی رہتی ہیں رحمت کی گھٹائیں کہتے ہیں

مائل بہ نماز و سجدہ ہیں کعبہ کی فضائیں کہتے ہیں  
 مہربان اجابت ہتی ہیں اُمت کی صدائیں کہتے ہیں  
 جنت کے شگفتہ پھولوں کی ہوتی ہے نچھاور لڑو سے  
 رہتا ہے غلاف کعبہ پر انوارِ الٰہی کا سایہ

احرام جسے ہم کہتے ہیں احرام ہے ملبوسِ حُتّ  
 مقبول نمازیں ہوں ساری سبج کا شغل رہے جاری  
 منہ کمرے کے جوٹے کعبہ بھی ہم سر کو جھکائیں کعبے میں  
 مجھ کو گناہوں سے ہو کر توبہ تو کرے رو رو کر  
 قوسین و فی کے جلوہ سے حجاج کی آنکھیں سو روشن  
 اے جو نسیمِ خلد بکفِ طیبہ سے صفا مروہ کی طرف

پاتے ہیں خدا سے یہ حاجی بخشش کی قبا میں کعبے میں  
 اللہ کرے حجاج کے سب بارمان برائیں کعبے میں  
 سجدوں کی تمنا دل میں بے قدسی نظر آئیں کعبے میں  
 بن جائیں معافی کا مژدہ مجرم کی خطائیں کعبے میں  
 سرکارِ مدینہ سے اک ن تشریف لائیں کعبے میں  
 حُتّ فرشتے لاا کر خود پھول چڑھائیں کعبے میں

ہر رات غلافِ کعبہ پر گردِ ستارے ٹوٹتے ہیں  
 کرتی ہیں ضیاءِ پاشی ہر دن سورج کی شعاعیں کعبے میں

## عام حالات

نگاہِ شوق نے دیکھے ہیں جو حالات کعبے کے  
 بہت شوارہ تھے تفصیل سے اُن کا رستم کرنا  
 یہ عاجز پانچویں ذوالحجہ کو مکہ میں پہنچا تھا  
 سنی شہرت بہت حجاج اب کے سال آئے ہیں

مناظر سامنے آتے ہیں دن رات کعبے کے  
 مگر حالات کچھ تحریر ہیں بے بیش و کم کرنا  
 حرم میں مجمعِ حجاج پہلی بار دیکھا تھا  
 غریبِ اغنیا ذی مرتبہ خوشحال آئے ہیں



جرائد میں تفصیلات اکثر چھپتی رہتی ہیں  
 مسلم رائے تھی یہ اہل فکر و باب دانش کی  
 غرض امسال پہلے سے زیادہ آئے تھے حاجی  
 سمٹ کر مفت کشور سے یہاں یہ لوگ آئے تھے  
 حرم میں جا بجا مصری ہی مصری پائے جاتے تھے  
 یہ مصری عادتیں بے نیاز احکام ملت سے  
 ہیں ان کی صورتیں جس طرح اکثر غیر اسلامی  
 ہیں مصری مرد و زن احکام اسلامی سے بے پروا  
 مُصلدے کو یہ اکثر روند دیتے ہیں نمازوں میں  
 خدا معلوم اہل مصر کی تہذیب کیا شے ہے  
 نمازیں مختلف انداز سے پڑھتے انہیں دیکھا

صفیں حجاج کی باہمدگر بھی کہتی رہتی تھیں  
 مکمل طے شدہ تحقیق تھی اہل نگارش کی  
 عمارت نواح کعبہ میں مہمان تھے حاجی  
 خدا کے گھر خدا والے یہ سب تشریف لائے تھے  
 یہی تھے ہر طرف جو حاجیوں پر چھائے جاتے تھے  
 انھیں رغبت نہیں آداب دین پاس شریعت کے  
 اسی صورت شریعت کی طرف سے ان میں ہر خامی  
 یہ ہیں بے ریش مستورۃ بھی ہیں انکی بے پروا  
 زنان مصر آکر بیٹھتی ہیں دیدہ بازوں میں  
 نماز باجماعت میں ہر اک کی اک نئی ہے  
 رکوع و سجدہ میں ہے کوئی کچھ اور کوئی کچھ کہتا

۱۵ مصری دہلی اخبارات نے حجاج کی تعداد تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ شائع کی تھی۔ ساتویں ذوالحجہ کو مسجد کے ایک روزانہ اخبار  
 نے حسب ذیل اعداد شائع کئے تھے ۱۔ پاکستان ۲۱۰۰۰۔ ہندوستان ۲۴۷۰۰۔ مصر ۲۱۶۹۰۔ انڈونیشیا ۱۶۸۸۹۔  
 ایران ۹۹۸۸۔ مغرب عرب ۱۰۰۰۔ سوڈان ۲۰۳۱۔ بخارا ۱۸۶۰۔ یمن ۱۹۶۹۔ تاتاریہ ۴۵۰۰۔  
 ۱۱۹۸۔ عدن مع بحرین ۸۹۰۔ ترکی افغان ۵۰۳۔ بھابہ ۲۳۷۰۔ بصرہ و حجاز ۱۰۵۰۰۔ یورپ ۱۔

کشاہہ ہیں کسی کے ہاتھ کوئی دست بستہ ہے  
 ہیں اپنے عزم کے پختہ ہیں اپنی بات کے پکتے  
 انھیں ہر غیر مصری سے تعصب ہے کہ درست ہے  
 نہیں ڈاڑھی کسی کی، جسم گدھواتے ہیں مرد و زن  
 موٹاپے میں ہیں ان کی موٹی موٹی عورتیں یکتا  
 یہ برقع پوش ہیں پردہ سے لیکن ان کو نفرت ہے  
 طوافِ کعبہ جب کرتی ہیں چھا جاتی ہیں مرد و زن  
 ملائی اور جاوی پستہ قلب بے ریش ہوتے ہیں  
 قمیص اور کوٹ تھمدان کا پہناوا عموماً ہے  
 مہینوں بیشتر کثرت سے یہ افراد آتے ہیں  
 عراقی، مغربی، شامی حسین انداز ہوتے ہیں  
 پہنتے ہیں عبائیں لمبی لمبی خوشنمایہ سب  
 یمن، ایران کے شیعہ شریک حج تو ہوتے ہیں  
 بکثرت ہوتے ہیں ہندی مسلمانوں میں بنگالی

جماعت میں ولیکن مختلف آیات پڑھتا ہے  
 دم طوفِ حرم یہ دوسروں کو دیتے ہیں دھکے  
 نہیں ان میں ذرا پاس مساوات و اخوت ہے  
 ہے ان کے رخ پہ بقالان ہندی کا سار و کھاپن  
 نظر آتی ہیں بیت اللہ کے گوشوں میں یہ ہر جا  
 انہیں ہندی مسلمان عورتوں سے کچھ خصوصیت ہے  
 نوافل پڑھتی ہیں گھس کر حلیم پاک کے اندر  
 حرم سے دور رہتے ہیں حرم میں آ کے سوتے ہیں  
 قد و قامت میں لاغر ان کی برقع پوش ہر زن ہے  
 بجا لیکن ادب سے دین کے احکام لاتے ہیں  
 سودانی، بدوی، افریقی یہ غیر قلم ہوتے ہیں  
 مگر رکھتے ہیں ڈاڑھی مونچھ سے چہرہ صفایہ سب  
 مگر یادِ شہیدِ کربلا کر کے روتے ہیں  
 عیاں چہروں کے ان کے ہوتی ہے ان کی زبوں حالی



بخاری، کابلی، سرحدی و سندھی پنجابی  
مسلمانانِ عالم الغرض کعبہ میں حاضر ہیں  
بخاری، کابلی، ہندی کی ہے پہچان اگر کوئی  
کھلا یہ راز ملت مرکزِ اسلام میں آکر  
ادب کافی حرم کا بعض ہندی بھی نہیں کرتے  
جو پنجابی جو بنگالی ہیں، دیہاتی و آف ساقی  
حیثم قدس تک بھی جو تیاں ہمراہ لاتے ہیں  
کی تعظیم میں تکریم میں حجاج کرتے ہیں  
بہتری، یورپی، مدرسی، افغانی و عربی  
شگمہ شادمان قصب عبادتِ سنبھری ہیں  
ز اس کے چہرے پر سر کی مقطع صاف ڈاڑھی  
مسلمانانِ عالم ڈاڑھیاں رکھتے نہیں اکثر  
شعور دیں جو ہوتا عزتِ احکام دیں کرتے  
ذرا سی بات پر ہوجاتے ہیں مائل بہ ناچاقی  
جہاں خاموش رہنا چاہئے شورش مچاتے ہیں  
خود اپنی نیکیوں کو آپ ہی تاراج کرتے ہیں

## عمارتِ حرم

نہایت جاذبِ دل ہے حرم کا جانفزا منظر  
مستحق ایک سے والہن ہر جانب ہیں کعبے کے  
بکثرت برجیاں صد ہاستوں صد ہا ہیں مخرابیں  
حرم کے سات ہیں مینار ہوتی ہے اذان جن پر  
حسین ہے سب عمارت خوشنما ہیں سارے بام و در  
غلافِ کعبہ میں سب خال و خط غائب ہیں کعبے کے  
نظر آتی ہیں جن کو دیکھ کر فردوس کی خوابیں  
یہ دو مینار ہیں قرباں ہے اوجِ آسمان جن پر

حرم کی مختلف سمتوں میں ہیں چالیس دانے  
 نظر میں ہر معلم کی یہی ہیں ٹھیک انداز سے  
 نمازوں میں جہاں ہوتی ہے وقت سجدہ پیشانی  
 بہشت آثار ہے نقشہ تمام اللہ کے گھر کا  
 ہیں جن پر چلتے پھرتے مہاں اللہ کے گھر کے  
 تنار بہت ہے جس پر شامیانہ ظل باری کا  
 حرم میں یاد گاریں جس قدر ہیں محترم ہمد  
 ہیں ان میں سے مطاف سنگ اسود ملزم زمزم

۱۔ احاطہ حرم محترم کے تقریباً ۲۵ دروازے ہیں۔ بعض دروازوں سے دو دو، بعض کے تین تین پھاٹک ہیں۔ بعض دروازے ایسے ہیں جن کا ایک ہی پھاٹک ہے۔ اس طرح تقریباً چالیس پھاٹک ہیں۔

۲۔ مطاف اس دائرہ نما صحن کا نام ہے جو کعبہ اقدس کے چاروں طرف سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ یہی وہ صحن ہے جو عبد سیدنا خلیل علیہ السلام سے عہد حضور تک بلا کسی ترمیم کے قائم رہا۔ اسی مطاف پر طواف کیا جاتا ہے۔

۳۔ سنگ اسود۔ یہ وہ بہشتی پتھر ہے جس کو سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم رب خلیل کعبہ کے شرقی و شمالی گوشہ میں نصب فرمایا تھا۔ یہ فرش مطاف سے تقریباً ۵ فٹ بلند چاندی کے حلقہ کے اندر نصب ہے۔ حجر اسود کا رنگ بالکل سیاہ نہیں ہے۔ بلکہ خفیف کتھی رنگ ہے۔ حجر اسود کا قطر ۱۲۔ ۱۳ انچ اور حلقہ کا قطر ۱۴۔ ۱۵ انچ ہے۔ سر باسانی حلقہ کے اندر جاسکتا ہے۔ حجر اسود کو دائیں طرف رکھ کر طواف کی نیت کی جاتی ہے۔ یہیں سے اشواط کا آغاز ہوتا ہے۔ حجر اسود کو بوسہ دینا مسنون اور شرط طواف میں داخل ہے۔

۴۔ ملزم۔ حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیانی حصہ کو ملزم کہتے ہیں۔ طواف کے بعد یہاں خشوع و خضوع سے دعا مانگی جاتی ہے۔ ۵۔ بئر زمزم۔ اس چشمہ یا چاہ کا نام ہے جو حضرت سیدنا اسمعیل علیہ السلام کی خاطر رب تعالیٰ نے پیدا کیا۔ چاہ زمزم ایک حجرہ کے اندر ہے۔ حجرہ کے بالائی دالان میں نماز و تکبیرات کے لئے جگہ ہے۔ چاہ کی من ۵ فٹ اونچی ہے جس پر گھڑیاں لگی ہوئی ہیں۔ یہ وہ چاہ ہے کہ جس کا پانی کبھی کم نہیں ہوتا۔ ایام حج میں لاکھوں کنسترو روزانہ استعمال ہوتے ہیں۔ یہ قدرت کا نمایاں اعجاز ہے۔ نہ پانی کے مزہ میں فرق آتا ہے نہ گدلا ہوتا ہے۔



مقام خاص ابراہیم کی عظمت کا کیا کہنا  
 حطیم پاک و محراب النبی میراب رحمت سے  
 نزول رحمت حق ہے یہاں رحمت کا کیا کہنا  
 نمایاں ہوتے رہتے ہیں سدا نوار قدرت کے  
 برائے نام ہیں اب یہ نشان ان نیکناموں کے  
 یقیناً یہ اماکن جلوہ گاہ کعبہ رب ہیں  
 خدائے شاہد ہے کعبہ خاص مرکز نور نیرداں کا  
 ہزاروں قمقمے برقی یہاں ہر رات جلتے ہیں  
 حرم میں رات بھر رہتا ہے اک عالم چراغاں کا  
 فلک کرتے ہوئے صنوپاشیاں بہرون نکلتے ہیں

غرض اللہ کی قدرت نظر کعبے میں آتی ہے  
 تجلی عرش کی شام و سحر کعبے میں آتی ہے

۱۔ حطیم۔ یہ کعبہ شریف کا وہ حصہ ہے جو عہد قریش سے کعبہ کے باہر ہے۔ اس حصہ کے گرد مبنیوی احاطہ سنگ مرمر  
 کا کچھا ہوا ہے۔ دیوار پر آیات قرآنی منقوش ہیں۔ دیوارہ فٹ اونچی ہے۔ یہاں ہر وقت نوافل پڑھے جاتے ہیں۔  
 ۲۔ محراب النبی۔ یہ وہ خوشنما کاسنی رنگ کے پتھر کا دروازہ ہے جو مطاف کے سرے پر بنا ہوا ہے۔ اسی دروازہ سے حضور  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطاف میں داخل ہوتے تھے۔

۳۔ میراب رحمت کعبہ شریف کے پرناں کو کہتے ہیں جو حطیم کے اندر گرتا ہے۔ میراب رحمت کے بالکل نیچے نشان مصطفیٰ  
 ہے جو مقام جاہلہ ہے۔ ہر شخص وہاں نفل پڑھنے کو بتایا جاتا ہے۔

۴۔ چار مصطفیٰ حنفی۔ مالکی متافعی اور حنبلی ہیں جنہی مصطفیٰ جانب غرب دو منزلہ عمارت ہے۔ مالکی مصطفیٰ جانب جنوب  
 متافعی جانب شمال اور حنبلی جانب شرق ایک ایک منزل کے ہیں۔

## مقامِ ابراہیمؑ

رہے شکوہ و وقارِ مقامِ ابراہیمؑ  
 نمازین پڑھتے ہیں اکریہاں خدا والے  
 یہاں کے جملہ مصلیٰ ہیں مستحقِ جنان  
 خُدا نے ہے اسے آیاتِ بینات کہا  
 ازل کے دن ہے صبحِ بہارِ بہشت  
 خدا گواہ کہ اسلام کی نگاہ میں ہیں  
 رضائے حق میں شہادت کا شوق کیا کہنا  
 بناؤں غارِ عارض لگاؤں آنکھوں میں  
 منیٰ و مزدلفہ، وادی حرم، عرفات  
 فضائے خلد ہے قربانِ گلستانِ خلیلؑ  
 خدا ہے مدبرِ نگارِ مقامِ ابراہیمؑ  
 ہیں لاکھوں سجدے شمارِ مقامِ ابراہیمؑ  
 ہے خلدِ قرب و جوارِ مفتِ ابراہیمؑ  
 ہے یہ شرفِ یہ وقارِ مقامِ ابراہیمؑ  
 رہیں شامِ بہارِ مفتِ ابراہیمؑ  
 خلیل آئینہ دارِ مفتِ ابراہیمؑ  
 ہوئے ذبیحِ شکارِ مفتِ ابراہیمؑ  
 نصیب ہو جو غبارِ مقامِ ابراہیمؑ  
 ہیں یادگارِ دیارِ مفتِ ابراہیمؑ  
 ہے جنتوں میں شمارِ مقامِ ابراہیمؑ

لہ فیہ آیاتٌ بَیِّنَاتٌ مِّمَّا بَرَّاهِیْمَ ۔



خلیل کے کف پاک ہے سنگت جو نشان  
مقام حمد و مقام دنی کا دولہا ہے  
ہوں مہمان مکان ذبیح اسمعیل  
ہے سرفراز سجود و طواف کعبہ سے  
وہی ہے راز وقار مقام ابراہیم  
حسین عرش وقار مقام ابراہیم  
قریب تر ہے جوار مقام ابراہیم  
گداٹے راہ گزار مقام ابراہیم

پتہ نہ دیتی ہے تابانی جبین نیاز  
ضیاء ہے سجدہ گزار مقام ابراہیم

## حطیم کعبہ

بارک اللہ ایہ اعزاز حطیم کعبہ  
کس کو معلوم ہے کیا شان عظیم کعبہ  
آج تک آئینہ ہے شوکتِ براہیٹی  
چسکے آغوش کی زینت ہے حرم کعبہ  
یہ حقیقت ہے کہ کعبہ ہے حطیم کعبہ  
کعبہ اہل عقیدت ہے حطیم کعبہ

۱۔ مقام ابراہیم دراصل وہ پتھر ہے جس پر حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نقش موجود ہے۔ پیشتر یہ پتھر چاندی کے حلقہ میں لگا ہوا سطح ارض پر نصب تھا۔ موجودہ حکومت نے اس کو زمین کے نیچے کر دیا ہے۔ لکڑی کا کٹہر لگا دیا ہے۔ زیارت نہیں ہو سکتی۔

۲۔ مکان مولانا محمد اسمعیل بخش صاحب ذبیح مہاجر کی بدایونی۔

ہے یہ کعبہ کا حصہ کہ جہاں بعد طواف  
 خلق سمٹی چلی آتی ہے حرم کی جانب  
 مصطفیٰ آئینہ دار شرف ابراہیم  
 عطر جنت سے ہکاتے ہیں حجاج کے دل  
 رب کعبہ نے خلیل اُس کو بنایا اپنا  
 ہر بن مُو سے ہک علی کی آئے یارب  
 ہے سید پوش تے ہجر میں کعبہ اب تک  
 دیتے ہیں چشم گنہگار کو قدسی یہ نوید  
 سر سجدہ جو ہوا آ کے یہاں بخش دیا  
 سجدے کرتا ہے اک انبوہ عظیم کعبہ  
 ابد آثار ہے یہ فیض عظیم کعبہ  
 تاجدار سر اور نگاہ عظیم کعبہ  
 عرش سے چل کے جب آتی ہے نسیم کعبہ  
 دیکھنا عظمت معمارِ حرم کعبہ  
 جذب ہو جائے مرے دل میں شمیم کعبہ  
 ائے شہِ حسن! نہیں تو جو مقیم کعبہ  
 مالک کعبہ ہے رحمان و رحیم کعبہ  
 مُردہ عفو ہے یہ رسم و رسم کعبہ

سر تسلیم کو تا عرش رسائی ہے نصیب  
 ہے ضیاء آج زمیں بوسِ حطیم کعبہ



# حرم شریف کے دروازے

## ۱۔ باب ابراہیمؑ

خیل ب ہیں ازل سے جنابِ ابراہیمؑ فضائے خلد ہے گردِ رکابِ ابراہیمؑ  
دم طوافِ حرم منکشف یہ راز ہوا ضیاءِ ریچہِ جنت ہے بابِ ابراہیمؑ

## ۲۔ باب الوداع

جس اثر و نام میں کل تک کیا طوافِ حرم ہم آج ہوتے ہیں اس اجتماع سے رخصت  
غمِ سراقِ حرم سے جگر ہوا ٹکڑے ہوئے غریب جو بابِ الوداع سے رخصت

## ۳۔ باب اُمّ ہانی

حرم میں اکبھرو سا کچھ نہ کر دنیائے فانی پر فرشتے فخر کرتے ہیں حرم کی پاسبانی پر  
شبیبِ صاحبِ معراج پھر جاتی ہے آنکھوں میں ادب سے جب نظر اٹھتی ہے بابِ اُمّ ہانی پر

## ۴۔ باب التکیہ

نُخ اگر سوئے حرم تو نے تو نگر نہ کیا کام آئے گی نہ تقلیدِ نفوسِ زکیہ  
سیکھ آدابِ قناعت کے حرم والوں سے آ تو گل بخدا جانبِ باب التکیہ

## ۵۔ باب جیاد

ہیں حرم میں صرف سجدہ سب مسلمان شاد شاد  
پائی ہے کعبہ میں آکر سب نے منہ مانگی مراد  
چوم لی چوکت ادب سے رُو قبلہ ہو گئے  
سامنے دیکھا جو بیت اللہ کا باب جیاد

## ۶۔ باب الشریف

حرم کی آج ہو اٹے لطیف کو دیکھا  
حرم میں آ کے جواں ہر ضعیف کو دیکھا  
ہری نگاہوں نے پایا شرف یہ کعبہ میں  
و فور شوق میں باب الشریف کو دیکھا

## ۷۔ باب الصفا

کعبہ میں ات دن یوں طُفِ خدا سے گزرے  
زمرم پہ آئے، حدِ آبِ بقا سے گزرے  
صدق و صفا کی دولت یوں اپنے ہاتھ آئی  
سچی صفا کی خاطر باب الصفا سے گزرے

## ۸۔ باب المدرسہ

دماغ و دل شمیم علم و عرفاں سے بسا آیا  
ضیا کعبہ میں کام آخر مراد ہیں سا آیا  
خدا کے گھر میں لینا ہے اگر درسِ خدا دانی  
چلو اے طالبانِ علم باب المدرسہ آیا

## ۹۔ باب بغلہ

حرم کے پھول بوئے اس لئے شاداب رہتے ہیں  
بیانِ مزم کے دھارے خلدِ برکت دہتے ہیں



ہر اک دروازہ رشکِ صد چمن کعبہ کا ہے لیکن گلستانِ ربیع ہے بابِ بغلہ جس کو کہتے ہیں

### ۱۰۔ بابِ علی

چمک اس راہ میں نورِ خدا کی منجلی دیکھی صفاتِ مروہ مکہ کی یہ پاکیزہ گلی دیکھی

سدا حرام پوشانِ حرم کی بھیر رہتی ہے دم سخی صفایہ شوکتِ بابِ علی دیکھی

### ۱۱۔ بابِ عباس

نامِ اصحابِ پر جو مرتے ہیں سجدے کعبہ میں روز کرتے ہیں

ہاشمی شان دیکھنے والے بابِ عباس سے گزرتے ہیں

### ۱۲۔ بابِ انبئی

ہجوم ہے لبِ زمزم سیاہ پوشوں کا کمالِ مستی و تشنہ لبی کو دیکھتے ہیں

حرم سے آئے مدینہ کی جستجو والے نظر ہے کعبہ پہ بابِ انبئی کو دیکھتے ہیں

### ۱۳۔ بابِ قادیہ

گدائے کعبہ ہے کعبہ دل میں کر تعظیم طوافِ کعبہ کئے جا سدا بصدِ تکریم

ہے جبہ سائی خاکِ حرم کا شوق اگر

تو بابِ قادیہ پہ جھکا تسلیم

## ۱۲۔ باب السلام

ہے سرحدِ خرد سے ارفع مقامِ کعبہ تا اوجِ عرشِ اعلیٰ ہے اوجِ بامِ کعبہ  
قدسی سلام کرنے آتے ہیں آسمان سے بابِ فلک نما ہے بابِ سلام کعبہ

## ۱۵۔ باب الدریہ

مُسلل قافلے جاتے ہیں مکہ سے مدینہ کو تجھے اے مسافر گرجتے راہِ طیبہ ہے  
طوافِ کعبہ کر چل کر حرم میں روبرو قبلہ ہو ادھر آؤ دیکھو وہ پیشِ نظر بابِ الدریہ ہے

## ۱۶۔ باب سلیمانہ

ہے بخدا آج بھی خادمِ بیتِ الحرام سلطنتِ ترکیہ، دولتِ افغانیہ  
کہتی ہے خاکِ حرم دیکھ کہ ہر اے عزیز! رازِ شکوہِ حرم بابِ سلیمانہ

## ۱۷۔ باب المحکمہ

طوافِ حرم میں ہے مصروفِ اُمت ہے بخشش کی منجانبِ حق بشارت  
نہ کیوں ہیبتِ حق سے لرزائیں محرم یہ بابِ المحکمہ ہے بابِ عدالت

## ۱۸۔ باب الزیادہ

دیارِ حرم ہے وہ منزل وہ حبادہ جہاں رہتے ہیں اہل حق سرِ نہادہ



زیادہ نہ بے چین ہوئے خودی میں سے شیدائے کعبہ یہ باب الزیادہ

## ۱۹۔ باب القطبی

بارغ رضواں سے وہ کعبہ میں ہوا آتی ہے مضطرب روح ہیں آکے سکوں پاتی ہے  
قطب ابدال نظر آتے ہیں مشغول طواف باب قطبی کی طرف آنکھ جب اٹھ جاتی ہے  
۲۰۔ باب الزمانیہ

لبیک کا زباں پر دنیا کے ہے ترانہ حیلہ طواف کا ہے سجدوں کا ہے بہانہ  
دروازے سب حجم کے ہیں قلم گاہ عالم باب الزمانیہ پر حاضر ہے اک زمانہ  
۲۱۔ باب باسطیہ

حرم کا قریب ہے سرمایہ نشاط جہاں جدائی کعبہ کی ہے جہ انخطاط جہاں  
اگر ہو چشم حقیقت نگر تو پہچانے ہے باب باسطیہ راز انبساط جہاں  
۲۲۔ باب العتیق

قریب کعبہ سب اپنے رفیق تک پہنچے حرم کی راہ میں اہل طریق تک پہنچے  
وطن کی قید کو توڑا حرم کی الفت نے  
رہائی پاتے ہی باب العتیق تک پہنچے

## ۲۳۔ بابِ عمرہ

رہنا جبکہ ہوئی رحمت باری اپنی لا فی تارض حرم گریہ وزاری اپنی  
التجا ہے پس حج تجھ سے یہ رت کعبہ بابِ عمرہ پہ بسر ہو عمر یہ ساری اپنی

## ۲۴۔ بابِ داؤدیہ

دست بستہ جھکائے سر آیا سوئے کعبہ گدائے در آیا  
فرش راہِ حرم بنیں آنکھیں بابِ داؤدیہ نظر آیا

## ۲۵۔ بابِ امر بالمعروف

کعبہ جن اوصاف سے موصوف ہے ان پہ اپنی مغفرت موقوف ہے  
کھلتے ہیں اسرارِ نیک و بد جہاں یہ وہ بابِ امر بالمعروف ہے

## حضرت مولانا شیخ محمد امین بخش صاحبِ امجدہم

زباں پر سیری یہیم ذکرِ اسمعیل آیا ہے پتہ احباب کو ان کا نہ اب تک کچھ بتایا ہے  
بزرگ محترم یہ ساکنِ شہرِ بدایوں ہیں یہ کیا کہئے کہ مکہ میں توطن آشنا کیوں ہیں  
معزز تر بدایوں میں ہے ان کا خاندان سارا قبیلے میں ہے ان کے علم و دولت انجمن آرا



بخوش اُن کا قبیلہ شہر میں کہلایا جاتا ہے  
 بدایوں میں عزرا اُن کے اکثر باوجود جاہت میں  
 عزیز حلقہ اہل طریقت تھے پدر اُن کے  
 چوالیس سال پہلے کر کے سن تیسویں میں ہجرت  
 پدر کے ساتھ اسماعیل بھی آئے تھے مکہ میں  
 حرم کے روشنی گھر میں ہے انجینیر برسوں  
 سعودی سلطنت کے اب بھی نیشن آپ پاتے ہیں  
 مدارات و مروت، سیر چشمی و خوش خصلاتی  
 دیانت، حسن تقویٰ آپ کے ہیں جو ہر ذاتی  
 مکان اُن کا ہے وہاں گاہ، ارباب محبت کا  
 شرافت کا قدیمی رنگ جس میں پایا جاتا ہے  
 عمائد میں ہیں، اہل علم ہیں، اہل ریاست ہیں  
 ہیں اہل سلسلہ تقویٰ بدماں بیشتر جن کے  
 وطن سے آئے مکہ میں عزیز مجلس ملت  
 انجی محترم تشریف یوں لائے تھے مکہ میں  
 رہے ہر دور سلطانی میں منظور نظر برسوں  
 وطن جب آپ کا جی چاہتا ہے جاتے آتے ہیں  
 توکل، انکساری، ضبط غصہ وقت ناچاتی  
 ہے خوبی کوئی جو آپ میں پائی نہیں جاتی  
 ہے اُن کے سفر پر ساماں ہتیار و ردعوت کا

۱۔ حضرت مولانا شاہ عزیز بخش صاحب قادری صابری قدس سرہ - بدایوں کے خاندان بخوش کے سربراہ اور  
 مشائخ ہند میں خصوصی عظمت رکھنے والے بزرگ تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت سیدنا شاہ آل رسول  
 قادری برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے۔ ابتدا میں وکالت کرتے تھے۔ جذبہ عشق الہی میں سب کچھ چھوڑ  
 چھا کر حضرت سیدنا مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک پر شہر ہردوار کی پیٹریوں میں جگہ کشی کی۔ یہیں حضرت  
 شاہ رحیم قدس سرہ سے صابری سلسلہ کی اجازت اور فیوض حاصل کئے۔ ۱۹۰۵ء میں تمام جائداد و املاک فروخت  
 کر کے مع خاندان ہجرت کی اور مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کر لی۔ وہیں وفات پائی۔

ہیں علم و فضل و حلم و بذل کے اسرار سینے میں  
یہ عاجز تو کراچی ہی سے ہمان برادر تھا  
مرے اُستاد و اب یعنی اسیرِ خلد مسکن سے  
خدا رکھے یہ وہ مضبوط رشتہ ہے اخوت کا  
جنوبی سمت میں گھر ہے حرم سے متصل ان کا  
الہی اپنی رحمت سے جسے تو چاہے جو دینا  
حرم مسکن ہیں یہ رہتا ہے دل ان کا دینے میں  
حرم میں بیٹا اسمعیل اپنا واقعی گھر تھا  
ہے اسمعیل کو فخر تلمذ، اپنے بچپن سے  
ہے جیتک سانس قائم رنگ قائم ہے محبت کا  
غرض ہے معترف لہجہ اب میں ہر اہل دل ان کا  
وقار و عزت دارین اسمعیل کو دینا

## منی شریف کو روانگی

منی نزدیک مگر امتحان گاہ محبت ہے  
منی سے حج کے معمولات کا آغاز ہوتا ہے  
پہنچتے ہیں منی میں آٹھویں ذوالحجہ کو حاجی  
رہے ہفت شنبہ یکشنبہ فقط دور و نزدیک ہیں  
دو شنبہ آٹھویں تاریخ کو حاجی مناجائیں  
منی کو قافلے القوار کے دن سے لگے جانے  
یہ کوہستان گویا یاد گاہِ شانِ خلعت ہے  
منی میں حاجیوں کا اک نیا انداز ہوتا ہے  
کئی دن تک یہاں حجاج کی رہتی ہے آبادی  
ہوئی فی القویہ اعلانِ جاں افروز کعبے میں  
مناسک حج کے ہیں جتنے وہاں جا کر بجائیں  
نویں حج کو سن کر ہو گئے بے تاب دیوانے



ہے مکہ سے منی کا فاصلہ دو میل سے زائد  
معلم کی وکالت سے سواری کرنی پڑتی ہے  
سواری کے لئے سب لوگ محتاج معلم تھے  
بطور خود نہ تھا ممکن نصیب آنا سواری کا  
تصرف لاریوں پر موٹروں پر تھا حکومت کا  
وہی حکام رس تھے جو معلم با وجاہت تھے  
سواری کے لئے گھوڑا، گدھا تھا، اونٹ بچر تھا  
ہزاروں قافلے ایسے تھے جو پیدل روانہ تھے

مگر کہتے نہیں ہیں راز یہ حجاج سے قائد  
خوشامد حاجیوں کو باری باری کرنی پڑتی ہے  
معلم کے رضا جو سارے حجاج معلم تھے  
اثر ہر شخص کے تھا دل پہ اس بے اختیار کی  
خیال اصلانہ تھا حکام کو اہل ضرورت کا  
حکومت سے انہیں لاریاں مل جاتی تھیں پہلے  
کرایہ ہر سواری کا گراں سے بھی گراں تر تھا  
مطوف وقف سامان سفر خانہ بہ خانہ تھے

## روانگی کا منظر

ہے آدھی ات تارے چاند کے پہلو میں نشان ہیں  
جبین ماہ نور صرف سجدہ ہوتی جاتی تھے  
ہزاروں آدمی کیسے سے باہر آتے جاتے ہیں  
نظر آتی ہیں اونٹوں کی قطاریں شاہراہوں پر

فلک سے تاحرم جلوے ہی جلوے گل بداماں ہیں  
ستاروں کی چمک پا بوس کعبہ ہوتی جاتی تھے  
جدھر دیکھو نظر حجاج کے انبوہ آتے ہیں  
شترباں دیتے ہیں حاکم صد آرام گاہوں پر

صفیں احرام پوشوں کی ترانے گاتی جاتی ہیں  
 خدائی رات تہتے روں بھری یہ ات کھیں میں  
 منی جانے کے ہیں حجاج میں سامان ہر جانب  
 معلم نے کہا ہے ہم سے بھی تیار رہنے کو  
 سواری ایک سو نوے میں طے کی ہے معلم نے  
 سفر تکمیل حج کے واسطے یہ پانچ دن کا ہے  
 وہ تعمیل کا گھر جس میں ہم آرام پاتے تھے  
 منی کو والہانہ شان سے حجاج کا جانا  
 صدائیں کان میں لبتیکے نغموں کی آتی ہیں  
 ادا کرتی ہے فطرت اپنے معمولات کعبے میں  
 عیاں ہے اردوں میں اک انوکھی شان ہر جانب  
 ہجوم آرزو دل میں ہمارے بھی ہے کہنے کو  
 خبر اک روز پہلے یہ ہمیں دی ہے معلم نے  
 اسی میں امتحان حاجی کے نفس مطمئن کا ہے  
 معنی کو قافلے اکثر اسی جانب سے جاتے تھے  
 وہ ان کا جوش سرمستی، وہ ان کی شان مستانا

دل خود رفتہ عشاق کو ماہر ہوش کرتی تھیں

سکون ضبط کو ہر قلب سے روپوش کرتی تھیں

دو شنبہ کو ہمارے گھر سراج حق تاب آئے  
 کیا یہ حکم، دو اسباب اپنا اور چلو فوراً  
 نہ دی مہلت را بھی مشورہ کرنے کی ہم نے  
 مصطفیٰ، کبیل و تسبیح و چادر، کرتا، پاجامہ  
 سراسیمہ مگر بعد طلوع آفتاب آئے  
 نہیں ہے وقت اب تاخیر کا تیار ہو فوراً  
 بعجلت اس مبارک حکم کی تعمیل کی ہم نے  
 وظائف کی کتب آئینہ کنگھا، پینسل غلام



لیا لوٹا، کٹورا ہاتھ میں باجالت مضطر  
مصارف کے لئے تھوڑا سا رکھ لو پاس سرمایہ  
کہا تحویل میں رکھے انہیں، دونوں ہیں سو سو کے  
خدا نے یوں سفر میں آبرو دے بنوارکھ لی  
پسینہ آگیا کچھ ایسی تیزی سے چلے ہمد  
یہاں موجود ہم نے اربیا کو راہ پر پایا  
سوار آخر یہاں آکر ہوئے ہم بھی سواری میں  
سعید احمد کے تھے گاڑی میں لیکن آد دوپتے  
گلی کوچوں کے نظارے کے اپنی نگاہوں سے  
سبک گامی دکھائی دفعتاً تیزی سے چل نکلا  
بجز اس راہ کے راہیں الگ ہیں اسپاشر کی  
یہاں کیسیاں نظر حجاج نیک انجام آتے ہیں  
گدا و شاہ پیرا ہن سے پہچانا نہیں جاتا

یہ سامان ضروری رکھ لیا اک بیگ کے اندر  
ذبیح محترم نے مجھ سے حربہ یہ فرمایا  
معلم کو دئے دونوٹ اسمعیل صاحب نے  
رقم کچھ میں نے چرمی بیگ میں اپنے خدارکھ لی  
حرم میں آئے سامان لے کے ہمراہ معلم ہم  
معلم دوسرے روازہ سے باہر ہمیں لایا  
رفیقان سفر پہلے سے تھے موجود گاڑی میں  
ہمارے مسافر حاجی سعید و شیخ یوسف تھے  
بمشکل موٹروں کی رو میں نکلے تنگ ہوں سے  
کشادہ راہ پر جس وقت گھوڑے نے قدم رکھا  
شک ہے سرحد عرفات تک پختہ یہ موٹر کی  
حرم سے تاملانی سب باندہ کرا حرام آتے ہیں  
یہاں فرق مراتب کچھ نظر اصلاً نہیں آتا

لہ اربیا، عرب کا ایک ہوتا ہے۔ جس میں تھوڑا جوتا جاتا ہے۔ بیٹھنے کی بیچ نما نشست یکے کے دونوں پہلوؤں پر ہوتی ہے  
بیچ میں جو خلا ہوتا ہے۔ اس میں اسباب رکھا جاتا ہے۔

## داخلہ منی شریف

بوقتِ چاشت داخل ہو گئے ارض منی میں ہم  
 معلّم نے بڑا سا اک احاطہ مانگ رکھا تھا  
 نمازین پانچ وقتوں کی یہاں پڑھنی ضروری ہیں  
 یہ شرطیں ہم نے کیں الحمد للہ سب یہاں پوری  
 پڑھی سب نے نماز ظہر بھی اور عصر و مغرب بھی  
 عشا پڑھ کر تہجد تک خدا کی یاد میں سوئے  
 یہاں ہر دم رہے مشغول تسبیح خدا میں ہم  
 یہیں پر یہ سراجی قافلہ سب آکے ٹھہرا تھا  
 یہ شرطیں کرتے ہیں پوری جو اصحاب حضور علی  
 رفیقان سفر کو بھی نہ آئی پیش معذری  
 عشا کے وقت تک آئی جماعت میں کوتاہی  
 تہجد کے نوافل پڑھ کے تا وقتِ سحر روئے

دعائیں اپنے رب کے رات بھر مانگیں ضیاء ہم  
 منی میں کیں ادا پانچوں نمازیں مرجہا ہم نے

## حاضری منی

معروضہ بخشش کو لئے دستِ عا میں  
 دنیا ہونہ کیوں صرف مناجات منی میں  
 مولا ابی گنہگار بھی حاضر ہے منی میں  
 آثارِ اجابت نظر آتے ہیں دُعائیں



ہر ذرہ یہاں غرق ہے انوارِ خدا میں  
 جلووں کی نچھاوڑ ہے شبِ روزِ منیٰ میں  
 احرامِ درآغوش ہیں عشاقِ الہی  
 کچھ فرق نہیں منعم و سلطانِ گدا میں  
 مشغولِ عبادت ہیں خدا والے ہر اک جا  
 تکبیر کی ہے گونج پہاڑوں کی فضا میں  
 ہر راہ میں ہے بھیر، ہر پوواں میں ہے جگمگٹ  
 حجاج کا میلہ ہے جھمیلہ ہے منیٰ میں  
 لبیک کے نعموں سے ہیں کچھ کیفیتِ فضا میں  
 مکہ میں خلیل آئے بارشِ اِلاہی  
 والد کی اطاعت کیلئے نورِ نظر نے  
 دھوکے دئے ہر گام پہ ابلیس نے کیا کیا  
 ہو جاتے ہیں خود نہرِ زبیدہ سے ہم آغوش  
 آنکھوں میں ہے تصویرِ حیاتِ ابدی کی  
 ہر ذرہ منیٰ کا ہے علاجِ دلِ حجاج  
 آیاتِ شفا کا ہے اثرِ خاکِ شفا میں

تھا کعبہ میں کل مائلِ سجدہ جو ہر اسر  
 ہوں آج ضیاءِ وقفِ مناجاتِ منیٰ میں

## مناجات بدرگاہِ محبوب اللہ عوات

بمقام منی شریف بوقت ۹ بجے صبح بروز دو شنبہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ

اے خدا! اے کارسازِ کائنات! ہم ترے بندے ہیں سرتاپا تصور ہم گنہگاروں کو تُو نے اے کریم! تُو نے اپنی معرفت بخشی ہمیں تُو نے ہم پر خاص یہ احسان کیا ہم غلاموں پر ہے تیرا یہ کرم ہے خدائی کا ترے در پر ہجوم تیرے بندے تیرے در پر آگئے تیرے صدقے اے خدائے دو جہاں آج حاضر ہوں تری درگاہ میں میں کہاں، کعبہ کہاں، ریت کریم ہے خطا پوش دو عالم تیری ذات بخش دے عصیاں ہمارے یا غفور! دی حقیقت میں نظر عقل سلیم دولتِ ایمان عنایت کی ہمیں ذوقِ اسلامی فرائض کا دیا ارضِ بیت اللہ میں حاضر ہیں ہم حج بیت اللہ کی ہے عام دھوم چھوڑ کر سب اپنا گھر در آگئے میں ضعیف و زار بیکس ناتواں مائلِ سجدہ ہوں بیت اللہ میں ہے فقط تیرا یہ احسانِ عظیم



ہوں سراپا معصیت رتِ العلیٰ      حد سے زاید ہیں میرے جرم و خطا  
 عمر گزری ہے گناہوں میں تمام      راہ گم کردہ ہوں اے ربِ انام  
 کعبۂ اقدس کا صدقہ اے خدا!      رحم فرما، بخش ہر جرم و خطا  
 تو نے کعبہ میں بلایا ہے مجھے      تو نے یہ موقع دکھایا ہے مجھے  
 خود نکلا کر اپنے در پر اے کریم!      یکجور سوانہ گھر گھر اے کریم!  
 درپٹے کی لاٹ رکھنا ذوالجلال      کرنا آمرزش مری بے قیل و قال  
 ہر خطا، ہر جرم کر دینا معاف      یکجور مقبول یہ حج و طواف  
 ہوں مکمل میرے سب ارمان حج      جان ہو جائے مری شربان حج  
 حاضر دشتِ منی ہے یہ غریب      نورِ ایمان سے مرا چمکا نصیب  
 کل کا دن ہے یومِ حج پروردگار!      کر عطا حجاج کو چاہ و دستار  
 اپنے ہر بندہ کا حج مقبول کر      سب پہ رحمت کے پھل اور پھول کر  
 تادمینہ بعد حج پہنچا ہمیں      قبلہ دیں گا دکھا روضہ ہمیں

دولتِ ایمان دے اسلام دے

عفو و بخشش کا ہمیں پیغام دے

## فضائل منی شریف

منی کی سرزمین اللہ اکبر ہے وہ لاثانی  
یہی ارض مقدس امتحان گاہ محبت ہے  
یہیں کی تھی خلیل اللہ نے بیٹے کی قربانی  
یہاں کے سنگریزے جاذب نور نبوت ہیں  
یہاں ہر عبادت مصطفیٰ تشریف لاتے تھے  
فلک سے نور چھپتا ہے یہاں کے کوہ سارونج  
منی میں ہوتی ہیں مقبول بندوں کی مناجاتیں  
منی وہ ہے جہاں حج کے ادا ارکان ہوتے ہیں  
منی کا احترام اللہ والے کرتے آئے ہیں  
منی میں مسجد خیف ایک عالیشان مسجد ہے  
اسی مسجد کی انگنائی میں ہے وہ قبتہ انور  
منی میں مخزن پر آب ہے نہر زبیدہ کا  
جہاں رہتی ہے انوار خدا کی جلوہ افشانی  
یہیں کا ذرہ ذرہ مطلع انوار قدرت ہے  
یہیں پر تھی ذبیح اللہ نے جان نذر گزرائی  
یہیں کے دشت صحرا جادہ رشد و ہدایت ہیں  
اسی ارض مقدس پر فرشتے سر جھکاتے تھے  
یہاں فترے چمک کر مسکراتے ہیں ستاروں پر  
غنیمت ہیں یہاں گزریں عبادت میں اگر راتیں  
منی وہ ہے جہاں خالق کے ہم جہان ہوتے ہیں  
منی میں بار ہا خیر الوری تشریف لائے ہیں  
عبادت گاہ عالم یہ بہشت ایوان مسجد ہے  
یوقت حج جہاں تانا گیا تھا خیمہ سرور  
یہاں رہتا ہے میلہ پانچ دن عشاق شیدا کا



منی میں تین دن قربانیاں کرتے ہیں شیدا ئی یہاں شیطان کے پتھر مارتے ہیں ٹ کے سوا ئی

نویں شب کو یہاں شب بایش سب حج ہوتے ہیں

یہاں اس رات مجھ کو یادِ رب حجاج ہوتے ہیں

ستارے جھللاتے جاتے ہیں ٹھنڈی ہوائیں ہیں

منی کی وادیوں میں رُ و بقلہ ہیں خُدا والے

پھواریں پڑ رہی ہیں رحمتوں کی آسمانوں سے

صدالبیک کی صحرا بصر اگو نج جاتی ہے

فضائے کوہ اور سبزی و شادابی میں چشمکے

بِوادی غیرِ ذی ذریع اسی وادی کو کہتے ہیں

ابھی ہے نُور کا ترکا، ابھی ساکنِ فضا میں ہیں

پھاڑوں پر فلک برسا رہا ہے نُور کے جھالے

عیانِ تابانیاں ہیں خشک پتھر کی چٹانوں سے

ریاضِ خلد سے چل کر نسیمِ کعبہ آتی ہے

پھاڑوں کا تسلسل ہر طرف حدِ نظر تک ہے

گیاہ تر کے نظارے یہاں سے دُور رہتے ہیں

اسی وادی کے اندر ہاں، اسی پر خار صحرا میں

خُدا ئی محو ہے یادِ خُداوندِ تعالیٰ میں

وہ کعبہ سے جہاں برکتِ نسیمِ کلفشاں آئی

وہ رحمتِ عرش سے لیتی ہوئی یادِ خُدا آئی

شُرباں وہ ہر اک جانب سے شُرف لیکے آنکے

وہ چمکا صبح کا تارا، وہ آوازِ اذان آئی

اٹھا البیک کا وہ غل، وہ یا حق کی صدا آئی

وہ لی اُونٹوں نے کڑٹا وہ حدیٰ ان نغمے گانکے

وہ آئیں خمیت کی مسجد سے آوازیں اذانوں کی  
 نماز باجماعت کے لئے حاجی وہ آنکے  
 نماز صبح سے پانی فراغت ساری امت نے  
 سحر کی روشنی چمکی نظر ہر چیز صاف آئی  
 ہوئیں صفت بندیاں مسجد میں وہ قرآن خوانوں کی  
 ستارے صبح کے وہ آسماں پر ڈبڈبانکے  
 سمیٹے بسترے بہر سفر ارباب ملت نے  
 کمرن سوچ کی کرنے کو پہاڑوں کا طواف آئی

## عرفات شریف

اللہ اللہ، شرف خاک دیار عرفات  
 نزہت عالم امکاں ہے شاعر عرفات  
 راہ فردوس و جنان راہ گزار عرفات  
 عطر مجموعہ جنت ہے غبار عرفات  
 ذرہ ذرہ ہے یہاں جلوہ گہ وادی طور  
 ہوتی ہے لاکھوں مسلمانوں کے حج کی تکمیل  
 سنتے ہیں وز جزا ہوگا یہ راز آئینہ  
 مستحق چمن خلد ہیں انشاء اللہ  
 سرزمین چشم خدا میں ہے غبار عرفات  
 ہے یہ اللہ غنی جاہ و وقار عرفات  
 منزل قرب خدا، قرب ہزار عرفات  
 چمن خلد نے بوئی ہے بہار عرفات  
 بیت معمور ہے ہر راہ گزار عرفات  
 پاؤں رکھتے ہی سہرا گزار عرفات  
 سرزمین حشر کی ہے آئینہ دار عرفات  
 ہمتشین خاک نشینان دیار عرفات



خطہ قدس ہے ویراں کدہ دشت نہیں  
 آ رہی ہیں یہ نویدیں جبلِ رحمت سے  
 لالہ و گل سے ہے آرائش گلزارِ حناں  
 آئنے ہیں جبروتی و جلالی شانیں  
 یکے اُمت کو گزر جائینگے بالائے صراط  
 سال بھر رہتا ہے اس شہر میں جو کا عالم  
 کعبہ والے کا یہ احساں ہے برت کعبہ  
 ظہیر کف نظر آتا ہے غبارِ عرفات  
 مغفرت یا ہے ہر سجدہ گزارِ عرفات  
 جبل و دشت ہیں سامانِ بہارِ عرفات  
 غرقِ حیرت ہے دل مدح نگارِ عرفات  
 شافعِ جن و بشر، شاہِ سوارِ عرفات  
 ایک دن ہوتا ہے آباد دیا رِ عرفات  
 ہے ضیاءِ بادیہ پمپائے دیا رِ عرفات

## عرفات شریف کو روانگی یومِ حج

سہ شنبہ کا ہے دن سوچ ابھی سچ بن کے نکلا ہے  
 نویں تاریخ ذی الحجہ کی ہے شاواں مسلمان ہیں  
 یہ وہ دن ہے کہ جس کی شان ہر دن نرالی ہے  
 منی سے ہیں روانہ قافلے میقات کی جانب  
 صدِ عرفات اس رجبہ مقدس ہے جہاں بھر میں  
 شعا میں مائل جلوہ نمائی ہیں سویرا سہ  
 حرم کی دادیوں میں یومِ حج کے ساز و سامان ہیں  
 یہ دن نوروزِ عیدِ اُمت سرکارِ عالی ہے  
 قدم اٹھتے ہیں خود مزدلفہ و عرفات کی جانب  
 نہیں ہمسر کوئی اس سرزمین کا ہفت کشور میں  
 شعا میں مائل جلوہ نمائی ہیں سویرا سہ

یہی ادی ہے وہ حال جہاں ہے شرف جس کو  
یہاں حُبتِ بداماں رحمتِ خلاقِ مطلق ہے  
یہاں سے راستہ نزدیک تر بارغِ جناں کا ہے  
یہاں ہر ہر قدم پر برشِ اکرام ہوتی ہے  
یہاں کی خاک ہے اکسیرِ بیماریاںِ ملت کو  
نویذِ مغفرت ہے اس زمین پر آنے والوں کو  
یہاں دو رکعتیں، دو لاکھ رکعت کے برابر ہیں  
یہاں سامان ہو گئے انعقادِ بزمِ محشر کے  
یہ ارضِ قدس پائیگی جگہ دربارِ داور میں  
مقدس وادیِ عرفات میں حجاج کا آنا  
قسم اللہ کی، سامانِ تکمیلِ مناسک ہے  
یہاں احرام پوش آنا، نمازیں دوا کرنا  
حضورِ ربِ کعبہ مغفرت کی التجا کرنا  
اسی کا نام حج ہے حج اسی سجد حج کو کہتے ہیں

خدا نے خلد سے بھیجا ہے کعبہ کی طرف جس کو  
یہاں کے کوہساروں میں جلالِ رحمتِ حق ہے  
یقیناً خلد در آغوش ہر طبقہ یہاں کا ہے  
یہاں بندوں کو حاصلِ دولتِ اسلام ہوتی ہے  
یہاں ہوتی ہے صحت در دمندانِ محبت کو  
سندِ بخشش کی ملتی ہے یہاں سے جانے والوں کو  
یہاں رحمت بکفِ شام و سحرِ نوارِ داور ہیں  
یہاں دیکھیں گے ہم جلوے صیبِ بابر کے  
اٹھالی جائیگی یہ سرزمین میدانِ محشر میں  
فرائض اور ارکانِ عبادت کا بجالانا  
یہاں یہ ایک دن سو سال سے ایدمبارکھے  
تمام اوقات ذوق و شوق سے یادِ خدا کرنا  
گناہوں سے نخل ہو ہو کے توبہ بار بار کرنا  
بالفاظِ دگر حج آرزوئے حج کو کہتے ہیں



## روانگی حجاج کا منظر

طلوع شمس ہوتے ہی چلے ہم اپنے مسکن سے  
 روانہ ٹولیاں ہر چال سے تھیں خانہ بدوشوں کی  
 ہزاروں مرد و زن شغوف بدوش فٹوں پر آہی تھے  
 قطاریں تھیں ہزاروں موٹروں کی شاہراہوں پر  
 حمار و اسب و خچر بھی ہزاروں تھے سواری میں  
 غرض عرفات کی جانبے واں لاکھوں مسلمان تھے  
 حدِ مزدلفہ سے بڑھ آئے جب کعبہ کے سودائی  
 مطوف نے سواری روک کر حجاج کو ٹوکا  
 وضو کر کے ہوئے مسجد میں داخل، مسفر میرے  
 ہزاروں حاجیوں کی بھڑکتی موجود مسجد میں  
 کہا بتیک سب حجاج نے بسیا ختہ پن سے  
 انوکھی والہانہ شان تھی احرام پوشوں کی  
 ہزاروں پاسبان ملت حق کے سپاہی تھے  
 حرم کی خاک اڑ کر چھائی جاتی تھی گناہوں پر  
 ہزاروں مرد و عورت تھے رواں سڑکوں پر لاری میں  
 یہ دن تھا یوم حج تکبیل حج کے سب سامان تھے  
 صفِ اہل صفا کو مسجدِ نمرہ نظر آئی  
 سب اپنے قافلہ والوں کو مسجد کے قریں روکا  
 بہت حاجی وہاں پہنچے لگے تھے جس جگہ ڈیرے  
 تھے حاضر بندے پیش حضرت محبوبِ مسجد میں

۱۔ مسجدِ نمرہ سرحدِ عرفات پر ایک بہت بڑی مسجد ہے۔ اس وادی کا نام وادیِ نمرہ ہے۔ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حج کو تشریف لاتے تو اس مقام پر ظہر و عصر کی نماز ظہر کے وقت ادا فرماتے۔ مسجدِ نمرہ اسی زمین پر بطور یادگار بنادی گئی ہے۔

ادا ہوتی ہے ظہر و عصر یک جا خطبہ ہوتا ہے  
 جماعت کے پڑھی مسجد میں ظہر و عصر ہم نے بھی  
 یہ مسجد گو کشادہ ہے، مقدس ہے، مشرف ہے  
 زمین صحن مسجد گرچہ بیگیوں تک ہے رقبہ میں  
 ریتیلّا صحن، گرمی تیز، موسم شعلہ افشاں ہو  
 نمازی دونوں الاٹوں میں مسجد کے بکثرت تھے  
 ہزاروں چھتریاں سر پر لگائے سرسجدہ تھے  
 مگر بایں ہمہ زائد تھا خالی صحن بے سایا  
 حکومت نظم آسائش سے غافل پانی جاتی ہے  
 نہ تھا دشوار مسجد میں لگانا شامیانوں کا  
 ہوا بعد فراغ خطبہ مجمع منتشر یہ سب

ادائے حج سے فارغ حاجی ذی رتبہ ہوتا ہے  
 باطمینان خاطر پورے خطبہ کی سماعت کی  
 مگر تھوڑا سا حصہ جانب قبلہ مسقف ہے  
 نمازیں پڑھتے ہیں حاجی مگر چھت والے حصہ میں  
 تو پھر بہر نماز آمادہ کیونکر کوئی انسان ہو؟  
 بلا فرق مراتب سب کے سب جو عباد تھے  
 ہزاروں گرم ریتی پرستادہ رو بقبلہ تھے  
 کہ جلتی ریگ پر رکنا بہت مشکل نظر آیا  
 گراں حجاج پر سرکار کی بے التفاتی ہے  
 مگر تھا کون پُرساں ان خدا کے میہانوں کا  
 یہاں سے جاگئے بیروں میں رُکے یہ میہان رب

غم افزا تھا یہ منظر اس عظیم الشان مسجد کا

الہی! جلد سارا صحن ہو دالان مسجد کا



## منظر عرفات

ہے سورج سر پہ دتے ریت کے شعلہ بدمان ہیں  
 اسی ریتی اسی صحرا اسی میدان کے اندر  
 چلے آتے ہیں لاکھوں مصطفیٰ والے خدا والے  
 حسین خمیوں سے ہے راستہ عرفات کا میدان  
 حدود کوہ تک آباد ہے اک شہر دیروں کا  
 سفید صاف ڈیرے نصب ہیں ہر ت کو سون تک  
 معلّم کمپ عالیشان لگاتے ہیں یہاں اپنے  
 بجائے جاتے ہیں کہیں دروازوں نشانوں سے  
 مقرر گو نشان ہوتے ہیں اکثر خیمہ گاہوں کے  
 پھر یہ جب لہراتے ہیں سنسان میدان میں  
 عجب دلکش نظر اس دشت کے آتے ہیں پرچم  
 یہی وہ دشت ہے جو ایک دن آباد ہوتا ہے  
 یہی وہ دشت ہے جو گلشن جنت سے افضل ہے

بجز رنگ کے ان معدوم سباحت کے سامان ہیں  
 ہے آئینہ بکفت اللہ کی قدرت کا اک منظر  
 بانداز جنوں میلی سی چادر دوش پر ڈالے  
 ہتیا ہیں یہاں سارے سکون قلب کے سامان  
 گذرا صلا نہیں ممکن یہاں چوروں لٹیروں کا  
 ہیں یاد حق میں لاکھوں جان نثار مذہب و مسلک  
 بطرز نو بناتے ہیں کپڑوں کے مکاں اپنے  
 کئے جاتے ہیں ویرانے مسقف سائبانوں سے  
 نشان لیکن نہیں ملتے یہاں رستوں کے راہوں کے  
 سرور معرفت ہوتا ہے پیدا جوش ایمان میں  
 دھڑک جاتا ہے دل جس وقت لہراتے ہیں پرچم  
 یہاں جہان رب ہر خانماں برباد ہوتا ہے  
 یہاں رحمت برستی ہے یہاں جنگل میں منگل ہے

## عرفات کا میلہ

یہ ہے اعلان حج کعبہ یا عرفات کا میلہ  
 شکوہ و شانِ اسلامی کی سالانہ نمائش ہے  
 مناسک حج بیت اللہ کے پورے کراتے ہیں  
 زمین بوسِ حرم ہے عالمِ اسلام کعبے میں  
 نہاں ہے جامہٴ احرام میں ہر نسل انسانی  
 رواں مستانہ و شِ عرفات کی جانب خدائی ہے  
 اسی صحرا میں ہیں یوانگاہِ عشق کے جھگھٹ  
 کہیں آمادہٴ سعی صفامر وہ ہے اک دنیا  
 ہیں فردوسِ نظر ایشیاد و قربانی کے نظارے  
 ظہورِ اتحادِ جنسیت ہے اس فریضہ سے  
 عبادت کیلئے شبِ باشِ مزدلفہ میں ہے اُمت  
 خدا شاہد وہاں ہے شورِ تکبیر و اذانِ ابتک

حرم کے گرد ہے دُنیاۓ موجودات کا میلہ  
 خلیلِ رب کعبہ، قبلہٴ حاجات کا میلہ  
 باذنِ خالق کعبہ ہے مخلوقات کا میلہ  
 لگا ہے اُمتِ سلطانِ موجودات کا میلہ  
 ہے وحدتِ آفریں ہر شہر ہر مہنقات کا میلہ  
 منیٰ سے تاحد کعبہ ہے مخلوقات کا میلہ  
 اسی وادی میں ہے اک سمتِ مستورات کا میلہ  
 کسی جانب ہے عشاقِ فنا فی الذات کا میلہ  
 عجب دلکش ہے ان قدرتِ کا خدمات کا میلہ  
 ہے مردانِ خدا کے ساتھ مستورات کا میلہ  
 یہاں ہے دوسرا حجاجِ خوش اوقات کا میلہ  
 رچاتے تھے جہاں کا فرمناں لات کا میلہ



ہیں مشغول طواف کعبہ مرد و زن جہاں بھر کے  
 باذن رب کعبہ روز و شب اللہ کے گھر میں  
 شب مزدلفہ مثل لیلۃ القدر مبارک ہے  
 برستی ہے بھرن کعبہ میں ابر رحمت حق سے  
 فلاح دین و دنیا کی دعائیں مل کے ہم مانگیں  
 رواں کعبہ سے ہیں سوئے مدینہ قافلے پیہم  
 طورِ خلد کی ہیں بارشیں میراب رحمت سے  
 گنہگار و چلو دکھیں نمائش شان رحمت کی  
 یہ بزمِ حشر یہ مجمع قیامت کا یقیناً ہے  
 شبِ سری کے جلوے عرش سے تافرش چھائیں  
 طواف و عمرہ و سعی و رمی حج کے مناسک میں

کہیں مردوں کا میلہ ہے کہیں عورتوں کا میلہ  
 رہیگا تا ابد قائم یہ ہر دن راست کا میلہ  
 ہزاروں اُت سے بہتر ہے یہ اک اُت کا میلہ  
 لبِ غزم ہے عے نوشوں میں برسات کا میلہ  
 ہے یہ مقصود اس حج کا ہے یاس بات کا میلہ  
 ہے طیبہ کے چمن میں کعبہ حاجات کا میلہ  
 فضائے گنبدِ خضرا میں ہے برسات کا میلہ  
 ہے محشر کا جھمبلا، عفو تقصیرات کا میلہ  
 شفیع روزِ محشر سید السادات کا میلہ  
 خدائی میں لگا ہے اس خدائی رات کا میلہ  
 ہجوم حج ہے یہ تکمیل معمولات کا میلہ

شفیع محشر کا دربار دیکھوں کا سرِ محشر  
 مری آنکھوں نے دیکھا ہے ضیاءِ عرفات کا میلہ

## خیمہ گاہ

ہے بارہ میل رقبہ دشتِ عرفات مقدّس کا  
یہ رقبہ خیمہ و خرگاہ سے معمور ہوتا ہے  
ٹھہرتے ہیں انھیں بیروں میں اکرتا فلے سار  
یہاں نہرِ زبید ہے خزانہ صاف پانی کا  
بہت مشکل سے ملتا ہے یہاں حجاج کو پانی  
اگر مل جائے دو دو قرش کو اک کوزہ پانی کا  
ریال نقد بد و پانچ پہلے مانگ لیتا ہے  
معلم انتظام آب کرتے ہیں قرینے سے

لگا کرتا ہے میلہ جس میں خاصانِ خداس کا  
یہاں معلوم ہر ذرہ چراغ طور ہوتا ہے  
سکونِ قلب پاتے ہیں یہاں حجاج بیچا سے  
مگر منزل بمنزل ہے عجب عالم گرائی کا  
بلائے جاں ہے بدوی سقوں کی یقینہ سامانی  
تہ پیاسے راگ گائیں بدوؤں کی مہربانی کا  
بہت منت سے پانی کا کنسترا ایک دیتا ہے  
زخود کر دیتے ہیں بیفکر سب کھانے پینے سے

۱۰۰ قرش حکومتِ عرب کا کانس کا سکہ ہے جو ہندوستانی پاکستانی الٹی کے برابر ہوتا ہے۔ عرفات و منی میں عموماً ایک گلاس پانی کی قیمت ۲ قرش تھی۔

۲۰۰ ریال چاندی کا عربی سکہ جو ہمارے یہاں کے روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔ شرح تبادلہ عرفات و منی میں ایک سو روپیہ کے نوٹ کے بدلے اٹھاسی و نواسی ریال تھی۔ مکہ میں آخر تک نوے ریال رہی۔ ایک کنسترا پانی کی قیمت منی و عرفات میں عام طور پر پانچ ریال تھی۔ نہر سے دور کے ویزوں پر ایک ٹین کی قیمت تیس ریال تک وصول کی گئی۔



ضیافت خود معلم اپنے مہمانوں کی کرتے ہیں  
 عرب مہماں نوازی کا یہاں اظہار ہوتا ہے  
 یہ خیمے ہر طرف جو ایک ہی صورت کے ہوتے ہیں  
 بہت مشکل سے یہ بھٹکے ہوئے منزل کو پاتے ہیں  
 یہاں حجاج ہر دم صرف استغفار رہتے ہیں  
 یہاں بس دعاؤں میں ٹپکتے ہیں سب بھی کجیابی  
 درتوبہ یہاں بندوں پہ ہر دم باز رہتا ہے  
 معلم کے ہمارے جس جگہ تھے خیمے استادہ  
 یہاں سلطانؒ نے کی اپنے مہمانوں کی مہمانی  
 ہوئے کھانے سے فارغ ہو کے ہم وقفِ عاونانی  
 غرض حجاج کے اوقات یہ اچھے گزرتے ہیں  
 ہر اک ڈیسے پہ کھانا قیمتی تیار ہوتا ہے  
 بکثرت لوگ دیروں سے بہک جاتے ہیں کھوتے ہیں  
 معلم بے نیاز ان غمزدوں سے پائے جاتے ہیں  
 وظائف پڑھتے ہیں مشغول ذکر اذکار رہتے ہیں  
 دعائیں وقت سارا صرف کرتے ہیں شیدا ئی  
 ہر اک حاجی یہاں محو نیا زونا ز رہتا ہے  
 وہیں آکر ہوئے مسکن گزریں ہم خاک افتادہ  
 ضیافت میں کھلائی حاجیوں کو خوب بریانی  
 کئے ناشام ختم اپنے وظائف سب باسانی

رہے مشغول توبہ ہم یہاں درگاہ باری میں

اجابت کا مزا آنکھوں نے پایا اشکباری میں

۱۔ عرفات میں معلمین حجاج کی نہایت فراخ دلی سے دعوت کرتے ہیں۔ بڑی پرتکلف بریانی پکاٹی جاتی ہے۔  
 ۲۔ عرفات میں بکثرت حجاج دیروں سے الگ ہوتے ہی گم ہو جاتے ہیں۔ بسا اوقات تو کعبہ ہی میں کھوئے ہوئے حجاج قافلہ سے ملتے ہیں۔  
 ۳۔ مراج سلطان نام معلم۔

## جبلِ رحمت

ہے رحمت باری کا نقشہ جبلِ رحمت  
 آدم نے جہاں صدیوں مانگی تھیں جاتیں  
 وہ بابِ جاہت ہے گویا جبلِ رحمت  
 تھیں گناہوں کی ہوتی ہے یہاں آکر  
 ہے قلمِ رحمت کا چشمہ جبلِ رحمت  
 سحاج کی آنکھوں میں امت کی نظر میں  
 قبلہ جبلِ رحمت، کعبہ جبلِ رحمت  
 فردوسِ بے اماں ہے عرفات کا میخانہ  
 ہٹے بادہ کشوا بابِ توبہ جبلِ رحمت  
 اس خشک پانی کے جنت میں میں گل بوٹے  
 گلزارِ حیاں کا ہے تختہ جبلِ رحمت  
 خطبہ جو یہاں آکر حضرت نے دیا تھا خود  
 اب تک ہی پڑھتا ہے خطبہ جبلِ رحمت  
 شاداب ہیں دنیا کے گلزار و چین اس سے  
 ہے خشک چٹانوں کا تودہ جبلِ رحمت  
 اللہ کی یاد آئی، ایمان ہوا تازہ  
 کچھ دُور سے جہنم نے دیکھا جبلِ رحمت  
 اک طور تجلی ہے ہر نقشِ حجر اس کا  
 ہے عرش کی آنکھوں کا تارا جبلِ رحمت

اے حضورِ رحمتِ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ شریف سے حج کے لئے تشریف لائے تو جبلِ رحمت پر اپنے ناقہ اقدس  
 پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا یہی مسنون طریقہ خطبہ خوانی کا شریف کی حکومت تک جاری رہا۔ مگر موجودہ حکومت نے  
 یہ طریقہ مسنون ترک کر دیا ہے۔ اب خطبہ مسجد نمروہ میں ہوتا ہے۔



بے پردہ خضیا جلوے قدرت کے نظر آئے

ہے دیدہ حق میں کا پردہ: جبلِ رحمت

مستلم عالم اسلام میں جس کی فضیلت ہے

دُعا کو کوہِ رحمت کی طرف مل جل کے جاتے ہیں

حکومت نے حفاظت کیلئے ہیں ہرے سٹھلارے

قریب کوہِ رحمت والہانہ چال چلتے ہیں

ٹھہر جاتے ہیں جب پیشِ جبلِ حجاج آتے ہیں

تمام آنکھیں خشوعِ قلب سے آنسو بہاتی ہیں

دلوں سے میل ڈھل جاتا ہے عصیاں کی سیاہی کا

طبیعتِ حاجیوں کی شادمان معلوم ہوتی ہے

عقیدہ مند فردوسِ عقیدت جس کو کہتے ہیں

یہی کُسا رِ عشاقِ شہِ بطحا کی بستی ہے

یہاں نورِ خدا کی دیکھتے ہیں حیلوہ آرائی

بُھکائی ہے یہاں اپنی جبینِ افلاک نے برسوں

حدِ عرفات میں فردوسِ برکت کوہِ رحمت ہے

اثر کم دھوپ کا جب دن ڈھلے حجاج پاتے ہیں

نہیں ہے یہ جازت کوہِ رحمت پر کوئی جائے

معلم اپنے اپنے قافلے لے کر نکلتے ہیں

دعائیں استے بھر قافلے سب پڑھتے جاتے ہیں

بجوشِ گریہِ پیہم دعائیں مانگی جاتی ہیں

یہ منظر دید کے قابل ہے عشاقِ الہی کا

اجابتِ آئینہ برکت یہاں معلوم ہوتی ہے

یہی ہے وہ پہاڑی کوہِ رحمت جس کو کہتے ہیں

یہی ہے وہ جبلِ رحمت سدا جس پر بستی ہے

رسولِ رحمتہ للعالمین کے سارے شیدائی

یہاں کی ہے عبادتِ صاحبِ لاکھ برسوں

بہت محبوب تھا یہ کوہِ رحمت نزدِ پیغمبرؐ

یہاں توبہ قبول اللہ نے سرمانی آدم کی

تجلی گاوا براہِ تیمم و اسمعیل ہے یہ ہی

مناجاتیں جہاں بھری یہاں مقبول ہوتی ہیں

ہمارا قافلہ بھی چل کے آیا کوہِ رحمت تک

ہمارے کاروان کی شیخ یحییٰ نے قیادت کی

دعائیں اے خدا! مقبول فرما ہم غریبوں کی

عبادت کرتے تھے اگر ہیں اگلے رسل اکثر

یہاں مقبول ہوتی ہیں دعائیں اہل عالم کی

جہاں ارکانِ حج کی ہوتی ہے تکمیل ہے یہی

یہاں عفو و عطا میں رحمتیں مشغول ہوتی ہیں

ہماری التجائیں بھی گئیں بابِ اجابت تک

دُعا کے وقت سب کیفیت طاری تھی رقت کی

ہوں ساری مشکلیں آسان ہندی کم نصیبوں کی

## واپسیٰ مزدلفہ

چھپا سورج، ڈھلا دن، روحِ پرور وقتِ شام آیا

مبارک حاجیو، عرفات کی یہ حاضری تم کو

دُعا کے بعد واپس آئے جب ہم کوہِ رحمت سے

غروبِ شمس تک مزدلفہ کو عرفات سے چل دو

حرم کی سمت سے حجاج کی جانب پیام آیا

نویدِ مغفرت ہو، لطفِ حج کی یہ خوشی تم کو

کئے یا ہمدگر یہ منشوئے اہلِ رفاقت نے

وہاں ممکن ہو جس صورت سے اول وقت ہی پہنچو

۱۔ شیخ محمد یحییٰ صاحبِ معلم سراجِ سلطان کے بھائی ہیں۔ طریقہ تلقین دعائیں ثابت مؤثر ہے۔ آپ نے جبلِ رحمت کے سامنے جس سوز و گداز اور خشوع و خضوع سے دعائیں مانگی۔ وہ بیضیاتِ بھیجی ال سے فراموش نہیں ہو سکتیں۔



سفر کی کر رہے تھے ہر طرف تیاریاں جاچی  
یہی چھینٹے قبول حج کی جاں افزا علامت ہیں  
سحابِ رحمت باری سے ہلکی سی بھرن برسی  
گزر جاتا ہے حج کا روزیہ عرفات میں سارا  
پے تھجاج یہ اکتانہ دل خوش کن بشارت ہیں  
خداوند ایہ دن یہ جانفزاساعت مبارک ہو  
خدا شاہد کہ ہوتا ہے عجب پر کیفیت نظارا  
مسلمانوں کو حج کعبہ کی دولت مبارک ہو

### مُزْدَلَفہ

خدا معلوم کیا ہے فضل بے پایاں مُزْدَلَفہ  
خدا کی شان ہے یہ منزلت یہ شان مُزْدَلَفہ  
ہے بالاتر حدِ ادراک سے عرفان مُزْدَلَفہ  
ظہورِ جلوہ حسن و جمال ذاتِ واجب سے  
وقارِ عالم ایجاد ہے شربانِ مُزْدَلَفہ  
ہر اک فرہ کی تابش دیکھ کر تارے یہ کہتے ہیں  
نظرِ حُجّت بکفت آتا ہے رگستانِ مُزْدَلَفہ  
چراغِ طور روشن تھے تہ دامانِ مُزْدَلَفہ  
عبادت کہتے ہیں شب بھر یہاں اکثر خدا والے  
شبِ قدرِ مبارک ہے شبِ تابانِ مُزْدَلَفہ  
نمونہ ہے زمین حشر کا مسیحاں مُزْدَلَفہ  
بے مہمان خدا ہے کعبہ ہر مہمانِ مُزْدَلَفہ

۱۔ مُزْدَلَفہ عرفات و منیٰ کے درمیان وہ مقدس مقام ہے جس کو مشعرِ حرام کہا جاتا ہے۔ یہاں عرفات سے واپس ہو کر مغرب  
عشا کی نمازیں ایک ساتھ ایک نماز دایک اقامت سے پڑھی جاتی ہیں۔ یہاں شب بھر قیام کرنا مسنون ہے۔ اس رات  
کی فضیلت لیلۃ القدر کے برابر ہے۔ یہاں سے ۹۴ کنکریاں نغود کے برابر رنی کے لئے جمع کی جاتی ہیں۔

بہم مغرب عشاء پڑھئے یہاں عرفات سے آکر  
یہاں کے سنگہ نیچے بھی رخی میں کام آتے ہیں  
دُعائیں جاتی ہیں باجابت تک یہاں سب  
فرشتے رحمت باری کے ہیں بانِ مزدلفہ  
بعض ان عبادت ہیں یہ دوار کاں مزدلفہ  
یہ دولت ساتھ لے لے ہر تہی امانِ مزدلفہ

ضیاء گم کردہ منزل قافلے سے دُور تنہا ہے

خبر لینا میری میرِ عرب، سلطانِ مزدلفہ

یہ منزل ہے بہت مسعود نزدِ خالق اکبر  
یہاں کی ایک ہی شبِ شہدِ مبارک ہے  
فضائلِ لیلۃ القدرِ مبارک کے فزوں ہیں  
یہاں حجاجِ شب بیدار کو پیہم بشارت ہے  
نہاں ہے لیلۃ القدرِ مبارک اہل ایمان سے  
ہزاروں اتوں سے بہتر شبِ قدرائے مسلمان  
عبادت جس نے مزدلفہ میں کمر رات بھر کر لی  
حدیثوں سے ہے ثابت اقتدارِ دشتِ مزدلفہ  
یہاں بھی آئینہ ہر آن آثارِ حضوری ہیں  
یہاں بھی رحمتیں ہی رحمتیں تقسیم شہد ہیں  
ہے وقف اُس کے لئے جنت جو مشغول عبادت ہے  
شبِ مزدلفہ ہم آغوش ہے اربابِ عرفان سے  
شبِ قدر و شبِ مزدلفہ کی توقیر یکساں ہے  
شبِ قدر اُس نے گویا سجدہ رہ کے سر کر لی  
ہے شانِ مغفرت آئینہ دارِ دشتِ مزدلفہ



یہاں مغرب عشا اک ساتھ آکر پڑھتے ہیں حاجی  
یہی ہے رسم مسنونہ یہی ہے درس اسلامی  
ترانے سب یہاں لٹیک کے بل بل کے گاتے ہیں  
یہاں سے پڑھ کے حاجی سب نیاز فخر جاتے ہیں

## مشعر حرام

یہاں مشعر ہے جس کا ذکر ہے مرقوم قرآن میں  
قریب مشعر اقدس ٹھہرنا فعل سنت ہے  
یہاں ارض محشر<sup>۱</sup> وہ غضب گاہ الہی ہے  
ہو اتھا قہر حق نازل اسی ارض محشر پر  
یہیں میٹھی گئی تھی فوج اعدا ضرب کاری سے  
نشان مشعر انور ہے وہ مسجد، وہ مینارا  
یہاں بھی مانگی جاتی ہیں عائیں ذوق کامل سے  
مستلم ہے حقیقت جس کی قلب اہل ایمان میں  
یہاں دو چار ساعت بھی قامت خود عبادت ہے  
رقم جس کے مقدر میں دوامی رُوسیا ہی ہے  
یہیں مارے گئے تھے ابراہیم کی فوج پر پتھر  
ابابیلوں نے کی تھی سنگباری حکم باری سے  
نجوم و ماہ کہتے ہیں جسے گردوں کا اک تارا  
دم تو یہ نکلتی ہے یہاں بھی آہ ہر دل سے

۱۔ مشعر حرام وہ مقام ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں ان الفاظ کے ساتھ ہے: **فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ**  
یہاں ایک مسجد ہے جس کا مینار نہایت بلند ہے۔ رات کو برقی روشنی سے بڑا جاذب نظر معلوم ہوتا ہے۔ اس مسجد میں  
خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگی جاتی ہے۔

۲۔ وادی محشر مزدلفہ کے میدان میں ایک طرف کو وہ تلوہ زمین ہے جس میں ابراہیم کا لشکر تباہ ہوا۔ یہاں قیام کرنا ممنوع ہے۔

# لذت دید

شائق دید ہے وہ کام کی دید  
 ہے یہ وہ کو ہسارِ مزدلفہ  
 ہو اگر مشعرِ حرام کی دید  
 فرض ہم پر ہے جس مقام کی دید  
 مست و بخود ہیں تشنہ دیدار  
 لب ز مزم ہے ورجام کی دید  
 کیفِ نظارہ حرم ہے مدام  
 صبح کی دید ہو کہ شام کی دید  
 روزِ محشر گناہگاروں کو  
 عید ہے شافعِ انام کی دید  
 خوش نصیبی کا اُس کی کیا کہنا  
 ہو جسے مسجدِ حرام کی دید  
 اپنے در پر بلا لیا احسّر  
 تھی جو منظور اک غلام کی دید  
 دیکھ کر بے حجاب کعبہ قدس  
 ہو گئی راحتِ دوام کی دید  
 بعدِ نظارہ حرم ہو، کاش!  
 روضہ سرورِ انام کی دید  
 ارضِ مزدلفہ میں ہوئی آکر  
 رحمتِ خالقِ انام کی دید  
 ارضِ مزدلفہ میں ہوئی آکر

معصیت کوشیوں کا کفارہ

ہے ضعیف مشعرِ حرام کی دید



## مطابقہ جنوں اپنی گم گشتگی

چلے عرفات سے فی الفور مزدلفہ میں ہم آئے  
ہوئے ہم سوئے مزدلفہ رواں اپنی سواری پر  
یہاں میدان میں ہم نے لگایا اک طرف بستر  
کیا فوراً وضو بہر نماز اصحاب اکرم نے  
رکھازیر مصلتے میں نے چرمی بیگ کو اپنے  
کہا یوسفؑ نے مستورات کا بھی تقاضا  
سُنی یہ بات جب فوراً مصلتے سے میرا اٹھ آیا  
ہوئیں جب عورتیں فارغ تو میں بھی آیا بستر پر  
مجھے بٹوے کا یوں بستر سے کھوجانا گراں گزرا  
رضائے حق پہ شاکر رہ کے آ بیٹھا مصلتے پر

مناسک جو یہاں کے تھے بجالانا بجالائے  
مگر پہلے وہ پہنچے جو چلے موٹر پہ لاری پر  
پڑا تھا اس مبارک دشت میں حجاج کا لشکر  
جماعت سے پڑھیں دونوں نمازیں مشترک ہم نے  
ہوئے جس وقت فارغ ہمسفر دونوں نمازوں سے  
پڑھیں وہ بھی نماز اپنی یہیں خالی مصلتی تھے  
اُسی حالت میں چرمی بیگ کو سہواً وہیں چھوڑا  
نظر آیا مگر بٹوا مصلتے پر نہ چادر پر  
رہا کچھ دیر تک قف غم و افسوس دل میرا  
مگر اب دشت مزدلفہ میں تھا میں بے زرو بے پر

سنا تھا چوریاں مزدلفہ میں ہوتی ہیں زاید تر

خدا کے گھر میں یہ حجاج پر ڈاکہ زنی تو یہ!

نوافل جس قدر بھی پڑھ سکا پڑھتا رہا شب میں

تہجد پڑھ کے پھر کچھ دیر کو کمبل پہ آلیٹا

سحر سے پہلے لوٹا لے کے استنجہ کو پھر اٹھا

مگر جب کر کے استنجہ ہوا واپس تو یہ دیکھا

بچا اک سمت کو میں اور بستر کی طرف آیا

سحر تک جستجوئے ہمسفر کرتا رہا چل کر

کہوں کیا اپنے جوشِ اضطرابِ دل کا افسانہ

اُسی تھوڑی جگہ میں چاروں جانب پھر رہا تھا میں

بدن پر تھا فقط احرام، تھا اک ہاتھ میں لوٹا

پریشاں حال اس جانب سے اُس جانب گزرتا تھا

نماز یا جماعت صبح کی آخر پڑھی اک جا

مگر تھی کیا خبر یہ واقعہ گزرے گا خود مجھ پر

کریں اللہ سے اے کاش چوری دھنی تو یہ

دعائیں خوب مانگیں بارگاہِ حضرت رب میں

تھی نیند آنکھوں میں لیکن نیند سے تھا قلبِ پروا

سعید آگے بڑھے میں اُن کے پیچھے ہو لیا سیّدھا

نظر کے سامنے ہے قافلہ اک چند اونٹوں کا

کہیں لیکن رفیقوں کا، نہ بستر کا پتہ پایا

کسی صورت رفیقوں کو نہ پایا دشت کے اندر

تھا مزدلفہ میں اب میں دشتِ پیما مثل دیوانہ

نہیں معلوم اس دیوانگی کی دھن میں کیا تھا میں

تھی دستی سے لے لیا بچپن تھا، داموں کا تھا ٹوٹا

دُعائیں وردِ لب تھیں تو یہ استغفار کرتا تھا

وہاں سے اک طرف کو چل دیا آہستہ آہستہ

لے حاجی محمد سعید صاحب دہلوی رفیق سفر۔



## ملاقات

ابھی تھا نور کا ترکا، ابھی سورج نہ چمکا تھا  
 وہ بولے ہوں پریشان قافلے سے کھو گیا ہوں میں  
 خدا کی شان! وہ بچھڑے ہوؤں کو یوں ملاتا ہے  
 کہائیں نے کہ دو دیوانے دو آوارہ منزل  
 کہا جب میں نے کبھی بھی رہنے والا ہوں بدایوں کا  
 ہوئی تسکین حاصل قلب کو باہمد گرمل کر  
 پھر آئے دونوں مشعر پر دعائیں یرتک مانگیں  
 منی کو چل دئے آوارگان عشق ہم دونوں  
 رضی الدین صاحب محترم کا نام نامی ہے  
 بدایوں میں مکاں پر میرے یہ تشریف لاتے تھے  
 تھے ان کی گانٹھ میں نو قرش یہ بھی ہاتھ خالی تھے  
 کہاں جاتے ہیں حضرت؟ میں نے ایک شخص سے پوچھا  
 بدایوں ہے وطن میرا منی کو جارا ہوں میں  
 ہر اک گم کردہ منزل کو زخود رستہ دکھاتا ہے  
 ملے باہمد گر، اللہ رے! یہ جذبہ کامل  
 وہ بولے تم بدایوں کے میں ساکن ہوں سکھانوں کا  
 شناسائی بھی فوراً ہو گئی آخر نظر مل کر  
 رمی کو چھوٹی چھوٹی کنکرتیاں بھی فراہم کیں  
 و فور عشق میں نکلے چلے رُوداد غم دونوں  
 سکھانوں میں غنیمت آپ کی ذات گرامی ہے  
 مرے ہمراہ حج کرنے کے منصوبے بناتے تھے  
 رضا جوئے خدا تھے خوصلے دونوں کے عالی تھے

۱۔ حاجی شیخ رضی الدین صاحب موضع سکھایوں کے زمیندار ہیں۔ یہ گاؤں بدایوں سے پانچ کوس جانب مشرق مسلمانوں کی آبادی ہے۔ اس موضع کے تقریباً چودہ مرد اور عورتیں اس سال حج کو گئے تھے۔ شیخ رضی الدین صاحب یکم جون ۱۳۸۵ء کو بدایوں کو میرے غریب خانہ پر تشریف لائے تھے۔

ہوا جب چلتے چلتے راستہ میں بھوک کا غلبہ سفر جل مولے کراک کنا رے بیٹھ کر کھایا

منی میں آگئے شکر خدا گم کردہ مستزن ہم  
ہزار افسردہ خاطر تھے مگر تھے مطمئن دل ہم

## دائِلہ منی

عاشقانِ قبلہ عالم منی میں آگئے  
کارواں آوارہ بے زر، بینوا، گم کردہ را  
ولولہ ہم میں بھی ہے قربانی و ایشار کا  
ہر قدم پر ہے مسرت عفو عصیاں کی نصیب  
آج پھر الحمد للہ ہم منی میں آگئے  
شکر اللہ خوشدل و خرم منی میں آگئے  
ہم جنوں ساماں بھی اے ہم منی میں آگئے  
ہو کے حزن و یاس سے بے غم منی میں آگئے  
اے کریم ذوالمنن، توبہ ہماری کر قبول  
کر کے نظم معصیت برحم منی میں آگئے  
نصرتِ اسلام کی تکبیر گونجی ہر طرف  
فتح کے قدسی لئے پرچم منی میں آگئے

ہو گئی تکمیل ذوق دشتِ پیمائی ضیا!

چل کے مزدلفہ سے پیدل ہم منی میں آگئے

منی میں ٹھٹ کے ٹھٹ حجاج کے جاتے ہوئے دیکھے  
شیاطینِ راہِ حق سے اہ کتراتے ہوئے دیکھے



یہ مجمع حجرہ عقبی کی جانب کو روانہ تھا  
 رمی حجرہ ابراہیم کی دیرینہ سنت ہے  
 رمی کی یادگاریں تین بازارِ منی میں ہیں  
 مقامِ خاص وہ ہیں جہاں ابلیس نے آکر  
 خلیل اللہؑ نے دیں جھڑکیاں ہر بار شیطان کو  
 رمی دسویں کو تھا حجرہ عقبی کی ہوتی ہے  
 یہاں پر سنگریزے سات کن کر مارے جاتے ہیں  
 ہجومِ عام کے ہمراہ دونوں ہو لئے ہم بھی  
 بڑھے آگے ہوئے مصروفِ پتھر مارنے میں ہم  
 رمی کے بعد سینہ میں سرورِ معرفت پایا  
 نہایت کیفیت افزا ہے رمی یہ روزِ اول کی  
 رمی کے بعد صبح جاتی ہے ل سے گردِ ناچاتی

بلند افلاک تک لتیک کا دلکش ترانہ تھا  
 اسی سنت کی عامل مصطفیٰؐ کی پاک اُمت ہے  
 ستوں یہ چھوٹے چھوٹے تین کُسا رمنی میں ہیں  
 دکھائے تھے خلیلِ حق کو اپنے مکر کے جو ہر  
 نہ دھوکا دے سکا ابلیس کچھ محبوبِ رحماں کو  
 رمی شانِ تکبرِ نفسِ امارہ سے کھوتی ہے  
 دمِ حجرہ خیالِ رجمِ شیطانِ ل میں لاتے ہیں  
 جب آئے نزدِ عقبی بھڑاہل ہوش کی دیکھی  
 ادا کی بے خودی میں یہ رمی کی رسمِ مستحکم  
 نظر آنکھوں کے اندر عشقِ بزدان کا خارا آیا  
 طبیعتِ مطمئن ہو جاتی ہے حجاجِ بیکل کی  
 ضرورتِ تبیینِ خوانی کی اب رہتی نہیں باقی

حجرہ عقبی یہ ستون ہے جو مکہ سے آتے ہوئے منی کی وسیع سڑک پر سب سے اول آتا ہے۔ دسویں ذوالحجہ کو صرف اسی  
 حجرہ پر رمی ہوتی ہے۔ اسی سڑک پر جو بازار کی سڑک کہلاتی ہے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دو حجرے اود ہیں۔  
 یہ ستون ان تاریخی مقامات کے نشانات ہیں۔ جہاں شیطان حضرت خلیل اللہؑ کو ہرکاتا تھا۔

## جستجوئے کارواں

ہوئے بعدِ رُفِی واپس مگر وحشت تھی یہ ل پر  
 رضی الدین اپنے قافلہ کی جستجو میں تھے  
 وہ آئے خیف کی مسجد تک اپنے کیمپر کو ڈھونڈا  
 ملے مسجد کے در پر اک جہازی ہمسفر اُن کو  
 بغیر عذر قرضہ دے دیا اُس مرد خوش خُونے  
 رضی الدین قرضہ پاتے ہی بازار کو آئے  
 گئے دو چار دکانوں پہ دیکھا جا بجا کھانا  
 ہوئے پھر اک بڑی دکان میں داخل اور یہ دیکھا  
 ملے باہم گلے آپس میں سب فرطِ محبت سے  
 نظر آئے اپنا ہم سفر کوئی بھی رستے بھر  
 رفیق اپنا کوئی مل جائے ہم اس آرزو میں تھے  
 ملا ڈیرانہ اُن کو اس جگہ لیکن کہیں اپنا  
 کہا اُن سے کہ ہوں پھڑا ہوا کچھ دام قرضہ دو  
 ادا شکر اس عنایت کا کیا قلب عطا جو نے  
 مری تسکین خاطر کے لئے کچھ لفظ فرمائے  
 نہ پایا اپنی مرضی کا مگر خوش ذائقہ کھانا  
 کہ سارا قافلہ مشغول خوردن ہے بدایوں کا  
 کیا اہل وطن نے خیر مقدم میرا الفت سے

محبت سے مجھے کھانا کھلایا شادمان ہو کر

ہوا مسرور میں اہل وطن کا مہماں ہو کر



# قربانی

مجھے تھی اس سفر میں راستہ بھریہ پریشانی  
 ہتیا و ام قربانی کے کیونکر کر سکوں گا میں  
 مگر خود دل ہی ل میں جذبیہ صادق یہ کہتا تھا  
 ابھی اہل وطن ہوٹل سے باہر آنے پائے تھے  
 کما عبد الغنی نے مجھ سے چلے بہر قربانی  
 چلانہ رخ کو میں بھی ساتھ ان سب مہربانوں کے  
 ہزاروں شخص قرباں گاہ کو جاتے نظر آئے  
 ملے نزدیک قرباں گاہ شفقت اور کہا مجھ سے  
 ہزاروں کبریاں بھٹیں ہزاروں سکریٹروں دُنبے  
 خریدیں کبریاں چل پھر کے ہم نے بہر قربانی  
 پڑی تھیں جا بجا ذبح شدہ لاشیں حاٹے میں

الہی! بعد حج کیسے کرونگا اب میں قربانی  
 ہے مجھ سے کون واقف قرض کس سے جا کے کونجیا میں  
 خدا خود میرا سامان است ارباب توکل را  
 ابھی باہر گھر سب میں اشارے تھے کنائے تھے  
 ہوئی دل سے مے زائل مے زائل کی پریشانی  
 وہاں مجھے نظر آئے ہزاروں خاندانوں کے  
 کیلے سے ہزاروں آدمی آتے نظر آئے  
 کہ آئیں آپ ڈیرے پر مے قربانیاں کر کے  
 یہاں حبشی و بدوی بیچنے کو لیکے آئے تھے  
 وہیں کی دم زدن میں بدوؤں ذبح سامانی  
 کسی کو گوشت کا طالب پایا اس جھیلے میں

لہ الحاج شیخ عبد الغنی صاحب رئیس سکھانوں ضلع بدایوں۔

مصارف کے لئے عبدالغنی سے لی رقم میں نے  
 قریب دوپہر مذبح سے واپس لوٹ کر آئے  
 خدا کا شکر پورے ہو گئے ارکان حج سارے  
 سکوں پایا بالفاظِ دیگر یہ کیف و کم میں نے  
 سب احبابِ بدایوں کیمپ کے اندر نظر آئے  
 مکمل کر دئے اللہ نے سامانِ حج سارے

## بدایوں کیمپ

پہاڑی پر مٹی میں خمیہ زن اہل بدایوں تھے  
 تھے چودہ پندرہ احبابِ بے میں سکھانوں کے  
 محبت سے مجھے احباب نے ڈیرے میں ٹھہرایا  
 پریشانی مٹی اپنے رفیقوں کی حُسدائی کی  
 کئے ڈیکے میں میری استراحت کے ہم سا  
 ولی، اقبال اور عبدالغنی مصروفِ خاطر تھے  
 غرض اہل وطن یہ مستحقِ شکر یہ سب ہیں  
 خلیق و بامروت سب یہ اصحابِ ہمایوں تھے  
 جگہ تھی مختصر لیکن اسی میں سب ٹھہرے تھے  
 ہر اک کو میں نے اپنے حال پر خود مہرباں پایا  
 عزیز از جان شفقت نے بالفت پیشوائی کی  
 محبت کا کیا اظہار اس ناکام سے ہر آن  
 رضی الدین تو پہلے ہی سے اس فن کے شاطر تھے  
 یہ سب شیدائی عشقِ حلیب حضرت ربیب

۱۔ حاجی شیخ شفقت اللہ صاحب ولد حاجی حکمت اللہ صاحب ٹھیکہ دار انصاری۔

۲۔ بزرگ معتمد حاجی ملا ولی محمد صاحب قادری محب رسول قریشی۔

۳۔ حاجی شیخ اقبال رسول صاحب زمیندار عبداللہ گنج بدایوں۔



## تلاشِ معلم سراج سلطان

معلم سے جدا محروم سامان سفر تھا میں  
 کہ سامان سفر سب دوش اہل کارواں پر تھا  
 مگر قسمت میں تھا اب تک وہی ملبوس عریانی  
 رفیقان سفر کی جستجو منشا و مقصد تھا  
 چلے اُس سمت ہی کو بر بنائے ذوق صادق ہم  
 مگر پایا نہ اپنے کارواں کا کچھ تباہ ہم نے  
 کہ آگے اس کے اکٹئی نہ منزل تھی جادہ تھا  
 یہ اہل خاندان شفقت کے تھے شرعی و قانونی  
 کہا دونوں سے خمیہ ہے ہمارا آگے رستے پر  
 سراج الدین سلطان سامنے آتے نظر آئے  
 کیا اظہار غم میرے جدا ہونے پہ گہرا کر  
 کہیں لیکن پتہ پایا نہ میں نے آپ کا اصلا

ابھی تک اپنے اہل کارواں سے بیخبر تھا میں  
 وہی احرام اتیک میرے جسم ناتواں پر تھا  
 حلال احرام سے میں ہو چکا تھا بعدِ تشریفانی  
 قریب شام میں ہمراہ شفقت کیمپ سے نکلا  
 جدھر ٹھہرے تھے ہمراہ معلم روزِ سابق ہم  
 کئی فرلانگ لمبے راستے کو طے کیا ہم نے  
 ہجوم یاس میں اب لوٹ چلنے کا ارادہ تھا  
 یکایک مل گئے شفقت کو دو نکلا بدایونی  
 کیا اصرار شفقت سے انہوں نے چلنے ڈیرے پر  
 ابھی کچھ دور ہی ہمراہ اُنکے ہم تھے چل پائے  
 مجھے دیکھا تو مجھ سے ہم بغل وہ ہو گئے آکر  
 کہا مجھ سے کہ میں نے جا بجا کمرپ میں ڈھونڈا

ہوئی بید مسترت ان کے ملنے کی برائے دل کو  
تمام افراد و اہل کارواں کو خیمہ زن پایا  
ملے مجھ سے یہ دنوں بمسفر لطف و محبت سے  
کیا دریافت میں نے ہے کہاں اسباب میرا  
مجھے روکا، کہا اب آپ ٹھہریں اپنے ڈیرے میں  
گزارش میں نے کی اب صبح کو میں ضری ونگا  
معلم سے منگایا میں نے آخر ہینڈ بیگ اپنا  
ابھی تک قلم تھے جس قدر آثار و حشت کے  
مری دیوانگی کا جائزہ قدرت کو لینا تھا

چلے لے کر وہ اپنے گھر پہ مجھ گم کردہ منزل کو  
سعید و شیخ یوسف کو بھی زیب انجمن پایا  
تاسف کا کیا اظہار فرط رنج و کلفت سے  
کہا، ڈیرے کے اندر رہے یہی ہے آپ کا ڈیرا،  
کہ وہ کلفت و زائل سب اٹھانی ہے جو رستے میں  
اجازت جا کے حاصل سرب و طن الوں سے کر لونا  
و ظیفہ شب کو پڑھنا تھا مجھے ناغہ شدہ دن کا  
وہ مجھ گم کردہ منزل کے لئے درس ہدایت تھے  
گذشتہ غفلتوں کا یوں مجھے انعام دینا تھا

## تفصیل مناسک حج

نویں تاریخ یوم الحج تھی جو عرفات میں گزری  
منی میں قافلے مزدلفہ سے وقت سحر آئے  
ہے دست تاریخ یہ، بہر رمی و بہر شربانی  
شب عاشورہ مزدلفہ کے مہولات میں گزری  
یہاں کے جو مناسک تھے یہیں اکثر بجالائے  
حلال احرام سے حجاج ہوتے ہیں باسانی



فراغت پا کے قربانی و حلقِ راس سے حاجی  
مگر سعی صفا کے بعد پھر آجاتے ہیں واپس  
منی میں شرط ہے تشریق کے ایام تک ہونا  
رمی بعد طلوع شمس ہی دسویں کو ہوتی ہے  
منی سے تینوں دن کعبہ کو حاجی آتے جاتے ہیں  
رمی گیارہ کو ہے کرنا ضروری تینوں حجروں پر  
رمی کرنے کو پہلے حجرہ اولیٰ پہ آتے ہیں  
رمی آخر میں ہر دن حجرہ عقبیٰ پہ ہوتا ہے  
رمی کے بعد رکنا قبلہ رو ہو کر دعا کرنا  
عمل یہ بارہویں اور تیرھویں کو بھی مناسب ہے  
رمی کے وقت کا آغاز پہلے دن سحر سے ہے  
مقرر ہیں رمی کے چار دن سویرے تیرہ تک  
منی سے لوگ چل دیتے ہیں بارہ کو رمی کر کے  
رمی کے بعد قربانی سے فارغ ہو جو دسویں کو

پٹے طواف زیارت سوئے کعبہ ہوتے ہیں راہی  
یہاں شب باش ہونا ہے صفتِ حجاج کو از بس  
یہاں رہ کر بجالانا ہے لازم کل مناسک کا  
جو گردِ معصیت کو دامنِ مسلم سے ہوتی ہے  
بجا احکام حج سارے بعد اخلاص لاتے ہیں  
ہر اک حجرہ پہ مار و سنگریزے سات گن گن کر  
یہاں سے حجرہ وسطیٰ کی جانب لوگ جاتے ہیں  
رمی دسواں شیطانی کو قلبِ دل سے کھوتا ہے  
ہر اک حاجی کو ہے ان پہلے دو حجرات پر زیبا  
یہی معمول ہے جو مستحب مسنون واجب ہے  
مگر وقتِ رمی باقی دنوں میں دوپہر سے ہے  
ہمیشہ سے ہے حجاج گرامی کا یہی منسک  
اسے رکھا ہے جائز مفتیان ملتِ حق نے  
پٹے طواف زیارت سوئے کعبہ روا نہ ہو

مگر ہے شرط پہلے ظہر سے کعبہ پہنچ جائے  
یہی طواف زیارت ہے جو حج کا رکن آخر ہے  
طواف کعبہ وسیع صفا کے بعد اے ہمد  
باطمینان خاطر ان مناسک کا ادا ہونا  
خدا توفیق حج دے اہل ولت اہل ثروت کو  
طواف کعبہ کے ہیں حج شرائط سب بجائے  
یہ طواف آخری سعی صفا مروہ کی خاطر ہے  
پے شکر خدائے کعبہ سر کردے حرم میں خم  
خدا شاہد کہ ہے حج مبارک کا ادا ہونا  
دکھائے گنبد خضرا شہ بطحا کی اُمت کو

## طواف زیارت

سحر کا وقت ہے میدہ لگا ہے شاہراہوں پر  
منی سے سوئے مکہ جا رہے ہیں لوگ کثرت سے  
کلینز موٹروں کے جا بجا اعلان کرتے ہیں  
ہزاروں حاجوں کو ہم نے جب تک جاتے ہوئے دیکھا  
مبارک پختیبہ کا ہے ن تاریخ گیارہ ہے  
ہیں احباب بدایوں سب کے سب ہمراہ لاری میں  
زبان پر حاجیوں کی شکر باری کے ترانے ہیں  
نئی تیاریاں ہیں چاروں جانب خیمہ گا ہوں پر  
بھری ہیں لاریاں عشاق سلطان رسالت سے  
ریال اک مانگتے ہیں لاریوں میں سب کو بھرتے ہیں  
ارادہ کر دیا ہے ساختہ مکہ کے جانے کا  
منور صبح سے اپنے مقدر کا ستارہ ہے  
خوشی ہے سب کو حاصل اس سفر میں اس ساری میں  
بلند آہنگیوں میں گم خوشی کے شادیاں ہیں



سب احباب سوئے حرم جا رہے ہیں  
 ملی دولت حج بر لطف الہی  
 وہیں صرف سجدہ رہیں سر ہمارے  
 تھے گھر تھے در پہ اے کعبہ والے!  
 نئے پیر ہیں، قبائیں نئی ہیں  
 ہے دل مائل پیروی رسالت  
 ہے جذبات عیش و طرب کی نمائش  
 نہیں فرق ماؤشما حابیوں میں  
 مسرت کے آنسو ہیں آنکھوں میں نہاں  
 ہو مقبول حج اے خدا! یہ ہمارا  
 ضیاء ہے طواف زیارت کی اکٹھن  
 طواف زیارت کو ہم جا رہے ہیں  
 پئے سجدہ کعبے کو ہم جا رہے ہیں  
 جہاں آج اپنے قدم جا رہے ہیں  
 طلبگار لطف و کرم جا رہے ہیں  
 باندا زحباہ و چشم جا رہے ہیں  
 کسی کے قدم پر قدم جا رہے ہیں  
 مٹائے ہوئے رنج و غم جا رہے ہیں  
 کچھ اس طرح مل کر ہم جا رہے ہیں  
 ہیں مسرور با چشم نم جا رہے ہیں  
 یہ حسرت لئے دل میں ہم جا رہے ہیں  
 حرم کو گدائے حرم جا رہے ہیں

## مکہ میں داخلہ

ہوئے اکرمی سے جب حرم کی حد میں داخل ہم  
 نظر آبادی مکہ میں آیا ہو کار اک عالم

مقفّل تھے مکان، بازار تھے سب بند کئے

نظر آتے نہ تھے راہوں پر یوانوں کے وہ جھگٹ

حرم کا خوشنما منظر عجب معلوم ہوتا تھا

حرم میں آتے ہی کی جستجو حجام کی ہم نے

تمام اطراف میں حجام کو ڈھونڈا نہیں پایا

اقامت گاہ احباب بدایوں پر میں جب آیا

بنادی آپ نے میری حجامت فرطِ اُلفت سے

فراغت غسل سے پانی یہاں سب آنے والوں نے

یہاں آکر مقفل بیتِ اسمعیل کو پایا

طوافِ کعبہ کرنے بخودی میں پہنچے متوالے

ہزاروں حاجیوں کو گردِ کعبہ گھومتے دیکھا

کیا طوافِ زیارت گردِ کعبہ مل کے ہم سب نے

پئے سعی صفا پہنچے طوافِ کعبہ ہم کر کے

ہوئی تکمیل حج کعبہ الطواف الی سے

کہ تھے ارضِ منیٰ میں خمیہ زن فرزندِ مکے کے

نہ تھے حدِ تصور تک مسلمانوں کے وہ جھگٹ

مگر شہرِ خموشاں شہرِ سب معلوم ہوتا تھا

اتاری تھی نہ چادر آج تک حرام کی ہم نے

نظر یہ سکہ دشوارِ حلقِ راس کا آیا

کہ عبد الغنی میں آئینہ اور استرا پایا

کیا لبریز میرے قلب کو اپنی محبت سے

کئے تبدیل اپنے پیرہنِ آشفہ حالوں نے

مکین کوئی نہ کوئی خادم و مہماں نظر آیا

دورِ شوق سے فرطِ ادب سے گردینِ ڈالے

ہجومِ بے خودی میں سنگِ اسود چومتے دیکھا

لیا آغوش میں ہم بیکسوں کو رحمتِ رب نے

دُعائیں خوب مانگیں چشمِ درخِ سونے حرم کر کے

نویذِ مغفرت پائی نسیمِ صبح کا ہی سے



## اظہارِ عقیدت

کریم! حاضرِ بابِ حرمِ غریب ہوا  
 مری فغاں مرے فریادِ رس سنی تو نے  
 طوافِ کعبہ کو حاضرِ خوشا نصیب ہوا  
 مسافرِ عرفات و منی و مزدلفہ  
 سجودِ شوق کو صحنِ حرمِ نصیب ہوا  
 ہے سرفرازی پہ نازاں جبینِ سجدہ گزار  
 خلیلِ کعبہ کی محفل کا وہ نقیب ہوا  
 حرم میں جس نے کہا فرطِ شوق سے لٹیک  
 نصیب آج طوافِ درجیب ہوا  
 دم طوافِ حرم تھا یہ حسنِ ظن مجھ کو  
 حساب کیوں مرے جرموں کا یا حبیب ہوا  
 ہے رو سیاہوں کی گرتجھ کو لاجِ روزِ حسا  
 حرم سے جتنا گلائے حرمِ قریب ہوا  
 غمِ گناہ ہوا دل سے دور اُتنا ہی  
 امینِ کعبہ سیجا نفسِ طیب ہوا  
 مریضِ عشق کو تکیے میں جاں بلب پا کر  
 غلامِ جس کے ہیں خیرِ الائم وہی آتی  
 صفتِ رسل کا خدا کی قسم خطیب ہوا

تمام عمر سے جس یومِ حج کی حسرت تھی  
 ضیا کو آج مبارک وہ دن نصیب ہوا

## واپسی منی

طوافِ کعبہ کر کے آگئے واپس منی ہیں ہم  
یہاں قربانیاں کیں اور ہم نے تین اسوں کی  
پکایا گوشت قربانی نواتین سکھانوں نے  
نمازین خیف کی مسجد میں دواک کیں اداہم  
منی میں خیف کی مسجد نہایت ہی مقدس ہے  
منی میں دوسری ایک اور مسجد مسجدِ انصب ہے  
ہے یہ غارِ اقدس جس کے اندر ایک پتھر پر

یہاں ماٹل رہے دو رات دن یادِ خدا میں ہم  
نگردیکھی عجب درگت سی قربانی کی لاشوں کی  
مزے کے ساتھ کھایا جس کو احبابِ ایوں نے  
جماعت ورنہ خیمہ ہی پہ کی اپنی جہاں ہم نے  
یہ مسجد بھی عبادت گاہِ سلطانِ خدا رس ہے  
جہاں اک غارِ خلوت خانہ پیغمبرِ رب ہے  
ابھی تک شے نشانِ فرقِ سلطانِ جہاں پرور

۱۔ منی کا مذبح ایک نہایت وسیع احاطہ ہے جس میں لاکھوں راسیں ذبح ہوتی ہیں مگر قربانی کی راسوں کا کوئی نظم نہیں۔ گوشت  
کھال۔ بال۔ خون۔ ہڈیاں تمام کی تمام جدید سائنسیک طریقوں سے بہت قیمتی سرمایہ بن سکتی ہیں۔ جو شرعی طور پر غریب طالب علموں  
یتیموں معذوروں وغیرہ مستحقین کے لئے مددِ محاش میں لائی جاسکتی ہیں۔ حکومت اگر توجہ فرمائے تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔  
۲۔ مسجدِ انصب۔ یہ مسجد ایک پہاڑی پر جو مسجدِ خیف سے ملحق ہے واقع ہے۔ علامہ ارزقی نے لکھا ہے کہ یہ مسجد اس غار  
کی یادگار قائم رکھنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

۳۔ اسے غارِ مرسلات کہتے ہیں۔ یہاں سورہ مرسلات نازل ہوئی تھی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دھوپ کے  
حفاظت کے لئے اس غار کے اندر تشریف لائے تو حضور کا سر مبارک ایک پتھر سے ٹکرا ہوا پتھر موم ہو گیا۔  
پورے سر مبارک کا نشان اس پتھر پر موجود ہے۔



حدیثوں میں رقم ہے نام غارِ مرسلات اس کا  
منیٰ میں مسجدِ نحر اور ہے اک تیسری مسجد  
پڑھا تھا خود یہاں شہ نے دو گانہ عیدِ الاضحیٰ کا  
اعلائے مختلف اطراف میں نچتہ بستے ہیں  
منیٰ کی شہریت موقوف ہے صد ہا مکانوں پر  
مکان منزل بمنزل پانچ چھ منزل تک اونچے ہیں  
احاطوں میں یہاں خیمے ہزاروں تانے جاتے ہیں  
یہاں اہل دُؤل کے کیمپ عالیشان بنتے ہیں

ہر اک ذرہ ہمیں ہے زنیہ بابِ نجات اس کا  
میانِ حجرہ اُولیٰ و وسطیٰ ہے یہی مسجد  
یہاں ثابت ہے راسینِ فوج کرنا شاہِ والا کا  
مکانِ الان کمرے جن کے اندر کچے پکے ہیں  
مدارِ آباد کاری کلبہ ہے حج کے میمانوں پر  
ہزاروں کے عوض اکثر کرایہ پر جو اُٹھتے ہیں  
کرایہ ان احاطوں کا بھی مالک اُن کے پاتے ہیں  
ہزاروں شامیانے اور ڈیرے جن میں تننتے ہیں

منیٰ میں پانچ دن ہر گھر ہوئے مکے کو واپس ہم  
کہیں کیا کر کے حج تھے کس قدر مسرور ہیں ہم

لے مسجدِ نحر وہ مسجد ہے جو عرفات جلنے والی سڑک پر حجرہ اُولیٰ و حجرہ وسطیٰ کے درمیان واقع ہے۔ یہاں حضور  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عیدِ الاضحیٰ پڑھی اور قربانی کی تھی۔

## مکہ معظمہ کو واپسی

منی سے چل کے واپس آئے حجاج مکے میں  
 حرم میں جان نثاران حرم پھر بزم آرا ہیں  
 طواف کعبہ ہے پھر مشغلہ افرادِ ملت کا  
 نمازی سب اذان سنتے ہی آجاتے ہیں کعبے میں  
 باوقاتِ دیگر رہتا ہے اب صحنِ حرم خالی  
 جھیلے اب گلی کوچوں میں یوانوں کے رہتے ہیں  
 خریداروں کا میلہ روز بازاروں میں رہتا ہے  
 مقدس ہیں مکرم ہیں یہ سب کہسا مکے کے  
 ہے کوہِ بوقبیس ان کو ہزاروں میں معزز تر  
 نئی دنیا نظر آنے لگی پھر آج مکے میں  
 وہی جلوے جو پہلے تھے نمایاں پھر دوبارہ ہیں  
 مقاماتِ مقدس پر وہی مجمع ہے اُمت کا  
 عبادت کے فرائض سب کجاتے ہیں کعبے میں  
 نظر آتا ہے اکثر ہر مقامِ محترم خالی  
 سر بازار ہنگامے مسلمانوں کے رہتے ہیں  
 گزر دیوانگانِ حق کا کساروں میں رہتا ہے  
 حقیقت میں جہاں ساماں ہیں گنزار مکے کے  
 ہوا تھا معجزہ شق القمر کار و نمسا جس پر

لے کوہِ بوقبیس یہی وہ پہاڑ ہے جس کو صوفیہ ماضیہ میں فاران بتایا گیا ہے۔ اسی پہاڑ کے دامن میں مکہ آباد ہے  
 اسی پہاڑ کی چوٹی پر تشریف فرما ہو کر حضور نے معجزہ شق القمر کا اظہار فرمایا تھا۔



انہیں میں کوہ نور و ثور ہے کوہ حرا بھی ہے  
 اسی وادی کے اندر مولد خیر الوری بھی ہے  
 یہیں ہے دار ارقم، دار حمزہ، مولد زہراؑ  
 یہیں ہے مدفن ابن زبیر و حبیب مالا  
 غرض معمور ہے مکہ مقامات مکرم سے  
 زمین گم کی ہے ممتاز و اشرف ارض عالم سے  
 ہے مکہ کو شرف یہ عہد ابراہیم سے حاصل  
 ہے مکہ کو تقرب احمد بے میم سے حاصل

۱۔ کوہ نور مکہ سے جانب جنوب ایک بلند چوٹی ہے۔ منی کی آمد و رفت کے وقت اس کی زیارت ہو جاتی ہے۔  
 ۲۔ غار ثور وہ مقدس مقام ہے جہاں ہنگام ہجرت حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
 تین روز قیام فرمایا تھا۔ اب اس غار مقدس تک جانے کی ممانعت ہے بلکہ ستم طریقہ یہ ہے کہ ایک دوسرا غار بھی  
 فریب دہی کے لئے بنادیا گیا ہے۔ یہ غار کوہ نور کے نشیبی حصہ میں ہے۔

۳۔ کوہ حرا۔ یہ پہاڑ مکہ سے جانب شمال ہے نہایت بلندی پر اس کی گول ٹوپی نما چوٹی ہے۔ چوٹی سے کچھ نیچے غار حرا ہے  
 جہاں مدتوں حضور نے عبادت کی ہے۔ پہاڑوں پر اول تو حکومت نے ممنوع قرار دیدیا ہے مگر پھر بھی عقیدہ تہجد پہنچ جاتے ہیں۔  
 ۴۔ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ وہ عرش آستان مقام ہے جہاں محبوب خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے  
 حکومت شریفیہ تک شعب بنی عامر میں ایک خوشنما قبۃ بنا ہوا تھا۔ یہ قبۃ خلیفہ ہارون رشید کی والدہ نے بنوایا تھا۔ بارہ  
 سو برس کے بعد حکومت سعودیہ نے اس مقدس قبۃ کو نہ صرف منہدم کیا بلکہ جگر خراش توہین کی۔ اب اس جگہ کسی کو نہیں جانے  
 دیا جاتا۔ متعلمین و مطہرین کو شدید ممانعت ہے کہ وہ حجاج کی وہاں تک رہنمائی کریں۔

۵۔ دار ارقم۔ یہ وہ مقام ہے جس کا ذکر احادیث میں بکثرت آیا ہے۔ حضور اسی مقام پر صحابہؓ کو اسلام کی تلقین فرمایا  
 کرتے تھے۔ اسی مقام پر حضرت فاروق اعظمؓ مشرف باسلام ہوئے تھے۔ یہ مقام کوہ صفا کے قریب ہے۔  
 ۶۔ دار حمزہ۔ یہاں بھی پیشتر قبۃ بنا ہوا تھا۔ یہ جگہ بھی منفقود کر دی گئی ہے۔

۷۔ مولد زہرا۔ یہ محل خاص حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ اسی مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب  
 اولاد (قاسم، عبداللہ، زینب، زکریا، ام کلثوم اور فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہم) پیدا ہوئی۔ یہ بھی مٹا دیا گیا ہے۔

۸۔ جنت المعلیٰ جس طرف عامہ میں جنت مالا کہا جاتا ہے۔ یہ وہ شہر قبرستان ہے جہاں اسلام کے درخشاں ستارے یعنی ہزاروں  
 اصحاب اہلبیت اور اولیاء اللہ دفن ہیں۔ اس میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی قبر بھی تھی۔ اب بجز ام المومنین سیدہ طاہرہ  
 خدیجۃ الکبریٰ کے کسی کی قبر کا نشان باقی نہیں ہے۔ مکہ کی آبادی کے متصل منی جاتے ہوئے بائیں جانب واقع ہے۔

مقامات شرف پنہاں ہیں اب یہ چشمِ عالم سے  
سعودی حکمران کا عام حکم استناعتی ہے  
پہنچ جاتے ہیں اربابِ عقیدت پھر بھی چھپ دے  
معلم حاجیوں کی راہنمائی کر نہیں سکتے  
منی کو جاتے آتے ہم نے کوہِ نور کو دیکھا  
جو دیکھے یا نہ دیکھے دیکھنے والوں کی قسمت ہے  
مٹائے جا چکے ہیں حکمران کے حکمِ محکم سے  
زیارت کرنے والوں پر سزا کی حد لگائی ہے  
مگر زوار کو ملتا نہیں اصلاً کوئی رخصت  
پہاڑوں پر جو بوڑھے ہیں چڑھائی کر نہیں سکتے  
زیارت کی چراگی چوٹیوں کی، طور کو دیکھا  
دلِ نادیدہ لیکن اب بھی مشتاقِ زیارت ہے

### کوہِ ابوقبیس

جوشِ جنوں بھی دشت میں خاکِ بستر ہو سکا  
لغزشِ پا کا ہو بھلا چلنے دیا نہ دو قدم  
تا حدِ منزلِ مراد ہم سے سفر نہ ہو سکا  
کوہِ ابوقبیس تک اپنا گزر نہ ہو سکا

### جبلِ نور

#### حسرتِ نظارہ

نورِ حقِ جنتِ نظر نہ ہوا  
جبلِ نور کی بلندی تک  
جبلِ نور تک گزر نہ ہوا  
ضعفِ آمادہ سفر نہ ہوا  
کبھی کیا شباب کا ماتم  
مجھ سے پیری میں سفر نہ ہوا



دُور سے کوہ نور دیکھ لیا نہ ہوا گو وہاں گزر نہ ہوا

بُز حرم جز حوالی کعبہ خم کہیں اور اپنا سر نہ ہوا

تا حرم لے کے شوقِ دل آیا مائل سعی راہِ سر نہ ہوا

پائے لرزاں کو آہ کیا کیسے تائبہ غارِ حبرا سفر نہ ہوا

لطف کیا خاک جبہ سائی کا سامنے جوئے سنگِ در نہ ہوا

وہی بیتابیاں ہیں تجھ سے طبیب کچھ علاجِ دلِ جگر نہ ہوا

مصطفیٰ کے سوارِ سولوں میں دوسرا سید البشر نہ ہوا

بابِ رحمت پہ جان دینے کی رکیں دعائیں مگر اثر نہ ہوا

بزمِ عالم میں چاندنی نہ ہوئی تو جو اے چاند جلوہ گر نہ ہوا

طبی آگئی مارِ سینہ سے بے اثر نالہِ حسرت نہ ہوا

نزدِ کعبہ ہوں مہمانِ ذبیح جادہ پیمائے در بدر نہ ہوا

لطفِ ہماں نواز کے صدقے بھول کر بھی تو یاد گھر نہ ہوا

دل میں حسرت ہنوز ہے ضیا

جیلِ نور تک گزر نہ ہوا

## غارِ ثور

تھی حرم میں حاضری وہ کیا مبارک دور تھا  
 میکدہ تھا نشہ کاموں کے لئے بیت الحرام  
 بعد حج ذوق طواف کعبہ تھا ہر قلب میں  
 مجھ کو سیر کو ہمار کعبہ کرنے ہی نہ دی  
 ہر قدم پر ضعف دامگیر تھا، ورنہ ضیا  
 بیت اسماعیل سے کیا دور غارِ ثور تھا  
 جب اٹھائی آنکھ کعبہ سامنے فی الفور تھا  
 پرکٹوئے آنپ مزم سے تھے جاری دور تھا  
 ملتزم بہ حال ارباب جنوں کچھ اور تھا  
 ناتوانی پر مری یہ بھی فلک کا جور تھا  
 بیت اسماعیل سے کیا دور غارِ ثور تھا

## غارِ حرا

عبادت گہ مصطفیٰ کی زیارت  
 وہ آنکھیں ہیں پُر نور روشن سینے  
 یقیناً ہے غارِ حرا کی زیارت  
 ہوئی جن کو غارِ حرا کی زیارت  
 حرام میں ہوئی مصطفیٰ کی زیارت  
 جمال رسول خدا کی زیارت  
 نہ ہو جس کو غارِ حرا کی زیارت  
 ہے ممنوع غارِ حرا کی زیارت  
 کر آتے ہیں جا کر حرا کی زیارت  
 عبادت گہ مصطفیٰ کی زیارت  
 وہ آنکھیں ہیں پُر نور روشن سینے  
 پیام خدا لے کے جبریل آئے  
 ملک کرتے تھے آ کے غارِ حرا میں  
 ہے کس درجہ ناکام تقدیر اس کی  
 سعودی حکومت کو اللہ سمجھے  
 مگر زندہ دل عاشقان رسالت



سہر کوہ کس طرح کمزور پہنچیں  
 عبادت سمجھتے ہیں ایمان والے  
 ہے دشوار غار حرا کی زیارت  
 جنہیں ہو عطا دولت حج کعبہ  
 تختی گہ مصطفیٰ کی زیارت  
 ضیا ضعیف پیری نے معذور رکھا  
 ہو اُن سب کو یارب حرا کی زیارت  
 نہ تھی ورنہ مشکل حرا کی زیارت

### جنت المعلىٰ

یہ شان آئی نظر جنت معلیٰ میں  
 خدا گواہ کہ گنجینہ محمد کے  
 ہر اک بہشت نگر جنت معلیٰ میں  
 ریاض خلد کے پھولوں میں بس آتی ہے  
 ہیں دفن لعل و گہر جنت معلیٰ میں  
 شکستہ قبروں کے پر نور یہ حجر پارے  
 مدام بادِ سعادت جنت معلیٰ میں  
 بایں تقدس عظمت ہے ان دنوں یہ حال  
 ہیں رشک شمس و قمر جنت معلیٰ میں  
 کہیں قبور صحابہ کا اب وجود نہیں  
 پڑے ہوئے ہیں حجر جنت معلیٰ میں  
 سمجھ کے زندہ شہیدوں کو نجد والوں نے  
 چلائے تیغ و تبر جنت معلیٰ میں  
 فقط خدیجہ کبریٰ کی قبر کا ہے نشان  
 مگر بہ شکل و گہر جنت معلیٰ میں  
 ہو کون فاتحہ خواں رفتگان ملت پر  
 نظر نہ آئے لبشر جنت معلیٰ میں

لگے ہوئے خُش و خاشاک کے کہیں انبار  
 کلیجہ تمام کے زائر تمام بیٹھ گئے  
 حمانعت ہے یہ دروازہ گیر و درباں کو  
 تھی، لوگ کہتے ہیں اس درِ نجد سے پہلے  
 کہیں برازِ شترِ جنتِ معلیٰ میں  
 اٹھا وہ دردِ جگرِ جنتِ معلیٰ میں  
 نہ ہو کسی کا گزرِ جنتِ معلیٰ میں  
 ضیا بہشتِ نگرِ جنتِ معلیٰ میں

### مولدِ النبیؐ

دنیاۓ انس و جاں میں فردوس میں جہناں میں  
 کا شانہٗ ولادت محبوبِ کبریا کا  
 اُس گھر کا ذرہ ذرہ ہے مستحقِ عظمت  
 وہ ارضِ قدس جس پر حضرت ہوئے تولد  
 ہے مولدِ النبیؐ کا اعزازِ دو جہاں میں  
 ہے قبلہٗ عقیدت سگانِ لامکاں میں  
 پیدا ہوئے خدا کے محبوب جس مکان میں  
 جنت کا ایک حصہ ہے گلشنِ جہاں میں  
 جس سے گی رحمت حق اس خطہٗ زمیں پر  
 اُسے مولدِ السببی کی توہین کرنے والو! یہ مولدِ مقدس اب بے نشان سا ہے  
 جس مولدِ نبیؐ کو میٹا ہے تو نے ظالم!  
 کیسے ضیا پہنچتے ہم مولدِ النبیؐ تک  
 ہے مولا اللہ کا اعراسِ زارِ دو جہاں میں  
 ہے قبلہٗ عقیدت سگانِ لامکاں میں  
 پیدا ہوئے خدا کے محبوب جس مکان میں  
 جنت کا ایک حصہ ہے گلشنِ جہاں میں  
 جب تک سکونِ حرکت ہے ارض و آسمان میں  
 ہو قابلِ مذمت تم بزمِ انس و جاں میں  
 شاید چھپا دیا ہے حق نے اسے جہناں میں  
 قائم نشان ہے اُس کا پہلوئے عاشقان میں  
 ہے دخلِ نجدیوں کا اُس محترم مکان میں



## عمرہ

ہے عمرہ درحقیقت نام کعبے کی زیارت کا حضور رحمت عالم نے اک شب خواب میں دیکھا سنا اصحاب نے جب خواب سلطان رسالت کا کئے ہیں چار عمرے ایک حج سرکارہ الا نے یہی عمرہ ہے کرتے ہیں ادا جس کو خدا والے ادا اک بار کرنا عمر بھر میں مثل حج عمرہ گزر جاتے ہیں جب تشریق کے ایام اے ہم حرم سے جانب تنعیم اہل ذوق جاتے ہیں طواف کعبہ کرتے ہیں یہ سب تنعیم سے آکر

ہے عمرہ اک مبارک فعل سلطان رسالت کا مع اصحاب کعبے میں ہوئے داخل شبہ بظا کیا باہم گرا صرار کعبے کی زیارت کا کئے مقبول سب یہ حج و عمرے حق تعالیٰ نے حرم میں آتے ہیں احرام حاجی دوش پر ڈالے ہے بیشک سنت محبوب حق اے مرد حق پیشہ ادا کرتے ہیں عمرے کے مراسم اہل حق بہم وہاں سے باندھ کر احرام پھر کعبہ میں آتے ہیں یہاں سے ہو کے فارغ کرتے ہیں سعی صفا جا کر

کیا الحمد للہ بعد حج عمرہ ادا ہم نے

لیا حق سے ثواب سنت خیر الوری ہم نے

## مکہ کا قیام

خدا شاید نظر آئے عجب انوار کعبے میں  
مقاماتِ حرم کی دید کا ہر شخص پیاسا تھا  
تجدید پڑھنے بعد نیم شب آتا تھا کعبے میں  
نماز فجر پڑھ کر روز گھر کو لوٹ جاتا تھا  
نماز چاشت کعبے میں ادا کرتا تھا پھر جا کر  
یہی وہ وقت تھا ہوتا تھا جمع مختصر جس میں  
نماز عصر سے بعدِ عشا تک کعبے کے اندر  
اعزاءِ احباب کے دُعا میں نام آتے تھے  
طوافِ اہل محبت کی طرف سے بھی کئے اکثر  
دعاے نصرتِ اسلام اسلامی فریضہ تھا  
حرم میں وزر ہوتی تھیں بزرگوں سے ملاقاتیں  
بیاں کرنا ہیں نام ان کے ملاقاتیں ہوئیں جن سے

رہا سینتیس دن یہ بے کس و نادار کعبے میں  
طوافِ کعبہ اپنا مشغلہ ہر وقت کا سا تھا  
درونِ قلب کعبہ کی ضیا پاتا تھا کعبے میں  
وظائفِ بیتِ اسماعیل پر پڑھنے کو آتا تھا  
بآسانی یہاں دو چار کرتا تھا طوافِ اکثر  
لبوں سے سنگِ اسود چومتے تھے بیشتر جس میں  
مطافِ پاک میں لپٹتے تھے ہم صرف دُعا اکثر  
زباں پر مغفرت کی التجا ہر وقت لاتے تھے  
دعائیں مانگیں بریگاہوں حریفوں کے لئے اکثر  
خدا کے سامنے امنِ دو عالم کا عریضہ تھا  
سنا کرتے تھے ہم بابِ علم و فضل کی باتیں  
ضیا ہیں صاحبِ خلاص سب باتیں ہوئیں جن سے



## سلسلہ ملاقات

خطیب العلماء مولانا شاہ عبدالحامد صاحب قادری بدایونی  
اور امیر شریعت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی میرٹھی

کچھ باب علی کی شان و شوکت کا بیان  
تھا اقامت گا۔ مہمانان شاہی یہ محل  
محترم مولانا عبدالحمید عالی و تار  
والدہ کے حکم سے یہ حج کیا تھا آپ نے  
پانچویں منزل پہنچے یہ اور مولانا سلیم  
دونوں ذی رتبہ بزرگوں کا بہت کچھ تھا وقتاً  
دونوں ہیں نیا نئے اسلامی کے باعزت جو  
بزم معراج النبی جس کے لئے وقف ہوا  
اس سفر نامہ کو میرے منہ سے دونوں نے سنا  
نیت حج کی تھی ان دونوں نے میرے سامنے  
ہے سربراہ صفا اک قصر شامانہ یہاں  
تھے عراق و شام و پاکستان کے اُس میں جہاں  
تھے یہیں مسکن گزریں ہمراہ اہل خاندان  
ساتھ میں تھیں ماں کے بیوی بہن اور عابد میاں  
ہم پہنچتے تھے یہاں طے کر کے باون سترھیاں  
تھے سعودی سلطنت کے دونوں عالم یہاں  
اک خطیب نامور اک واعظ شیریں بیاں  
دونوں اس تحریک کے اول سے ہیں روح دروہا  
دونوں اہل ذوق ہیں دونوں ہیں اس کے قدرداں  
دونوں طیاروں میں آئے تھے کراچی سے یہاں

یہ رہے مکہ میں جب تک ملتے جلتے ہی رہے میرے حال زار پر بچہ تھے دونوں مہرباں

الغرض کبھی میں دونوں سے ملاقاتیں نہیں

لطیف حج کے ساتھ حج کی رات دن باتیں نہیں

مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی

علماء بزم اہل سنت کے ہیں صفت اہل علم و عرفاں سے

وہ بریلی کے شیخ عصر کہ ہیں رضوی خاندانِ ذیشان سے

مفتی اعظم و امام طبرق ہیں مسلم عطائے بڑاں سے

کی ملاقات ہم نے وقت طواف مولوی مصطفیٰ رضا خاں سے

مولانا کریم علی صاحب

مولانا ذبیح کے مکان پر آتے تھے بزرگ روز اکثر

مکہ کے قیام میں مسلسل راحت کدہ تھا مرا یہی گھر

اکثر متعارف ضیاء تھے یوپی کے زعیم نام آور

اگر ملے ایک روز مجھ سے اک میرے قدیم بندہ پرور

کیا کہئے ہوا میں کس قدر شاہد مولانا کریم علی سے مل کر



## زائرِ حرم حمید صدیقی لکھنوی

خوش نصیب گلے ملتی دید ملے      حرم میں آ کے ہم اہلِ قاسم عید ملے  
 نسیم صبحِ حرم نے وہ پھول برسائے      گل مراد سر دامن امید ملے  
 خطوطِ روزِ جو لکھتے تھے لکھنو سے ہیں      وہ ہم سے کعبہ میں گفتِ بے شنید ملے  
 حرم میں آیا نظرِ زائرِ حرم کا جمال      وہ بڑھ کے ہم سے بارِ مان باز دید ملے  
 ضیاءِ نورِ مسترت سے روحِ تازہ ہے      حرم میں زائرِ بابِ حرم حمید ملے  
 مالکِ حنا بلڈنگ الحاج اکبر میاں صاحب لکھنوی  
 عطر افشاں ہے نسیم گلشنِ ارضِ حرم      کیا عجب کعبے سے خوشبوئے جنان آ کر ملے  
 اللہ اللہ سرزمینِ کعبہ رب کا فروغ      جس کے راتِ مہیں سے آسمان آ کر ملے  
 لکھنو کے عطرِ مجموعہ رئیس خوش صفات      پہلے دہلی میں ملے تھے اب یہاں آ کر ملے  
 واہ کیا بندہ نوازی ہے کہ ہمراہِ حمید      بیتِ اسماعیل پر اکبر میاں آ کر ملے

جن کے ملنے کا رُخِ دل کو ہمیشہ اشتیاق

اے ضیاء اللہ اکبر وہ کہاں آ کر ملے

## حاجی علاء الدین صاحب ڈپٹی کلکٹر مارہروی

وہ مرد نیک و پاکیزہ عادات  
محترم پیکر لطف و مدارات

ضیاء الدین کے بھائی حقیقی  
زمین بوس دیار پیر برکات

ضیافت میں برسم و راہ سابق  
ہوئے آکر ملاقاتی مجھ سے اک رات

رہا یہ سلسلہ روزانہ جاری  
بلا پایا بندی ہنگام و اوقات

ہوئی قصر ذبیح محترم میں  
علاء الدین صاحب سے ملاقات

## محدث محترم سید محمد صاحب اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

نہ اصلاً فکر تنہائی حرم میں کچھ رہی مجھ کو  
نظر کعبے میں آئیں صورتیں احباب کی مجھ کو

چھٹی ذی الحجہ کو کعبے میں مغرب سے ذرا پہلے  
ہوئی تازہ میسر روح پرور اک خوشی مجھ کو

مطافِ قدس میں طوفِ حرم کر کے میں جب نکلا  
نظر آیا جمالِ روئے پیر اشرفی مجھ کو

کچھوچھو ہند میں پیرانِ سمنانی کا مرکز ہے  
نظر سینے میں آتی ہے یہاں کی روشنی مجھ کو

کچھوچھو کا مقدس خاندان سب حج کو آیا تھا  
بہت محبوب ہے یہ خاندان اشرفی مجھ کو

محدث صدرِ بزمِ اہل سنت کو خدا رکھے  
ہے ان کی ذات سے مخصوص کچھ دلہنگی مجھ کو

ضیاءِ احرام دربر سر شادہ خندہ پیشانی  
ملے نزدِ حرم سید محمد اشرفی مجھ کو



## مولانا سید مظفر حسین صاحب مظفر اشرفی کچھوچھوی

مولوی سید مظفر اشرفی خود بے درج  
مجھ کو دیکھا ہو گئے بڑھ کر خوشی سے ہم نعل  
نوجوان فاضل ہیں یہ بھی اشرفی سرکار کے  
شاعر و واعظ بھی ہیں عالم بھی ہیں فاضل بھی ہیں  
ہے ترنم ز اطلالت آپ کی آواز میں  
لیتے ہیں اصلاح مجھ سے کرتے ہیں نام مجھے  
ان کو پا کر دل سترت سے ہے میرا باغ باغ  
شاعری میں جان سی مل کر انہوں نے ڈال دی  
اپنی ہر تازہ غزل کہہ کر سناتے تھے مجھے  
اپنی نظمیں کو حرم میں ان سے میں سنتا تھا روز  
ناشتہ ہر صبح کو اکثر کھلاتے تھے مجھے

مجھ سے کعبے میں ملے لیکن بایں مستانہ درج  
میں نے دی جج کی مبارک باد ان کو بر محل  
ہیں مگر تداخ خوش گو سید ابراہم کے  
صاحب ذوقِ عمل ہیں علم پر عامل بھی ہیں  
دوبے ہوتے ہیں دم تقریر سوز و ساز میں  
لاکھ میں کہتا ہوں سمجھیں آپ اک غلام مجھے  
یعنی ہر داغ محبت تھا کچھوچھو کا چراغ  
سر سے میرے فکر تنہائی کی گویا ٹال دی  
وجد میں غموں سے اپنے روز لاتے تھے مجھے  
انہیں سناٹ بخود میں سر کو یوں دھنتا تھا روز

ناشتہ ہر صبح کو اکثر کھلاتے تھے مجھے

چائے فرط شادمانی سے پلاتے تھے مجھے

## حضرت سید شاہ مولانا محمد میاں صاحب نمبرہ حضرت اشرفی صاحب کچھو چھوئی

کچھو چھو کی مسند کے گدی نشین ہیں  
 محمد میاں بادئی اہل دین ہیں  
 جہانگیر اشرف کے فیض اتم سے  
 یہ لذت کیش علم دنیا و دین ہیں  
 مرید اشرفی سلسلے کے ہیں جتنے  
 بحسن ادب ان کے زیر نگین ہیں  
 بدایوں میں اکثر یہ آتے رہے ہیں  
 عیاں آپ کے سب صفات حسین ہیں  
 منطق میاں ساتھ ہیں ان کے آئے  
 وہ ہیں نہیں منطق جہاں یہ یکیں ہیں  
 ملاقات ان کی طرب آفریں تھی  
 نگاہیں خود ان کی طرب آفریں ہیں  
 ضیا ابن سے مل کر ہوئی روح تازہ  
 نہیں سامنے وہ مگر دل نشین ہیں

### سیٹھ محمد اکرام صاحب تاجر کراچی

لطف دولت سکھائیں  
 چند الفاظ میں کیونکر ہو رقم  
 روز تھی صحبت احباب یہاں  
 چائے کا دور رواں تھا ہر دم  
 روز دعوت کے تھے سامانے  
 جمع سفر تھے پہلے احباب ہم  
 ایک دن بہر ملاقات آئے  
 نوجوان سیٹھ محمد اکرم



کھاتے تھے سرو و صنوبر شمشاد  
آپ کے قامت بالا کی قسم  
لکھ پتی ہیں یہ کراچی کے رئیس  
صرف کی حج میں لادوں کی قسم  
چھوڑ کر اپنا یہ سارا اسباب  
اڑ گئے قصر کو با حبلہ و حشم  
اس ملاقات کا رنگیں انجام  
تھا پس پردہ بلا خیمہ ستم  
یعنی اس سخت فراوان کے ضیاء  
بار بردار تھے ہر گام پہ ہم

### صوفی عزیز احمد صاحب بربلوی

مے مجھ سے ثنا خوان نبی صوفی عزیز احمد  
ہیں یہ میلاد خواں احباب میں مقبول ہیں بعد  
بریلی اور بدایوں میں بڑا اعزاز ہے ان کا  
ہیں رنگیں پیر ہن گسیو بدوش و خوش گلو خوش قد

### الحاج محمد حسین صاحب کانپوری

مخلص و محسن و سنجیدہ خیالات و متین  
مرد با حوصلہ و با شرف با تمکین  
ہر باں مجھ پہ رہے گئے دینے میں مدام  
صاحب ثروت و اعزاز محمد حسین

### رئیس التجار محمد اسماعیل صاحب مکی دہلوی

مے کچھ ایسے عمائد سے ہم ذبیح کے تھا  
عرب نما ہیں مگر ہیں بہت وجیہ و شکیل  
یہ خاندان علی جان کے ہیں سب ارکان  
ہے جن کا نام شرافت کی شاندار دلیل

عزیز و خویش واقارب ہیں سب یہ باعزاز  
ہیں اُن میں حضرت عبدالوہاب صاحبِ ذوق  
انہیں بزرگوں میں ہیں اک ذبیح کے ہمنام  
ہیں سب مقیم دیارِ خلیل ربِ حلیل  
سنا کلام ہمارا جنہوں نے بالتفصیل  
رئیس بلدہ دہلی مستداً سمعیل  
فریدہ نسیم

ہیں معصوم پریاں فریدہ نسیم  
یہ اسماء کی نورِ نطرِ بچیاں ہیں  
ذبیحِ معظم کی آغوش میں ہیں  
شگفتہ ہیں کلیاں فریدہ نسیم  
تسارِ دلِ جاں فریدہ نسیم  
محبتِ بدامال فریدہ نسیم  
طربِ خیرساں فریدہ نسیم  
رہیں دونوں شاواں فریدہ نسیم  
نشاطِ فراواں فریدہ نسیم  
دُعائے ضیا کی کہ دنیا میں پائیں  
پھلیں پھولیں یارتِ باغِ جہان میں  
یقیناً ہیں ماں باپ کی زندگی کا  
ذبیحِ معظم کی آغوش میں ہیں

## مشاغلِ شعروادب

ابھی تک بے نیاز شاعری اپنی طبیعت تھی  
کیا فکرِ سخن کو مشتعل سیکنے مطلقاً نے  
دل خود رفتہ پر چھائی ہوئی کعبے کی ہیبت تھی  
کلام اپنا سنایا کچھ نہ کچھ ہر دن مظفر نے



مرے پیش نظر منظوم لکھنا تھا سفر نامہ  
 بطور نظم ہی ترتیب پر عنوان کیا میں نے  
 طواف کعبہ کی دُھن رہتی تھی شام و سحر مجھ کو  
 ہجوم اہل حج اب بیشتر کم ہوتا جاتا تھا  
 تصور تھا خدا کے گھر سے باہر جلد جانے کا  
 رفیقانِ بادایوں سارے گھبرائے ہوئے تھے  
 مشائخ میں مظفر کے یہاں بھی تھا یہی چرچا  
 اسی عنوان پر لکھی غزل تازہ مظفر نے  
 مجھے بھی پیر صاحب نے دیا یہ حکم الفت سے  
 رکھا تعمیل فرمائش کو میں نے دو سو دن پہ  
 مظفر نے کہا یہ آپ کو سن کر خوشی ہوگی  
 ذبیح محترم نے بار بار ارشاد فرمایا  
 کہاں کعبہ کہاں میں مصیبت کیش خطا پیشہ  
 مظفر پیرزادہ کا مگر اصرار تھا پیہم

مگر خاموش تھا اس کی طرف سے بھی لبِ غامہ  
 کہا جو کچھ کہا میں نے لکھا جو کچھ لکھا میں نے  
 دکھاتی تھی نئی تابانیاں میری نظر مجھ کو  
 نظر حجاج کا طرزِ عمل کچھ اور آتا تھا  
 تخیلِ حاجیوں کو تھا نبی کے آستانے کا  
 ولائے مصطفیٰ کی چوٹ سی کھائے ہوئے تھے  
 سفرِ سوئے دیارِ مصطفیٰ کیا جانے کب ہوگا  
 سنی یہ نظم ذوقِ خاص سے عشاقِ مضطر نے  
 کروں محظوظ میں بھی اپنے جذباتِ عقیدت سے  
 مظفر نے پڑھی میری غزل ہر بزم کے اندر  
 ہماری کل سحر کعبہ کے اندر دُخسلی ہوگی  
 کرو کعبے کے اندر داخلی لیکن میں شرمایا  
 جلالِ حق سے لہزاں تھا بدن کا میرے ہر ریشہ  
 کہ لے کر جائینگے کعبے کے اندر آپ بھی ہم

ہوئے انتیس ذی الحجہ کو داخل ہم بھی کعبے میں  
کہوں کیا تھی درون کعبہ کیا حالت مردوں کی  
نوافل تھے خشوع قلب سے لب پر دعائیں تھیں

ہر آنسو بھی روئے دیدہ پر خم بھی کعبے میں  
چمک اٹھی تھی نورِ عرش سے قسمت مردوں کی  
تمنائیں تھیں سینے میں باں پر التجائیں تھیں

## داخلی کعبہ

۲۹۔ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ شنبہ

۳۔ نومبر ۱۹۸۸ء

ضیائے کعبہ نور ہے دل میں دل ہے کعبے میں  
نگاہیں اندرون کعبے یہ محسوس کرتی ہیں  
ہیں آئینہ بکف کعبے کے اندر عرش کے جلو  
دخول قصرِ جنت کی سند منجانبِ حق ہے  
عجب کیا گوہر مقصود سے امن بھرے اپنا  
نثار کعبہ لاکھوں دل شکستوں کی منگیں ہیں  
احادیثِ رسول عرشِ مستند سے ثابت ہے  
جہاں اک کر ہے ہیں وقفِ سجدہ انبیا پر رسول  
جہاں رکھ دیئے سر ہوتی ہے تکمیلِ سجدوں کی

نہ ہے شانِ خدا اک بینوہ داخل ہے کعبے میں  
تجلی ازل شمع سہرِ محفل ہے کعبے میں  
خدا کی خاص رحمت و روشنائی ہے کعبے میں  
وہ خوش قسمت ہے جس کو داخلی حال ہے کعبے میں  
غلافِ کعبہ ہاتھوں میں لئے سائل ہے کعبے میں  
ہر اک پتھر کسی مردِ خدا کا دل ہے کعبے میں  
حطیم کعبہ یا کعبہ ہے یا شامل ہے کعبے میں  
مقامِ خاص ابراہیم وہ منزل ہے کعبے میں  
کہ ہر پتھر حرم کا رہبرِ کامل ہے کعبے میں



ہر اک رازہ اک قریب منزل ہے کعبے میں  
مگر آنکھوں کا پردہ پردہ حائل ہے کعبے میں  
مثال آئینہ فرق حق و باطل ہے کعبے میں  
خدا رکھے یہ شان مومن کامل ہے کعبے میں  
شہید جلوہ پائے کعبہ اک سبل ہے کعبے میں  
کہ مجھ سا بندہ زار و حزین داخل ہے کعبے میں

جدھر سے جائے حق تک پہنچنا امر ممکن ہے  
حقیقت میں نظر اللہ دے تو عرش تک پہنچے  
ہوئیں نورِ حرم سے کفر کی تاریکیاں نائل  
جبیں وقعت سجود کعبہ رہتی ہے مدام اسکی  
ذبیح کعبہ مسکن کی ادائے دلنوازی سے  
ضیاء اسی مظہر قابل شکر و ستائش ہے

### حطیم کعبہ

نزد کعبہ حطیم کی صورت  
ہے گل افشاں نسیم کی صورت  
جادہ مستقیم کی صورت  
دیکھی عزم صمیم کی صورت  
ہر گداہر ز عسیم کی صورت  
تک رہا ہوں کلیم کی صورت  
ارض پاک حطیم کی صورت

ہے ریاض نسیم کی صورت  
نکست خلد روز کعبہ میں  
ہے حرم کی روش روش بخدا  
لے ہی آئی حرم کے پاس مجھے  
نظر آتی ہے کعبے میں لکیاں  
شمع قندیل کعبہ رب کو  
میرے سجدوں کے تاک لی ہے ضیا

# کعبے میں مدینہ کی یاد

## فرائش احباب

رہے شانِ عز و علائے مدینہ  
 ہے صرف دعا پر گدائے مدینہ  
 طوافِ حرم کر کے عشاقِ کعبہ  
 طوافِ زیارت سے ہوتے ہی فارغ  
 ہیں باہم ذکرِ تذکرے زائرین میں  
 میں قرباں مجھے بھی ریاضِ حرم سے  
 ہیں کعبہ کے جلووں سے آنکھیں منور  
 سجودِ حرم دے رہے ہیں بشارت  
 ہیں لبِ خشک اور شبنم دید آنکھیں  
 مدینہ کو میں بوئے گل بن کے پہنچوں  
 مدینہ کے آمنتِ ظہور عطا ہو  
 خدا خود ہے مدحتِ ہر اے مدینہ  
 مدینہ دکھا اے خدا اے مدینہ  
 ہیں بے چین ہر دم برائے مدینہ  
 بڑھا دل میں جوش و لائے مدینہ  
 کب آئے مدینہ کب آئے مدینہ  
 اڑائے لئے جا ہوا اے مدینہ  
 خدا یا نظرِ جلد آئے مدینہ  
 مدینے چلے جتے سائے مدینہ  
 میسر ہو آب و ہوا اے مدینہ  
 چلے وہ مبارک ہوا اے مدینہ  
 دکھا مجھ کو بابِ عطا اے مدینہ



فقیروں کو اپنے بلا اپنے در پر شہنشاہِ دولت سرائے مدینہ

ضیا ہر نفسِ دل ہی چاہتا ہے

مدینے میں پہنچے گداے مدینہ

کعبے کی دیر سے جب روح سکوں پاتی ہے ہم نفسِ یادِ مدینہ مجھے آ جاتی ہے

صحنِ کعبہ میں طبیعت جو سکوں پاتی ہے صبح کو چل کے مدینہ سے ہوا آتی ہے

ہے یہ کعبہ کی خدا ساز فضاؤں میں اثر ہر جہیں ماٹل صد سجدہ نظر آتی ہے

تمتھے ہوتے ہیں کعبہ میں جو روشن شام برق دامنِ شبِ تار پہ گر جاتی ہے

چوم کر کعبہ سے چلتی ہے جو کعبے کا غلاف ہر دعا بابِ اجابت پہ پھیل جاتی ہے

قافلہ پھر کوئی جاتا ہے مدینے شاید مضطرب جانِ حزیں آج ہوئی جاتی ہے

خدا برکت نہیں کر رنگِ بہارِ طبیہ فصلِ گلِ نغمے مسرت کے یہ کیوں گاتی ہے

کون کعبہ سے یہ آتا ہے مدینے کی طرف پھول برسائی ہوئی بادِ صبا آتی ہے

سحرِ جدہ در کعبہ پہ ضیا ہوں لیکن

یاد ہر وقت مدینے کی مجھے آتی ہے

# لذت طواف

ہے آرزوئے جوش جنوں جھوم جھوم کر  
سرستیوں میں رکنِ بیانی کو چوم کر  
کعبے کے گرد و پیش باندا زبے خودی  
ہے کوئی سر سجدہ مقامِ خلیل پر  
اک شوط ختم ہوتا ہے منجملہ طواف  
بھر بھر کے جامِ بادۂ زمزم پلائے جا  
مولا! بدل دے میرے مقدر کی گردشیں  
رحمت نے دی نوید کہ بخشے گئے گناہ  
اے رب کعبہ! کعبہ کی عزت کا واسطہ  
یارب امین کعبہ کی اُمت پر لطفِ خاص  
کعبے کے آس پاس طوافِ قدوم کر  
کہتے ہیں سب طوافِ حرم گھوم گھوم کر  
حجاج مانگتے ہیں دُعا گھوم گھوم کر  
مشغولِ گریہ ہے کوئی اسود کو چوم کر  
اسود کے پاس آتے ہیں جس وقت گھوم کر  
ساقی! نہ سروِ جذبہ اہل ہجوم کر  
چشمِ کرم بھی طرفِ نختِ شوم کر  
آئے سیاہ کار جو اسود کو چوم کر  
آمرزشِ خطائے جہول و ظلوم کر  
ہندو و مشق و چین سے تاشام و روم کر

بعد طواف کعبہ یہ حسرت ہے اے کریم  
ارضِ حرم میں آئے ضیاء گھوم گھوم کر



دیگر

کس لطف سے طوافِ حرم کر رہا ہوں میں  
 پڑھ پڑھ کے اسہم ذاتِ الہی دم طواف  
 بے پردہ دیکھتا ہوں حرم کی تہلیات  
 ہے زو قبلہ راہِ حرم میں سہ نیاز  
 کعبہ بنا کے آنکھوں میں رکھنے کا شوق ہے  
 سوئے حلیم ہے کبھی کعبہ پہ ہے نگاہ  
 ذرے حرم کے خلد بدماں تمام ہیں  
 آتی ہیں آسمان سے صدائیں اذان کی  
 پھر دل میں آرزوئے مدینہ حضور ہے  
 آنکھیں ہیں خود ندامتِ عصیاں سے اشکیا  
 پڑھتے ہیں جھوم جھوم کے لَا تَقْنَطُوا مَلِك  
 ہاتھوں میں ہوں صحیفہ فطرت لئے ہوئے  
 لکھنی ہے مدحِ قامتِ محبوبِ الجلال

سوسوئے کعبہ جھوم کے غم کر رہا ہوں میں  
 سینہ پہ فرطِ شوق سے دم کر رہا ہوں میں  
 آنکھوں میں مجذب نورِ قدم کر رہا ہوں میں  
 کب سے تلاشِ نقشِ قدم کر رہا ہوں میں  
 یکجا غبارِ دشتِ حرم کر رہا ہوں میں  
 تکمیلِ شوقِ دیدِ حرم کر رہا ہوں میں  
 سیرِ جناتِ خدا کی قسم کر رہا ہوں میں  
 ذکرِ منارہ ہائے حرم کر رہا ہوں میں  
 پھر انتظارِ چشمِ کرم کر رہا ہوں میں  
 با چشمِ غم طوافِ حرم کر رہا ہوں میں  
 ناحق ابھی سے حشر کا غم کر رہا ہوں میں  
 وصفِ حبیبِ کعبہ رقم کر رہا ہوں میں  
 شاخِ گلِ مرادِ مسلم کر رہا ہوں میں

جُز بایں کعبہ جانہ سکا دو قدم کہیں یوں سکن ذبیح پہ جم کر رہا ہوں نہیں  
 شاید ہوں آشکار بقا و فنا کے راز ہستی کو نذرِ راہِ عدم کر رہا ہوں نہیں  
 سینہ غم فراقِ حرم سے ہے پاش پاش عزم دیارِ شاہِ اُمم کر رہا ہوں نہیں  
 پہنچوں درِ رسول پہ تا سرخِ رُوضیا! چہرہ پہ مس غبارِ حرم کر رہا ہوں نہیں

## دُعائے خاص

مجھ پر نگہِ لطفِ کرم ربِ علی کر! اولاد کو مولا میری اولاد عطا کر  
 اے ابیرِ کرم آبِ بقا بن کے برس جا سوکھی ہوئی کھیتی ہے مری اس کو ہر کر  
 بے نگہتِ دگل ہے مرے یوسف کا گستاخ دے دے اسے دو پھول دینے سے اٹھا کر  
 اے خالقِ گلِ اگو دے دختر کی بھی خالی اس جانِ تمتا کو بھی اولاد عطا کر  
 ہوں دخت و پسر گلِ بلف و غنچہ بداراں کر دے چمنِ خلد مرے گھر کو بکرا  
 دونوں ہوں شاخیں مرے شجرہ کی ثمر دار دونوں کو عنایتِ ابدی نشو و نما کر  
 شاخیں یہ بھی پھولنے پھلنے کے ہیں قابل خلاقِ ازل! برگ و ثمران کو عطا کر



کر سلسلہ نسل نہ سدود الہی! ہر شاخ کو سیراب یم آب بقا کر  
 داتا تری ڈیوڑھی رہے آباد ہمیشہ سُن عرض بھکاری کی اسے بھیک عطا کر  
 صدقہ ترے کعبے کے تقدس کے شرف کا اک بندہ محتاج کی مقبول دعا کر  
 دے تمنیت اولاد کی اولادِ ضیا کو تکمیل تمئلے دل مدح سرا کر

## طوافِ رخصت

حرم میں آٹھویں تاریخ تھی ماہِ محرم کی دگرگوں سی کئی دن تھی حالت جان پر غم کی  
 سراج اپنی محبت سے برابر روز آتے تھے مینے جانے والوں کو قصص اکثرت سناتے تھے  
 رواں ہوتے تھے زائرِ وزیکے سے دیتے کو مگر ہم دم بخود تھامے ہوئے رہتے تھے سنبے کو  
 کرایہ ایک سو بیس اب سے پہلے دے چکے تھے ہم کرایہ کی طرف سے اڑانِ طیبہ تھے بے غم  
 سفر کا حکم دیتی تھی حکومت باری باری سے نہ چل سکتا تھا کام صلا کسی کا آہ و زاری سے

لہ کرایہ میٹر لاری تھڑکلاس کا ایک سو بیس روپیہ اور بیس کا ایک سو ساٹھ روپیہ اور موٹر کار کا تین سو  
 بیس روپیہ مکہ تا مدینہ روانگی اور مدینہ تا جدہ واپسی کا مقرر تھا۔ یہ کرایہ ہر حاجی سے بذریعہ معلّم ایام حج  
 میں وصول کیا جاتا تھا۔ اونٹوں پر یہ سفر اسی سال ممنوع تھا۔

جہاز آتے تھے جس ترتیب جس نمبر سے جدہ پر  
 کسی دن قافلہ مصری کوئی طیبہ کو جاتا تھا  
 غرض یہ مزدہ لے کر ایک دن ہم تکسراج آؤ  
 مکمل کر لیا فی الفور سامان سفر ہم نے  
 دئے نذرانے حسبِ مقدرت اربابِ خدمت کو  
 الم تھا یہ کہ اب کعبہ سے رخصت ہونے والی ہے  
 محترم کی نویں کو صبح دم بھائی سراج آئے  
 کہا مجھ سے طوافِ رخصتی کر لیجئے چل کر  
 سراج پاک باطن نے کیا سامان مرا یکجا  
 کہوں کیا، ٹائے جو اس وقت میری دل کی حالت تھی  
 قدم ہر گام پر تھے ہیبتِ قدوس سے لرزنا  
 مدینہ کے سفر کا بھی مقرر تھا وہی نمبر  
 کبھی ہندوستان کے حاجیوں کا نمبر آتا تھا  
 عجب کیا آپ کا نمبر بھی کل آئے کہ آج آئے  
 گزارے اضطرابِ شوق میں شام و سحر ہم نے  
 سلامِ رخصتی پیہم کئے اہل محبت کو  
 خوشی تھی یہ مدینہ کی زیارت ہونے والی ہے  
 مگر کچھ مضطرب آزدہ خاطر سے یہ آج آئے  
 کہ ہے جلد آنے والی ہو چکی تیار ہے موٹر  
 چلے کعبہ کی جانب ساتھ میں لے کر مجھے یحییٰ  
 زخود رفتہ تھا میں قابو سے باہر کچھ طبیعت تھی  
 غم ہجر فضائے کعبہ سے آنکھیں تھیں اشک افشاں

۱۔ قانونِ حکومت یہ ہے کہ جدہ پر تارِ بخوار مختلف اطراف سے جتنے جہاز حجاج کے آتے ہیں ان اندراج و دفتر  
 حکومت میں ترتیب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ امسال شاید ۲۵ جہاز آئے تھے انہیں نمبروں کی ترتیب سے محتاج کی  
 فوجیں مکہ سے مدینہ کو روانہ کی جاتی ہیں۔ ان قافلوں کو فوج کہا جاتا ہے۔  
 ۲۔ شیخ یحییٰ برادر سراج سلطان معلم کا نام ہے۔



و فوگر پڑ چہ جوش اشک باری سے تھے دامن  
 تھی بارش آنسوؤں کی ابر کو ہر بار تھیں آنکھیں  
 طوافِ رخصتی کی باندھی تبت ہم نے رو رو کر  
 کہ آہیں چکیاں بن بن نکلیں میرے سینے سے  
 تہ میزاب سر رکھا حطم پاک کے اندر  
 بنایا شاہد عینی حرم کو اپنی آہوں پر  
 کبھی بابِ حرم پہ جا کے توبہ کی گناہوں سے  
 کبھی خود ملتزم پرشکر کے سجدے کئے ہم نے  
 نظر نے آنکھ میں نقشہ اتارا سارا کعبہ کا  
 ہوا کعبہ سے رخصت عاشق بے مایہ کعبہ کا

یہ عالم تھا قدم رکھتے ہی بابِ اُمّ بانی پر  
 حرم پر تھی نظر نقشِ سزدیوار تھیں آنکھیں  
 جگر درگفت ہوئے داخل طوافِ قدس کے اندر  
 دعائیں شہجیحی نے پڑھائیں اس قبرینے سے  
 پڑھیں نقلیں مقامِ خاص ابراہیم میں جا کر  
 غلافِ کعبہ کو بوسے دئے دئے گناہوں پر  
 کبھی اسود کو چومائے آنکھوں سے نگاہوں سے  
 کبھی زمزم پہ آئے جام بھر بھر کے پئے ہم نے  
 کیا چشمِ حزیں نے آخری نظارہ کعبہ کا  
 رہے سر پر الٹی مرتے دم تک سایہ کعبہ کا

## مناجاتِ بحضورِ ربِّ کعبہ

ترا بندہ ہے اے مولا تری درگاہ میں حاضر  
 یہ کعبہ مرکزِ توحید ہے تیری خدائی کا

اے العالمین سائل ہے بیت اللہ میں حاضر  
 یہ کعبہ آئینہ خانہ ہے تیری کبریائی کا

یہ کعبہ ہے جہاں ہر دم تری رحمت برسی ہے  
یہ کعبہ ہے کہ جس کی دید کو دنیا ترستی ہے  
یہ کعبہ ہے جہاں چھپتے ہیں جلوے عرشِ اعظم کے  
یہ کعبہ ہے جہاں رہتے ہیں مجمعے اہل عالم کے  
یہ کعبہ ہے جہاں تیری خدائی حج کو آتی ہے  
یہ کعبہ ہے جہاں سے برکتیں مخلوق پاتی ہے

یہ کعبہ ہے جہاں تو نے ضیا کو بھی بلایا ہے

یہ کعبہ ہے جہاں ہر شخص حج کرنے کو آیا ہے

خداوند! تری رحمت ترے اکرام کے صدقے  
تری رحمت سے پہنچا یہ ضعیف زار کعبہ تک  
نہیں ہوا کوئی حد تیرے احساناتِ بہیم کی  
ہو افاقہ ترے لطف و کرم سے تیرا شیدائی  
ترے پیارے محمد مادی اسلام کے صدقے  
دل و جان تیرے صدقے آگیا تار کعبہ تک  
ترے فضل ضیا فروز سے قسمت مری چمکی  
مری آہ و فغاں کی ٹونے کی یارب پذیرائی  
فروں اہل جہاں میں تو نے میری آبرو کر دی  
گدا کو تو نے زادِ راہ بخشا استطاعت دی  
بڑھاپے میں سفر کرنے کی تو نے مجھ کو طاقت دی

بلا کر اپنے در پر اپنے عصیل کا رہندے کو

خدائی کی نگاہوں میں ذلیل و خوار مت کیجو

ہے غفارِ ذنوب خلق تو اے حضرت یاری  
ہے تجھ سے طالبِ بخشش مرادِ وق خطا کاری



گناہوں سے مے اے رت کعبہ رگزر کرنا

بچانا رو سیارہ سے مجھے میدان بخش میں

حساب معصیت روز جزا مجھ سے نہ مولا

اضافہ چاہتا ہے اور اس میں تیرا سوا

سنوں پھر بارہا التیک کی آواز یہ مولا

ابھی پوری الہی آرزو میری نہیں ہوگی

مرے جرم و خطا پر عفو و رحمت کی نظر کرنا

غلاف کعبہ عکس افکن ہے میرے ہیدہ تر میں

مری بخشش کا وعدہ رب کعبہ انجھ سے فرمائے

بلا کر تاحرم کی ہے جو میری عزت افزائی

مکرر رحمت ہو پھر مجھے اعزاز یہ مولا

لفظ اک بار کے ج سے مری سیری نہیں ہوگی

تمنا ہے مسلسل عزت ج مجھ کو حاصل ہو

کبھی میں آؤں کعبے میں کبھی کعبہ مراد دل ہو

سفر کی استطاعت دے سفر کرنے کی طاقت

سرور زندگی دے دے نوید مغفرت سب کو

وہ سب لایا ہوں میں جن کے دلی پیغام کعبے میں

رہیں دل سب کے روشن عمر بھر انوار سے تیرے

احبا اقربا کو ذوق ج شوق زیارت دے

عطا کر جذبہ اسلام نور معرفت سب کو

وہ سب جن کے لئے ہیں میں نے اکثر نام کعبے میں

مرادیں اپنی اپنی پائیں سب دربار سے تیرے

عزیز احباب ہی کیا، ناشناس اغیار بیگانے

رہیں تیرے کرم سے ملت برحق کے دیوانے

زمانہ میں وقار ملت اسلام قائم رکھ  
ولائے رحمۃ للعالمیں ہر دل میں پیدا کر  
خلافت ملت حق طاقتیں ہیں اہل باطل کی  
پرستاران کفر و شرک صیہونی و نصرانی  
الہی تاقیامت مصطفیٰ کا نام قائم رکھ  
جہاں پر اُمت محبوب کی عظمت ہویدا کر  
ہیں محو خون ناحق جنبشیں شمشیر قاتل کی  
وقار مذہب اسلام کے ہیں دشمن جانی  
مخالف قوتوں کو اے خدا مغلوب فرما دے

فساد و شر کی سرکوبی الہی خوب فرما دے

مسلمانانِ عالم ہیں جو حاضر آج کعبے میں  
انہیں لطف کرم سے اپنے مالا مال فرما دے  
قبول ان سب کا حج فرما لے اپنی خاص رحمت سے  
عطا کر لذت تقویٰ مسلمانانِ عالم کو  
دکھا اے مالک کعبہ صراطِ مستقیم ان کو  
عطا کر لذت اسلام خوش اعمال فرما دے  
نواز ان کو خدایا عشق سلطانِ رسالت سے  
بنا حلقہ بگوش دین حق ابنائے آدم کو  
عطا کر مرد میدان صاحبِ عرفان زعیم ان کو  
مسلمانوں کو زور و طاقت ملک و حکومت سے

خداوند! انہیں اپنی خدائی کی قیادت سے

فلسطین مقدس وہ ہمارا قبلہ اول جو بعد کعبہ ہے نیا ہے موجودات کے افضل



ہوئی مدت کہ ہے اعدائے دین حق کے نرغے میں      الہی دے دے ارضِ قدس کو مسلم کے قبضے میں  
عرب ارضِ فلسطین مقدس کے پریشان ہیں      عدوئے اُمتِ مسلم یہودی فتنہ سامان ہیں  
ہے محو قتلِ مسلم فوج صیہونی و نصرانی      مٹا سٹریہ داروں کی الہی یہ ستم رانی

الہی! ان جفا پیشہ دروندوں کو ہر میت کے

دوامی امن کی مسلم غریبوں کو بشارت دے

ملائی یہ مسلمان مشرقِ اقصیٰ کے متوالے      کھڑے ہیں حرم میں دست بستہ گردنیں ڈالے  
ستم پیشہ ولندیزی ڈچوں نے ان کو ٹوٹا ہے      جگر میں چوران کے شیشہ دل ان کا ٹوٹا ہے  
مسلل چلتے ہیں ان کے سروں پر ظلم کے آکر      وقارِ دین حق پر قتل ہوتے ہیں یہ بیچاے  
قصاصِ خونِ مسلم قاتلوں سے جلد لے یارب      ولندیزی ستمکاروں کی طاقت توڑ دے یارب

مسلمانوں کو زندانِ غلامی سے رہا فرما!

حکومت اپنے ملک و قوم کی ان کو عطا فرما

الہی! دیکھ حالِ زار ہم ہندو غلاموں کا      نہیں پرپساں خدائی میں کوئی ہم تشنہ کاموں کا  
ہمیں وہ ہیں کہ جن کا روزِ قتلِ عام ہوتا ہے      خطا کوئی کرے لیکن ہمارا نام ہوتا ہے  
ہیں یارب غناں برباد ہم آفت رسیدہ ہم      ہماری زندگی ہے تلخ، ہیں دامنِ دریدہ ہم

مٹی عزت، لٹا گھر در، نکالا ہم کو مسکن سے  
 نہ ہندوستان کے ہم ہیں پاکستان کے ہم ہیں  
 تری دنیا الہی تنگ ہم پر ہوتی جاتی ہے  
 ترے کعبے میں ہم مظلوم بھی آئے ہیں اے مولا  
 مظالم سے بچا ظالم کے پنجے سے ہانی دے  
 بنایا رب نہ ہم کو تختہ مشق جو رہنا مسلم  
 ہے نفرت تری دنیا کو ہمارے آہ و شیون سے  
 غضب یہ ہے کہ دشمن خود ہی اپنی جان کے ہم ہیں  
 ہماری زندگی بدتر سے بدتر ہوتی جاتی ہے  
 پریشاں حالیوں کی التجا لائے ہیں اے مولا!  
 حریفوں کو مظالم کی سزائے انتہائی دے  
 مٹا اس دورِ مہستی سے نشانِ دورِ نامسلم

شرفِ اسلامیاں ہند کا ہندوستان میں رکھ

مسلمانوں کی قدر و منزلت یارب جہاں میں رکھ

عطا یارب ہو پاکستان کو احساسِ اسلامی  
 سمجھتا ہے مہاجر ہم مسلمانوں کو پاکستان  
 یہاں ہیں جو مسلمان خانماں برباد بے گھر در  
 یہاں کے ہر مسلمان کو میسر امن و راحت ہو  
 الہی! عالمِ اسلام کو لے لے حفاظت میں  
 الہی! واسطہ کعبہ کا، اس حج و زیارت کا  
 یہاں کی سرزمین کہلائی جائے راسِ اسلامی  
 مٹا تفریق یہ ماوشما کی خالوق رحماں  
 مکان و روزگار ان کو عطا اے رب کعبہ کر  
 عطا اقلیمِ پاکستان کو یارب فتح و نصرت ہو  
 اماں دے اُمتِ محبوب کو داماں رحمت میں  
 تصدق تیرے سلطانِ رسل ختم رسالت کا



ہنوز آزرده دل ہوں میں مراد دل شاد فرما دے  
 شکیل و یوسف و اصغر، ربیبہ، قیس و سلمہ  
 مری اولاد کو یارب! عطا اولاد فرما دے  
 حلیمہ، صابره، ستارہ، حسہ، رضیہ، فیروزہ  
 رہیں یارب شگفتہ خاطر و خوشحال عالم میں  
 متاع دین و دنیا سے ہوں مالا مال عالم میں  
 تمنا رب کعبہ ہے یہی ہر وقت سینے میں  
 ضیا کا خاتمہ بالآخر ہو گئے مدینے میں

## طواف و داع

شہرِ رسل کا ضیا اتباع کر کے چلے  
 حرم سے آہ غم ہجر کعبہ دل میں لٹے  
 حرم میں آئے طواف و داع کر کے چلے  
 نگاہ جانبِ باب و داع کر کے چلے  
 حرم سے شرکتِ بزمِ سماع کر کے چلے  
 گنہگار ترے اطلاع کر کے چلے  
 حرم میں پایا سکون نفس مطمئنہ نے  
 عتاد و کینہ و شرکاء دفاع کر کے چلے  
 ہیں پکعبہ! وہ مختار دولت دارین  
 نثارِ تجھ پہ جو مال و متاع کر کے چلے  
 حرم سے نالے مرے ہر آسماں کی طرف  
 شکستِ رشتہ ہمارے شعاع کر کے چلے

حرم سے قافلے طیبہ کے جانثاروں کے سوئے دیار نبی اجتماع کر کے چلے

براہ راست مدینے کی سمت کعبے سے  
روجنوں کو ضیا انقطاع کر کے چلے

## مرضی نالے

تلخ معلوم نہ کیوں یہ غم فرقت ہو مجھے  
ایک حج سے نہ ہوئی سیر طبعیت میری  
تُو نے کعبے میں بلایا تو میں کعبے آیا  
جار ہا ہوں ترے کعبے سے مگر عرض یہ ہے  
تیرے احکام کی تعمیل میں سرگرم رہوں  
کہتے ہیں مجھ سے مطوّف کہ مدینہ کو چلو  
اک مہینے میں رہا صرف طواف کعبہ  
بھیک دے کعبہ میں منگتا کو بلانے والے  
لاج کعبہ میں بلانے کی الٹی رکھتا

ہائے کب دیکھئے کعبہ کی زیارت ہو مجھے  
پھر بھی مولا! ترے کعبے کی زیارت ہو مجھے  
تیری مرضی ہے تو جاتا ہوا اجازت ہو مجھے  
پھر بھی حاصل کرے اللہ یہ دولت ہو مجھے  
رب کعبہ! وہ عطا ذوق طاعت ہو مجھے  
میرے اللہ! مبارک یہ بشارت ہو مجھے  
کیوں جدائی کا نہ صدر دم رخصت ہو مجھے  
میرا دامن طلب دامن دولت ہو مجھے  
واپسی پر نہ کہیں اب کوئی ذلت ہو مجھے



نفسِ امارہ ہو کر مائل اعمالِ زبوں  
مر تے دم تک مرا ایمان سلامت رکھنا  
برکتِ کعبہ کی پیوستِ رگِ چاں کر دے  
کر رہا ہوں حرمِ پاک میں اب طوافِ داع  
میری اولاد کو اولاد عطا کر یا رب!

بر محلِ غیب سے تنبیہ و ہدایت ہو مجھے  
یادِ کعبہ سببِ رشد و ہدایت ہو مجھے  
مرحمتِ ذوقِ عملِ شوقِ عبادت ہو مجھے  
کچھ تو انعامِ عنایتِ ذمِ رخصت ہو مجھے  
چیتے جی اور میسر یہ مسترت ہو مجھے

التجا تجھ سے حرم میں بے ضمایا کی اے کریم  
چل کے کعبہ سے مدینہ کی زیارت ہو مجھے

## کعبہ سے رخصت

سرورِ حسنِ عقیدت تمام ہوتا ہے  
طوافِ کعبہ کہاں اب حرم کی دید کہاں  
بلا یا لطف سے کعبہ میں تو نے ربِّ کریم!  
الہی! دل کو قرار و سکون نصیب نہیں  
تیرے کرم پہ تھی موقوف میری آمد و رفت

الہی! کعبہ سے رخصت غلام ہوتا ہے  
جُدا نگاہوں سے بیتِ الحرام ہوتا ہے  
جدا حرم سے یہ اب کیوں غلام ہوتا ہے  
خیالِ دوزی بیتِ الحرام ہوتا ہے  
تو چاہتا ہے جو مولا! وہ کام ہوتا ہے



ہے اذن ترک اس لئے دل مجبور  
 حرم میں جلوے بستے ہیں عرش سے دن رات  
 کسی مقام کو یہ منزلت نصیب نہیں  
 طواف کرتے ہیں دیوانے قبائے رو ہو کر  
 کھلایہ راز طواف و دارع بعد و دارع  
 صلاہ طواف حرم کا خدا کی جانب سے  
 نوید وصل کسی کا پیام ہوتا ہے  
 ظہور رحمت حق صبح و شام ہوتا ہے  
 جہاں میں کعبہ کا جو حتم رام ہوتا ہے  
 دیار عشق میں اک وہ مقام ہوتا ہے  
 طواف یہ جو حرم میں مدام ہوتا ہے  
 طواف روضہ خیر الانام ہوتا ہے

فدائیان حرم کو دم و دارع ضیا!

مدینہ بنانے کا اعلان عام ہوتا ہے

حصہ دوم ختم شد

— نامی پریس پبلیشر لاہور میں باہتمام منشی برکت علی پرنٹر اردو مکتبہ ارباب اردو —  
 حویلی کابلی مل لاہور سے شائع کیا۔



# مکتبہ ارباب اردو کی انمول کتابیں

## چراغ طور

طالب بدایونی کا وجد آفرین کلام

یہ مجموعہ منتخب غزلوں، بہترین نظموں اور پاکیزہ گیتوں پر مشتمل ہے۔ طالب صاحب ایک کہنہ مشق اور پُرگو شاعر ہیں۔ آپ کے کلام کی عظمت محتاج بیان نہیں۔ آپ کی شاعری وارداتِ قلب پر محمول ہے۔ جو باتیں دل پر گزری ہیں، شعر کے قالب میں ڈھل گئی ہیں۔ آپ کے اشعار میں حسن و عشق کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی تصویریں نظر آتی ہیں۔ ہر غزل بے پناہ جذبات و تاثرات کی حامل ہے۔ چند اشعار نمونے کے طور پر لکھے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں :-

دل گیارنج و اضطراب ہوا	دل کا جانا بڑا عذاب ہوا	تو ہی آیا نظر جہر دیکھا	حب عالم کو اک نظر دیکھا
تیری مستی بھری نگاہوں کو	جس نے دیکھا وہی خراب ہوا	اس کو دنیا سے بخیر دیکھا	مل گئی جس کو کچھ خبر تیری
دردِ دل کا گلہ نہیں جاتا	جی رہا ہوں جیا نہیں جاتا	تم نے ہم سے حجاب دیکھا	لاکھ پرے نگاہ چیر گئی
چاک امن کے آپ سی لیتے	چاک دل کا سیا نہیں جاتا	چمک کے ذرہ کبھی آفتاب نہ سکا	تمہارے حسن کا پیدا جاب نہ سکا
آسروں پر کوئی جسے کنگ	آسروں پر جیا نہیں جاتا	دراز موسمِ عہد شباب ہو نہ سکا	بہارِ عمر کی کیا مختصر سی گھڑیاں تھیں
تمنائیں مرے دل کی مٹا کے	وہ ہنستے ہیں مجھے آنسو رلا کے	رہے حجاب میں لیکن گجائے نہ سکا	نگاہ پر وہ برانداز سے چھپ سکے

لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ کاغذ عمدہ۔ حجم تقریباً چار سو صفحات۔ قیمت پانچ روپے (۲۷) زیر طبع

ملنے کا پس

مکتبہ ارباب اردو۔ حویلی کابلی مل۔ لاہور



**صراطِ مستقیم (طبع ثانی)** { دین اسلام کے مسائل، سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور معاشرت اسلامی کے علاوہ نماز، ترجمہ قرآن مجید کے پارہ عم کا آخری رُبع اور ادعیہ مسنونہ کا ایک

مستند اور لاجواب مجموعہ ہے مسلمان بچوں کے لئے غیر اصطلاحی زبان میں اس سے بہتر مجموعہ آج تک نہیں چھپا طبع ثانی میں مضامین کی دلچسپی اور زبان کی سلاست میں خاصہ اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اس مختصر اور لاجواب کتاب کو قبولیت عامہ حاصل ہو چکی ہے اور پاکستان کے اکثر ہائی اور نارمل سکولوں میں بطور نصاب استعمال کیا جا رہا ہے لکھائی چھپائی اور کاغذ دیدہ زیب۔ حجم ۱۶۴ صفحے۔ قیمت صرف لاگت کے برابر یعنی آٹھ آنہ (۸) فی نسخہ

**بہترین اشعار** { یہ اردو اشعار کا ایک نہایت حسین و جمیل مجموعہ ہے۔ اس میں شعرائے متقدمین و متاخرین کے کلام کو یکجا جمع کیا گیا ہے۔ اور وہی و کئی سے

کے کر سن ۱۹۵۷ء تک اس کے ترتیب وار چھ دور قائم کئے گئے ہیں اور ہر دور کے ہر صاحب کمال شاعر کے مجموعہ کلام سے نہایت کاوش اور عرق ریزی کے ساتھ نادر اور قیمتی اشعار انتخاب کئے ہیں۔

ہمارا دھوی ہے کہ اردو ادب میں ایسا لاجواب مجموعہ آج تک منظر عام پر نہیں آیا۔ بہترین اشعار ادیبوں شاعروں اور طالب علموں کے لئے ایک بیش بہا خزانہ ہیں۔ آپ اس انتخاب کو دیکھیں گے تو بے ساختہ آپ داد دے بغیر نہ رہیں گے۔ لکھائی چھپائی عمدہ۔ کاغذ اعلیٰ۔ قیمت تین روپے (تین روپے) زیر طبع

**منصبِ امامت** { حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ کی اسی نام کی فارسی تصنیف کا با محاورہ اردو ترجمہ شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے۔ اس میں انبیاء، اولیاء اور

ائمہ اسلام کے درجات و مراتب کی تشریح کے بعد بتایا گیا ہے کہ ہمارے مذہبی راہنما اور سیاسی حکمران اپنی اپنی حیثیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوتے ہیں اور انکی اطاعت کے آداب کیا ہیں؟ اگر حاکم ظالم، فاسق یا بے دین ہوں تو زندگی کیونکر گزارنی چاہئے۔ گویا یہ کتاب اسلامی سلطنت میں اعلیٰ درجہ کے ایک مولا کی قیمت مجلہ

ملنے کا پتہ: مکتبہ ارباب اردو۔ حویلی کابلی مل۔ لاہور



وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۝  
اور اللہ کے لئے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہیں

# دیپاری

از

لسان الحسن مولانا الحاج ضیاء القادری البدریونی مدظلہ العالی

۱۹۵۰ء  
۱۳۶۹ھ

مکتبہ اربابِ اردو لاہور و کراچی

(طبع اول) مقام اشاعت: حویلی کابلی مل - لاہور (قیمت تین)

DATA ENTERED